اخلاقِ صالحین

یعنی

سف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاقِ حسنہ پر ۸۳ روح پرور
یز مقالات جو عارفِ ربانی امام عبدالوہاب الشعرانی علیہ الرحمۃ
قدر تصنیف تنبیہ المغترین سے منتخب کر کے نہایت
ن پیرائے میں ترجمہ کئے گئے ہیں،

ترجمہ و تحریر
محمد لطیف ملک ایم اے

شعاعِ ادب ۔ لاہور

تعداد	ایک ہزار
ناشر	محمد حلیم
طابع	اشرف پریس - لاہور
قیمت	آٹھ روپے

"اپنی لائبریری" ایڈیشن پانچ روپے

ستمبر ۱۹۶۴ء

★

شعاع ادب — لاہور

فہرستِ مضامین

عنوان

پیش لفظ

عارفِ ربانی شیخ عبدالوہاب بن احمد الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۳ھ)
اپنے زمانے کے مشہور ائمہ عارفین میں سے تھے۔ آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ
قاہرہ ہی میں گزرا۔ علوم شریعت میں کامل "تبحر" ہو جانے کے بعد آپ نے دشتِ
تصوف میں قدم رکھا اور مجاہدۂ نفس میں مشغول ہو گئے۔ علم طریقت میں آپ کے
اساتذہ میں شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ تعالیٰ کا نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ آپ
دس سال تک متواتر ان کی مجالس میں شریک ہو کر کسبِ فیض کرتے رہے۔

دنیائے اسلام میں امام شعرانیؒ کی شہرت کا مدار آپ کی کثیر تصانیف کی
وجہ سے ہے جو زیادہ تر متصوفانہ رنگ میں لکھی ہوئی ہیں۔ ان میں سے اہم تصنیفات
کی تعداد ساٹھ سے متجاوز بیان کی جاتی ہے۔ انداز بیان عام فہم اور دلکش ہونے کے
باعث آپ کی کتابیں زندگی ہی میں مطبوع عام ہو گئی تھیں۔ امام صاحب کا سب
سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی تصنیفات کے ذریعے تصوف اور فقہ میں
امتزاج پیدا کرنے کی کوشش کی۔

امام شعرانیؒ کی مشہور تالیف "تنبیہ المغترین" جس کے منتخب مقالات کا
ترجمہ ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے متقدمین صوفیہ اور سلف صالحین کے اخلاقی
دستور العمل کی آئینہ دار ہے۔ اردو میں اس کتاب کے دو ترجمے راقم الحروف کی
نظر سے گزرے ہیں۔ ایک ترجمہ "اخلاقِ سلف" کے نام سے ۱۹۱۱ء کے قریب اسلامیہ
سٹیم پریس لاہور کی جانب سے شائع ہوا تھا۔ یہ ترجمہ زبان و اسلوب کے اعتبار سے
بہت قدیم ہو چکا ہے۔ دوسرا ترجمہ مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی نے کیا تھا جو ہندو

"احوال الصادقین" کے نام سے ۱۳۵۵ھ میں جمال پرنٹنگ ورکس دہلی میں طبع ہوا تھا لیکن اس میں اصل کتاب کے صرف پہلے دو ابواب کو ترجمہ اور تشریح کے ملے جلے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

زیرِ نظر انتخاب و ترجمہ میں "تنبیہ المغترین" کا اصل عربی نسخہ جو قاہرہ میں ۱۹۳۷ء میں طبع ہوا تھا اور متذکرہ صدر دونوں تراجم کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور کتاب کے مطالب کو اسی سلیس و شگفتہ پیرائے میں منتقل کرنے کی کوشش کی ہے جو اصل عبارت سے مترشح ہوتا ہے، علاوہ ازیں قاری کی سہولت کے لئے ہر موضوع کا ایک مستقل عنوان قائم کر کے اس میں ذیلی مباحث کا تعیّن کیا گیا ہے۔ موضوعات کے انتخاب میں اسلامی معاشرے کے موجودہ تقاضوں کو بالخصوص مدّ نظر رکھا گیا ہے اور ان موضوعات کو جن کی اصل کتاب میں تکرار ہوئی ہے بخوفِ طوالت و ثقالت نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

امید ہے کہ قارئین کرام اس کتاب کے مطالعہ سے محظوظ و مستفید ہوں گے اور اصلاحِ اخلاق و معاملات میں سلف صالحین کے طرزِ عمل کو شعارِ حیات بنائیں گے۔ واللہ الموفق

لطیف ملک

لاہور
۱۳ر اگست ۱۹۶۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ رب العالمین، واصلی واسلم علی سیدنا محمد وعلی سائر الانبیاء والمرسلین وعلی اٰلھم وصحبھم اجمعین، واقول، سبحانک لاعلم لنا الاما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔

اما بعد یہ ایک نفیس کتاب ہے جو حجم میں چھوٹی لیکن قدر و قیمت میں بہت بڑی ہے۔ میں نے اس میں وہ عمدہ عمدہ باتیں لکھی ہیں جو سلف صالحین کے اُن معاملات میں دستور العمل تھیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق سے تعلق رکھتے تھے، میں نے اس کتاب کو کلام اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق یوں منقح کیا ہے جس طرح سونے اور جواہر کو پرکھ کر کھرا کیا جاتا ہے اور میں نے یہ عمل زمانۂ تالیف میں اپنے فہم کے موافق انجام دیا ہے لہذا یہ کتاب ایسے ہو گئی ہے جیسے کہ امام نووی کی کتاب "منہاج" فقہ میں ہے پس جس طرح علمائے عصر اُس کتاب کے مسائل اور ترجیحات کے مطابق علوم فقہ میں فتوے دیتے ہیں اسی طرح علمائے صوفیہ رضی اللہ عنہم کو اس کتاب کی عمدہ اور منقح نقول کے مطابق فتویٰ دینا چاہیئے کیونکہ میں نے اس کتاب میں مندرجہ اخلاق کو سلف صالح صحابہ و تابعین اور علمائے عاملین رضی اللہ عنہم اجمعین کے افعال سے اور نیز اپنے ان اخلاق سے مستحکم کیا ہے جن کے ساتھ موصوف ہونے کا اللہ تعالےٰ نے طریق محبت صوفیہ میں داخل ہونے کے بعد مجھ پر احسان کیا ہے۔ اِس خیال سے کہ مبادا بعض خوردہ گیر کہیں کہ یہ شخص ہمیں سلف کے اخلاق سے موصوف ہونے کا کیسے حکم کرتا ہے جب کہ وہ خُود ان اخلاق سے موصوف نہیں ہے۔ - اسی لئے میں نے ان اخلاق میں جو بفضلہ تعالےٰ مجھ میں موجود ہیں لیکن میرے ہمعصر ان سے بہرہ مند

نہیں ہیں یوں کہہ کر تصریح کر دی ہے کہ یہ خُلق نادر ہے اور میں نے اس زمانہ میں اپنے سوا اور کسی میں نہیں دیکھا۔ یہ کہنا صرف اس خیال سے ہے کہ لوگ میرا حال جان لیں کہ میں جن اخلاق کے لئے اُن سے کہتا ہوں وہ مجھ میں موجود ہیں۔ اگر یہ مقصود نہ ہوتا تو ان اخلاق کو اپنے باقی اعمال کی طرح جن کی کوئی تقلید نہیں کرتا پوشیدہ رکھنا ہی مناسب تھا کیونکہ اظہار اعمال میں بجز دو باتوں کے اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا، یا تو اس لئے کہ لوگ ان اخلاق سے موصوف شخص کی اقتدا کریں اور یا بطور شکر ان کا اظہار کیا جائے اور بس۔

(۱) میری زبان حال ہر نکتہ چین سے کہتی ہے اے بھائی میرے اخلاق میں نظر کر۔ پس جو اخلاق میں تم مجھے متصف دیکھتے ہو اس سے تم بھی موصوف ہو جاؤ اور اس حالت میں تمہارے لئے کوئی عذر نہیں، اور جن اخلاق سے مجھے موصوف نہیں پاتے ان میں جو میرا عذر ہے وہی تمہارا عذر ہے۔ اکثر اوقات میں نے ایک خُلق کو قرآن مجید اور کتب ادلّہ میں سے صحیح بخاری وغیرہ کی اقتدا کرتے ہوئے نیز اس خُلق کے ساتھ اعتنای شان کے لئے اور اس کے ترک کے سبب لوگوں کی کثرت تساہل کی وجہ سے مختلف عبارتوں میں بار بار بیان کیا ہے چنانچہ کبھی یوں لکھا ہے کہ یہ خُلق اس زمانہ میں نایاب ہو گیا ہے اور مجھے اپنے سوا کوئی ہمعصر اس سے متصف نظر نہیں آتا۔ اس سے میرا اشارہ اپنے ہمعصروں میں سے اُن لوگوں کی کمی کی طرف ہے جو اس کے ساتھ متصف نہیں ہیں نہ کہ اپنے بھائیوں کی تحقیر جیسا کہ سرسری نظر میں خیال گزرتا ہے معاذ اللہ کہ میں ایسا قصد کروں۔

اور اس کتاب کی تالیف کا سب سے بڑا سبب یہ ہوا کہ میں نے دسویں صدی کے نصف آخر میں اپنے مولا سلطان سلیمان بن عثمان کی جماعت کو دیکھا کہ جو کچھ عمّال وغیرہ نے شاہی خزانے میں خیانت کی تھی یہ لوگ سلطان کی حمایت کی خاطر بڑی سرگرمی سے اس کی تفتیش میں لگے ہوئے تھے اور میں نے علمائے شریعت میں سے کسی کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کے لئے اخلاق محمدیہ کے مٹے ہوئے نشانات کی اس طرح تفتیش کرتے

نہ دیکھا جیسا کہ ہمارے مولا سلطان کی جماعت نے کیا۔ اس پر مجھے غیرت ایمانی نے مجبور کیا کہ میں ایک ایسی کتاب لکھوں جس میں اخلاق محمدیہ کے وہ نشانات ظاہر کر دیئے جائیں جو علمائے ظاہر و باطن کے عہد میں مٹ چکے ہیں پس یہ کتاب اس زمانہ میں ہر فقیہ و صوفی کو یکساں مفید ہے اور اس کے مطالعہ سے ان میں سے کوئی بھی مستغنی نہیں، چنانچہ کتاب کے مطالعہ سے خود معلوم ہو جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

میں نے اس کتاب کو ان واقعات کے موافق تالیف کیا ہے، جو میرے اور میرے دوستوں کو پیش آتے رہے؛ اور جو خلق میں نے اس میں ذکر کیا ہے وہ کسی ایسے سبب کی بنا پر واقع ہوا ہے جس کو میں جانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو اس کتاب میں کوئی خلل دیکھ کر اعانت علی الخیر کے طور پر اس کی اصلاح کر دے کیونکہ یہ کتاب اصالۃً کسی کتاب سے منقول نہیں ہے بلکہ قرآن مجید اور سنت نبوی اور اقوالِ ائمہ سے مستنبط ہے اور جو روایات اس میں بیان کی ہیں وہ فقط ان مضامین کے لئے شواہد و دلائل کے طور پر ہیں جو میں نے اس میں ذکر کئے ہیں چنانچہ تمہیں معلوم ہو جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

مجھے اللہ کے فضل سے امید ہے کہ یہ کتاب ان صلحاء رضی اللہ عنہم کے شایان اخلاق کی مبین ہوگی جو دسویں صدی ہجری کے نصف اول میں وفات پا چکے ہیں۔ میں نے بحمد اللہ تعالیٰ تقریباً ایک سو شائخ کی زیارت کی ہے جن میں سے ہر ایک اس مرتبہ کا تھا کہ جس کے وسیلہ سے لوگ دعائے استمداد کرتے تھے جیسے سیدی علی المرصفی سیدی محمد شناوی، سیدی محمد بن داؤد، سیدی ابوبکر حدیدی، سیدی عبدالحلیم بن مصلح، سیدی ابوسعود جارحی، سیدی تاج الدین ذاکر، سیدی محمد بن عنان و سیدی علی خواص رحمہم اللہ اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات جن کا ہم نے کتاب "طبقات العلماء والصوفیہ" میں ذکر کیا ہے، یہ تمام لوگ زہد و عبادت و ورع کے اعلیٰ مراتب،

بہر تھے اور اپنے ظاہری و باطنی اعضاء کو ممنوعات سے روکنے میں بڑے مستعد تھے۔

پس ان مشائخ کے حال کو زمانہ حال کے مشائخ سے کیا نسبت ہے جو مصر یا حجاز یا شام سے سفر کر کے روم اور عراق میں آتے ہیں اور بادشاہ سے وظائف اور جاگیریں اور منصب کی درخواست کرتے ہیں حالانکہ ان کو اپنے وطن میں بھی بقدر کفایت گذارہ مل جاتا ہے۔ انہیں مناسب یہ تھا کہ اگر بادشاہ ان کو کچھ دینا بھی چاہے تو انکار کر دیتے اور ملکی مصالح کے مال میں یا بادشاہی لشکر کے مزاحم نہ ہوتے جیسا کہ ان کے سلف صالحین کا مسلک تھا بلکہ جن مشائخ کو ہم نے پایا ہے ان کے مریدوں میں سے بھی کسی کو نہیں دیکھا کہ اپنے شہر سے طلب دنیا کے لئے سفر کرتا چہ جائیکہ خود مشائخ ایسا کریں، کیونکہ جیسا کہ معلوم ہے طریقت میں مرید کا پہلا قدم یہ ہے کہ اپنے تمام مال و متاع کو اپنے قبضہ سے نکال کر ناامیدی کے دریا میں پھینک دے۔ ...

بس لے اس کتاب کو میزان کے طور پر بنایا ہے جس کے ذریعے تو نیک و بد اور مفید و مضر میں تمیز کر سکتا ہے۔ پس اے برادر تو ان اخلاق کو اس زمانے کے مشائخ ظاہرین پر پیش کر جن کی صحبت تو اختیار کرنی چاہتا ہے اور اگر وہ ان اوصافِ حمیدہ سے موصوف ہوں تو ان کے پاس بیٹھ اور ان کی پیروی کر اور ان کی عزت بجا لا اور اگر وہ ان اخلاق سے موصوف نہ ہوں تو ان سے اعراض کر لیکن انہیں حقیر نہ جان اور ان کے معاملہ کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کر۔

پس یہ کیا عمدہ کتاب ہے جو راستبازمردانِ خدا کی نایابی کے زمانہ میں اہل اللہ کے اخلاق میں سے جو منہدم ہو گئے تھے ان کی از سر نو تعمیر کرنے کے لئے تیار ہوئی ہے۔ ہر زمانہ میں علمائے باعمل کا یہی دستور رہا ہے کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی اپنی تصانیف کے ذریعے طریقت کے ان نشانات کی تجدید کرتا آیا ہے جو مٹ چکے ہیں جیسے حارث المحاسبیؒ، ابو طالب مکیؒ، ابو نعیم، ابو القاسم قشیری، امام غزالی، شہاب الدین سہروردی وغیرہ

رضی اللہ عنہم اور ان سب مجددین میں سے پچھلی آٹھویں صدی ہجری میں حضرت ابو عبداللہ محمد الشجری رحمہ اللہ تعالٰے ہوئے ہیں جو محلہ کبری میں مدفون ہیں۔ لوگ ان کو فقیہ الصوفیہ کہا کرتے تھے کیونکہ انہوں نے اپنی تالیفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور سلف صالحین کے اخلاق کو ضبط کیا ہے۔ ان کے بعد کوئی بھی معلوم نہیں ہوتا جس نے میرے سوا سلف کے حالات ضبط کئے ہوں جیسا کہ مطالعہ سے معلوم ہوگا اور اگر اس زمانہ میں اس کام کو میرے سوا کوئی دوست انجام دیتا تو میں ضرور دوستوں کو اس کی تالیف کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دیتا اور خود اس کتاب کے لکھنے کی مشقت نہ اٹھاتا کیونکہ اس وقت اس کا کچھ فائدہ نہ ہوتا۔

میں اللہ تعالٰے سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے اس کتاب کے مؤلف، کاتب، سامع اور قاری کو اس سے پورا نفع بخشے، بیشک اللہ سبحانہ وتعالٰے دعا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ اور میں نے اس کا نام "تنبیہ المغترین أواخر القرن العاشر علی ما خالفوا فیہ سلفہم الطاہر" رکھا ہے۔ اللہ تعالٰے اس کو اپنی ذات کریم کے لئے خالص کرے اور میں اس کو ہر دشمن اور حاسد کی شرارت سے اللہ کے کلمات تامہ کی پناہ میں دیتا ہوں کہ وہ اس کتاب میں کوئی ایسی بات جو میں نے نہ لکھی ہو اور جو کتاب وسنت کے مخالف ہو محض اس غرض سے خفیہ طور پر داخل کردے کہ لوگوں کو اس کے مطالعہ سے متنفر کرے اور جو فوائد اس میں درج ہیں اس سے اُن کو محروم رکھے۔

پس اے دوست تو میری کتابوں کا مطالعہ کر اور جو نصائح ان میں درج ہیں ان سے مستفید ہو، اور کسی حاسد کی بات نہ سن کیونکہ میں نے ان کتابوں کو بحمداللہ کاغذ پر لکھنے سے پیشتر کتاب وسنت کے مطابق کرلیا ہے۔ میں ایک سنی و محمدی شخص ہوں اور میں نے علوم شریعت میں تبحر حاصل کرنے کے بعد

ہی تالیفات کی ہیں اور میں نے ان کے مواد کو مشائخ اسلام جیسے شیخ زکریا انصاری ،
شیخ برہان الدین بن ابی شریف ، شیخ عبدالحق سنباطی اور شیخ نورالدین محلی وغیرہ
رضی اللہ عنہم پر عرض کرنے کے بعد تحریر کیا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
جب تمہیں یہ امور معلوم ہو گئے تو مناسب ہے کہ ہم اس کتاب کے مقصود
کو شروع کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ، پس میں کہتا ہوں وباللہ التوفیق والاعانۃ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

باب اوّل

۱۔ کتاب و سنّت کی ملازمت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کتاب و سنّت کی یوں ملازمت کرتے جس طرح سایہ ایک جسم کے ساتھ لازم ہوتا ہے۔ اور ان میں سے کوئی بھی مسند ارشاد پر نہ بیٹھتا جب تک کہ اس کو شریعت مطہرہ کے علوم میں تبحر حاصل نہ ہو جاتا اس طرح کہ وہ تمام محو شدہ اور مستعملہ مذاہب کے دلائل سے پوری طرح مطلع ہو، اور اس درجہ کو پہنچا ہو کہ مجالس مناظرہ میں علماء کو قاطع و واضح براہین سے ساکت کر سکے۔ اس مضمون سے صوفیہ کی کتابیں بھری ہوئی ہیں اور ان کے اقوال و افعال سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔

قرآن سید الکتب ہے سید الطائفہ امام ابو القاسم جنید رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہماری کتاب یعنی قرآن سید الکتب اور سب سے جامع تر کتاب ہے اور ہماری شریعت سب شریعتوں سے زیادہ واضح اور سب سے زیادہ دقیق ہے، اور ہمارا طریقہ یعنی طریق اہل تصوف کتاب و سنت سے مستحکم کیا ہوا ہے جس نے قرآن مجید کو نہیں پڑھا اور حدیث شریف کو یاد نہیں کیا اور جو ان دونوں کے معانی نہیں سمجھتا اس کی اقتدا صحیح نہیں ہے نیز فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ نے آسمان سے جو کوئی ایسا علم نازل کیا ہے جس میں غیر کو بھی حصہ مل سکے اس میں اللہ نے مجھے ضرور حظ و نصیب عطا فرمایا ہے۔ وہ اپنے احباب سے فرمایا کرتے کہ اگر کسی آدمی کو دیکھو جو ہوا میں چار زانو بیٹھا ہو تو بھی اس کا ساتھ نہ کرو جب تک کہ امر و نہی کے موقع پر اس کا عمل نہ دیکھ لو۔ سو اگر تم اسے

تمام اوامر الٰہی کا فرمانبردار اور تمام نواہی سے باز رہنے والا دیکھو تو اُس کے معتقد ہو جاؤ اور اُس کا اتباع کرو، اور اگر تم دیکھو کہ وہ اوامر میں خلل انداز ہے اور نواہی سے پرہیز نہیں کرتا تو اُس سے اجتناب کرو۔

جاہل کی اقتدا جائز نہیں

(میں کہتا ہوں) یہ ایک ایسا خلق ہے جو اس زمانے کے فقراء میں نادر ہو گیا ہے۔ بعض تو ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں جو طریقت میں ایک قدم بھی نہیں چلے۔ ان سے وہ فنا و بقا کے متعلق چند کلمات سیکھ لیتے ہیں اور چند شطحیات جن کی تائید نہ قرآن سے ہوتی ہے نہ حدیث سے تکیہ کلام بنا لیتے ہیں۔ پھر وہ ایک جبّہ پہن لیتے ہیں اور عمامہ کا شملہ چھوڑ لیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ بلادِ روم وغیرہ کی طرف سفر کرتے ہیں اور فاقہ کشی و خاموشی کی نمائش کرتے پھرتے ہیں اور وظیفہ یا عطیہ کے طالب ہوتے ہیں اور اس میں اُمراء اور وزراء کو وسیلہ بناتے ہیں۔ اکثر اوقات اُن کا وظیفہ مقرر ہو جاتا ہے اور اس طرح وہ اپنے پیٹ میں حرام بھرنے لگتے ہیں کیونکہ انہوں نے یہ راتب حکّام کو دھوکا دے کر حاصل کیا ہوتا ہے اور وہ ان کے حق میں نیک اعتقاد رکھتے ہیں۔ ایسا ہی ایک شخص میرے پاس آیا اور کسی قسم کے علم اور ذوق کے بغیر تمام فنا و بقا میں گفتگو کرنے لگا۔ اس کے ساتھ اس کے مُتّبعین کی ایک جماعت بھی تھی۔ وہ میرے پاس چند روز آتا رہا۔ آخر کار ایک روز میں نے اس سے دریافت کیا کہ نماز اور روزہ کی شرطیں کیا ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ میں نے کوئی علم نہیں پڑھا ہے۔ میں نے کہا۔ اے برادر عبادات کو ظاہر کتاب و سنت کے مطابق صحیح کرنا بالاجماع واجب ہے اور جو شخص واجب مستحب اور حرام و مکروہ میں فرق نہیں کرتا وہ جاہل ہے اور جاہل کی اقتداء ظاہری اور باطنی طریق میں کسی طرح بھی جائز نہیں۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ پھر اس دن سے اس نے میرے پاس آنا چھوڑ دیا اور اس نے

سوء ادب سے مجھے تکلیف دی تھی، سو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے نجات دی۔

اہلِ تصوف کا طریق کتاب وسنت کے عین مطابق ہے

ہمارے شیخ سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اہلِ تصوف کا طریق کتاب وسنت کے مطابق یوں صاف کیا ہوا ہے جیسے سونا اور جواہر ملاوٹ سے صاف کئے جاتے ہیں، کیونکہ ان کے لئے ہر حرکت و سکون میں ایک نیتِ صالح ہوتی ہے جو میزان شریعت سے تلی ہوتی ہے اور اس کو وہی جان سکتا ہے جو علوم شرعیہ میں تبحر رکھتا ہو (یعنی کھنگالتا ہوں) وہ شخص کا ذب اور مفتری ہے جو یہ کہتا ہے کہ طریق صوفیہ کو قرآن اور حدیث نے بیان نہیں کیا اور اس کا یہ قول اس کی جہالت پر صاف دلیل ہے کیونکہ اہلِ تصوف کے نزدیک صوفی کی حقیقت بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ ایک عالم ہے جو اپنے علم پر محض اخلاص سے عمل کرتا ہے اور حضرات صوفیہ جو اپنے مریدوں کو روزہ، شب بیداری، عزلت، خاموشی اور ورع و زہد ایسے مجاہدات کی پابندی کراتے ہیں اس سے ان کا انتہائی مقصد یہی ہوتا ہے کہ ان کو سلف صالح کے طریق پر عبادات شرعیہ بجالانے کا ملکہ حاصل ہو۔ اس کے سوا ان کا کچھ مقصود نہیں ہوتا۔ لیکن جب سلف کے طریق پر عمل کرنے والوں کے نایاب ہونے کے سبب سلف کا طریق محو ہو گیا تو اہلِ طریق کی صفات سے متصف حضرات کی قلت کے باعث بعض لوگوں کو گمان ہوا کہ طریقِ صوفیہ شریعت سے خارج ہے جیسا کہ ہم نے اس بحث کو اپنی کتاب المنہج المبین فی بیان اخلاق العارفین میں بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔

پس اس کو خوب یاد رکھ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۴- قول و فعل میں توقف

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہر قول و فعل میں توقف فرماتے جب تک کہ اس کو کتاب و سنت یا عرف کی ترازو سے نہ تول لیتے کیونکہ عرف بھی منجملہ شریعت کے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ (معافی کو شیوہ بنا اور نیکی کا حکم کر) پس معلوم ہوا کہ حضرات مشائخ اپنے اقوال و افعال میں محض لوگوں کے عمل پر اکتفا نہ کرتے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ قول یا فعل منجملہ اُن بدعات کے ہو جن کی تائید قرآن اور سنت و حدیث سے نہ ہوتی ہو۔

قرب قیامت میں بدعات سنت کہلائیں گی | حدیث میں آیا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک سنت کی جا بجا بدعت نہ ہو جائے۔ یہاں تک کہ اگر بدعت چھوڑی جائے تو لوگ کہیں گے کہ سنت چھوڑ دی گئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پچھلے لوگ اپنے بڑوں سے بدعتیں لیتے ہیں، پھر جب بدعت پر عمل کرتے کرتے زمانہ دراز ہو جاتا ہے تو لوگ یہ گمان کرنے لگ جاتے ہیں کہ یہ بھی ایک ایسی سنت ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمایا ہے۔

صوفیائے کرام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی استفسار | صوفیہ میں ایک گروہ ایسا بھی ہے کہ جب ایک عمل کے لئے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کتب شریعت میں ثابت ہے کوئی دلیل نہیں پاتے تو وہ اپنے قلوب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور جب آپؐ کے روبرو حاضر ہوتے ہیں تو آپؐ سے اس فعل کی بابت دریافت کرتے ہیں۔ پھر جو کچھ آپؐ فرمائیں اس کے مطابق

عمل کرتے ہیں۔ مگر یہ بات صرف اکابر حضرات کا خاصہ ہے۔ اگر سوال کیا جائے کہ کیا اس مقام والے کو یہ بھی حق پہنچتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق لوگوں کو حکم کرے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو ایسا نہ کرنا چاہیئے کیونکہ یہ امر سنت صحیحہ ثابت بالنقل سے زائد ہے، اور جو شخص لوگوں کو ثابت بالنقل امر سے زائد شے کا حکم دے تو اس نے ان کو ناحق تکلیف میں ڈال دیا، ہاں اگر کوئی شخص اس حکم کو اختیار کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ کتاب و سنت سے مستنبط مذاہب کے مقلدین کا حال ہے واللہ اعلم۔

سیدنا عمرؓ اور امام زین العابدینؓ کا سنت نبوی سے عشق

سلف صالحین رضی اللہ عنہم ہمیشہ لوگوں کو قرآن و سنت میں منقاد رہنے کی ہدایت فرماتے اور بدعت سے اجتناب کراتے اور اس معاملہ میں بہت سختی سے کام لیتے۔ پہنچی کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کسی کام کے کرنے کا عزم فرماتے اور کوئی کہہ دیتا کہ یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا تو وہ اس سے باز آجاتے۔ ایک دفعہ کسی نے آپ کو بتایا کہ فلاں قسم کے جو کپڑے رنگے جاتے ہیں اس رنگ میں بوڑھی عورتوں کا پیشاب پڑتا ہے تو آپ نے چاہا کہ لوگوں کو حکم دیں کہ اس قسم کے کپڑے اتار ڈالیں اور پھر کوئی نہ پہنے۔ اتنے میں ایک شخص نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں پہنا ہے اور آپ کے زمانے میں اور لوگ بھی پہنتے تھے۔ یہ سن کر آپ نے اللہ تعالیٰ سے استغفار کی اور اس حکم سے باز رہے اور دل میں کہنے لگے کہ اگر ورع اس کے نہ پہننے میں ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہ پہنتے۔

نیز مروی ہے کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے سے کہا میرے لئے ایک ایسا کپڑا بناؤ جو میں قضائے حاجت کے وقت پہن لیا کروں۔ اور

نماز کے وقت اتار دوں، کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ مکھیاں نجاست پر بیٹھ کر پھر میرے
کپڑوں پر آ بیٹھتی ہیں۔ لڑکے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز اور بیت الخلا
کے لئے الگ الگ کپڑے نہ رکھتے تھے۔ یہ سن کر امام اس فعل کے ارادہ
سے رک گئے۔ (میں کہتا ہوں منقول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں
اور جسم پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ ہاں اگر صاحبزادہ نے یہ کہا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کسی کو اس کا حکم نہیں فرمایا تو یہ صحیح ہے پس اس میں غور کرنا چاہیئے
اور بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالے کی نسبت جو یہ منقول ہے کہ ان کا نماز اور قضائے
حاجت کا کپڑا علیحدہ علیحدہ تھا تو یہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے خیال کی
طرح مکھیوں کی وجہ سے نہ تھا بلکہ یہ فعل ادب کے طور پر تھا کہ نماز کے کپڑے وہ
نہ ہوں جو بیت الخلا میں ہوں یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ علماء نے بیان کیا ہے کہ بول و براز کے
وقت قبلہ رو ہو کر یا قبلہ کو پیٹھ دے کر بیٹھنا حرام ہے گویا شارع نے قضائے
حاجت اور نماز کی ایک ہی جہت ہونے کو پسند نہیں فرمایا۔

پس اے برادر تو اپنے تمام افعال و اقوال و عقائد میں سنت محمدیہ کا اتباع
کر اور کسی فعل کا ارادہ نہ کر جب تک کہ تجھیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ کتاب و
سنت کے موافق ہے، پس اس شخص نے جھوٹ بولا اور بہتان باندھا جو یہ کہتا
ہے کہ طریق صوفیہ بدعت ہے۔ بھلا وہ شخص جو شریعت کی مخالفت سے اتنا ڈرتا
ہو کہ جب تک کسی عمل کا شریعت کے موافق ہونا سمجھ میں نہ آئے اس کے کرنے میں
توقف کرتا ہو اگر وہ بھی بدعتی ہوا تو پھر روئے زمین پر کوئی متبع سنت باقی نہیں، اور
سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۳۔ معاملات کی تفویض الی اللہ

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے اور اپنی اولاد اور احباب کے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے اور ان کی ہدایت کے بارے میں بھی اللہ عزوجل ہی پر اعتماد کرتے اور وہ کبھی بطور خود اس حالت میں کوئی چیز طلب نہ کرتے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد سے غافل ہوں۔ میرے لڑکے عبدالرحمٰن کو تحصیل علم کا بالکل شوق نہ تھا جس کے باعث مجھے سخت حیرانی تھی۔ پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میرے دل میں یہ خیال ڈالا کہ اس کی صلاحیت کو اللہ ہی کے سپرد کردوں میں نے ایسا ہی کیا اور وہ اسی رات سے میرے کہنے کے بغیر خود بخود علم کے مطالعہ میں لگ گیا چنانچہ اسے اسی رات سے علم کی حلاوت معلوم ہونے لگی اور اس کا فہم ان طلبہ سے جو اس سے کئی سال پہلے کے طالب علم تھے سبقت لے گیا۔ پس اس کے معاملہ کو اللہ کے سپرد کر دینے کی وجہ سے مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کوفت سے نجات دی جس میں میں مبتلا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے عالم باعمل بنائے۔ آمین۔

اولاد کے لئے دعا سے زیادہ کوئی شے مفید نہیں

میں نے اپنے شیخ سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو کہتے سنا ہے کہ علماء اور صالحین کی اولاد کے لئے کوئی شے اس سے زیادہ نفع مند نہیں کہ ان کے لئے غائبانہ دعا کی جائے اور ان کے معاملہ کو خدا کے سپرد کیا جائے کیونکہ اولاد باپ کے نانسے اور اگر ماں ہو تو اس کی ملازمت سے تربیت پاتی ہے، اور لوگ باپ کی فرمانبرداری کی وجہ سے ان کی تعظیم

کرتے ہیں جس کے باعث غالباً ان کو اکتسابِ فضائل کی خواہش نہیں ہوتی، اور وہ اپنے دل میں کہتے ہیں کہ جب جاہ وعزت کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں علم وریاضت میں مشغول ہونے کی ضرورت تھی وہ تو ہم کو اپنے باپ کی وجہ سے حاصل ہے۔ بخلاف عوام الناس کی اولاد کے خصوصاً کسانوں کی، کہ ہوش سنبھالتے ہی ان کو حکام اور ان کے سپاہیوں کی زدوکوب اور قید وبند اور اہانت برداشت کرنی پڑتی ہے اور وہ ان سے نہایت تشدد کے ساتھ معاملہ وصول کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کو کسی نہ کسی طرح اس مصیبت سے نکلنے کی فکر دامنگیر ہوتی ہے۔ پس حق تعالےٰ ان کے دلوں میں علم اور قرآن کی تحصیل کا خیال ڈال دیتا ہے۔ پھر جس قدر لوگ ان کی عزت کرتے ہیں اسی قدر وہ علم اور مجاہدہ میں زیادہ رغبت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ شیخ الاسلام یا شیخ الطریق ہو جاتے ہیں۔

سیدی شیخ احمد زاہد رحمۃ اللہ ہر چلّے کی خلوت میں اپنے بیٹے کو ساتھ رکھتے پھر جب چلہ ختم ہونے تک اس پر کچھ انوار نہ کھلتے تو فرماتے اے بیٹا اگر میرے اختیار میں کچھ ہوتا تو معرفتِ طریق میں کوئی تجھ سے آگے نہ بڑھتا (میں کہتا ہوں) بعض علماء اور صالحین کی اولاد کے حق میں اس قاعدہ کے برخلاف ظہور میں آیا ہے مثلاً شیخ تقی الدین سبکی اور شیخ سراج الدین بلقینی کی اولاد کہ وہ نہایت باکمال ہوئی ہے۔ علیٰ ہذا ہمارے زمانے کے بعض علماء وفقراء کے حق میں بھی یہ قاعدہ ٹوٹ گیا ہے مثلاً سیدی محمد بن الرملی، سیدی محمد بن البکری، سیدی عبدالقدوس بن الشاذی، سیدی علی بن شیخ محمد المنیر اور سیدی محمد بن شیخ ابی الحسن الغمری اور دوسرے حضرات جن کا ہم نے طبقاتِ علماء وصوفیہ میں ذکر کیا ہے اور اس کتاب کا نام لواقح الانوار فی طبقات الاخیار رکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں میں ایسے لوگوں کی کثرت کرے اور ہمیں ان کی برکات سے نفع بخشے، آمین۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۴۔ علم و عمل میں اخلاص

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے علم و عمل میں نہایت خلوص رکھتے تھے اور اس میں ریا کی آمیزش سے سخت ڈرتے تھے۔ اے دوست ہم اس مقام پر اس کی اچھی طرح تشریح کرتے ہیں کیونکہ لوگوں کو اس کی بڑی ضرورت ہے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ عزّ وجلّ نے جنّتِ عدن کو پیدا کیا تو اس میں ایسی ایسی چیزیں پیدا کیں جو نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں اور نہ کسی بشر کے دل میں ان کا خیال گزرا، تب جنت کو بولنے کا حکم فرمایا۔ اس نے تین بار کہا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (مومن فلاح پاگئے)، پھر کہا میں ہر بخیل اور ریاکار پر حرام ہوں۔

عالم باعمل یقیناً ولی اللہ ہے

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اندھا کر دیتا ہے اور اس کا نام دوزخیوں کے دفتر میں لکھ دیتا ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص اپنے علم پر عمل کرے وہ یقیناً ولی اللہ ہے سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھے میری والدہ نے کہا اے بیٹے علم حاصل نہ کر جب تک کہ تو اس پر عمل کرنے کی نیت نہ کرے ورنہ قیامت کے دن وہ تیرے لئے وبال ہوگا۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر اپنے نفس پر عتاب کرتے اور اس کو مخاطب کر کے کہتے کہ تو باتیں تو پرہیزگاروں، طاعت گزاروں اور عابدوں جیسی کرتا ہے مگر تیرے

افعال فاسقوں، منافقوں اور ریاکاروں جیسے ہیں۔ واللہ یہ مخلصوں کی صفات نہیں ہیں۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص اپنے اعمال میں ایک ساحر سے زیادہ ہوشیار نہ ہوگا وہ ضرور ریا میں پھنس جائے گا۔

آدمی مخلص کب ہوتا ہے؟ ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے پوچھا کہ آدمی اپنے آپ کو مخلص کب جانے؟ آپ نے فرمایا جب اپنی تمام کوشش اللہ کی طاعت میں صرف کردے اور دنیا میں ذلت کو پسند کرے۔

محمد بن منذر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اپنے دوستوں سے یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ اپنی خوش اخلاقی رات کے وقت ظاہر کیا کریں کیونکہ یہ دن کی خوش خلقی سے افضل ہے اس لئے کہ دن میں تو لوگ اس کو دیکھتے ہیں اور رات کو جو نیک عمل ہوتا ہے خالص اللہ کے لئے ہوتا ہے۔ ایک دفعہ یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ کو کہا گیا کہ آپ نے حسن بصریؒ جیسا عمل کرنیوالا کوئی شخص دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا بخدا میں نے ان جیسی باتیں کرنے والا بھی کوئی نہیں دیکھا تو عمل کرنے والا کیونکر دیکھ سکتا؟ ان کا وعظ دلوں کو رلاتا تھا اور دوسرے لوگوں کا وعظ آنکھوں کو بھی نہیں رلا سکتا۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے پوچھا آدمی مخلص کب ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا جب اس کی عادت شیر خوار بچہ جیسی ہو جائے کہ مدح و ذم کی کچھ پروا نہ کرے۔ ابوالسائب رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب قرآن مجید یا حدیث شریف یا کوئی ایسا کلام سننے سے رونا آتا تو تبسم کی صورت بنا لیتے۔

ابو عبداللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ریاکار کو کہے گا کہ جا اپنے عمل کا ثواب ان لوگوں سے لے جن کو تو دکھلایا کرتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ ریاکار جب قیامت کو اپنے اعمال کی جزا

مانگے گا تو اسے کہا جائے گا کہ جن کو تو اپنے عمل دکھلاتا تھا ان سے ثواب لے، اور ایک روایت میں ہے کہ اُسے کہا جائے گا کہ کیا لوگ مجالس میں تیرے عمل و علم کی وجہ سے تیرے لئے جگہ کشادہ نہیں کرتے تھے، کیا تو دنیا میں رئیس نہیں بنا ہُوا تھا، کیا لوگ خرید و فروخت میں تجھ سے رعایت نہیں کرتے تھے اور کیا تیری عزت نہیں کرتے تھے؟ وغیرہ وغیرہ۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ آدمی جب تک لوگوں سے موانست رکھتا ہے ریا سے نہیں بچ سکتا۔ انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے لوگ تین چیزوں سے زینت حاصل کرتے ہیں۔ کوئی علم سے زینت حاصل کرتا ہے کوئی عمل سے اور کوئی ترک زینت سے۔ اور یہ تیسری قسم کے لوگ سب سے زیادہ غامض اور شیطان کو بہت پسند ہیں۔

ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ تعالےٰ، ابراہیم تیمیؒ کے دوست تھے اور یہ دونوں ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے تعریف نہیں کرتے تھے اور کہتے کہ تعریف ایک طرح کا معاوضہ ہے اور میں لوگوں میں اپنے بھائی کی تعریف کر کے اس کے ثواب کو کم نہیں کرنا چاہتا۔

ابوعبداللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جو شخص ظاہری اعمال میں خلوص پیدا کرنے کا طالب ہو اور دل میں لوگوں کا خیال رکھے وہ ایک امر محال کا طالب ہے کیونکہ اخلاص تو ایک ایسا پانی ہے جس سے دل کو زندگی حاصل ہوتی ہے اور ریا اس کی موت ہے۔ یوسف بن اسباط رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ میں نے جب کبھی اپنے نفس کا محاسبہ کیا تو مجھے یہی معلوم ہوا کہ میں خالص ریاکار ہوں۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جس نے محفل میں اپنے آپ کو بُرا کہا اس نے درحقیقت اپنی تعریف کی اور یہ بھی ریا کی علامتوں میں سے ہے۔ ابن سماک

رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر ریاکار اپنے عمل و علم کے بارے میں لوگوں کو اپنے مافی الضمیر سے مطلع کرے تو لوگ اسے برا جانیں اور اسے بے وقوف کہیں۔

ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کوئی دوست اپنے دوست سے روزہ کے متعلق دریافت نہ کرے کیونکہ اگر اس نے کہا میں روزے سے ہوں تو اس کا نفس خوش ہوگا اور اگر انکار کیا تو اس کا نفس غمگین ہوگا اور یہ دونوں ریا کی علامتیں ہیں اور اس میں مسئول کی فضیحت ہے اور سائل کا اس کی قابل اخفا حالت پر مطلع ہونا ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ایک آدمی نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اہل خراسان کو دکھایا۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا وہ دل سے چاہتا ہے کہ خراسان والے اس کے بارے میں کہیں کہ فلاں شخص مکہ میں سعی اور طواف کے لئے مجاور رہا ہے، پس اسے یہ عمل مبارک ہو۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اپنے اعمال میں ریا کرتے تھے مگر اب ایسے لوگ ہیں جو ان اعمال میں ریا کرتے ہیں جو وہ نہیں کرتے۔ نیز جب کبھی وہ آیت وَنَبْلُوَا أَخْبَارَكُمْ (اور ہم تمہاری حالتوں کو جانچیں گے) پڑھتے تو فرماتے اے اللہ اگر تو ہمیں آزمائے گا تو ہماری فضیحت ہوگی اور ہمارا پردہ فاش ہوگا اور تو ارحم الراحمین ہے۔ ایوب سختیانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ بھی منجملہ ریا بے عملی کے ہے کہ تو نے جو کچھ علم میں لوگوں کی باتیں اور ان کے اقوال یاد کر رکھے ہیں ان کو بیان کر کے دوسرے پر فخر کرتا ہے کیونکہ جس چیز کے ساتھ ان لوگوں کا فخر ہے وہ نہ تیرا عمل ہے اور نہ اس سے مستنبط ہے۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کو اچھا کہیں وہ نہ متقی ہے اور نہ با اخلاص۔

نیتِ صالحہ میں ریا کو دخل نہیں | عکرمہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اکثر نیک نیت کیا کرو کیونکہ ریا نیت میں داخل نہیں ہوتی۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انسان کے اسلام میں داخل ہونے کے بعد فروعِ اسلام میں علیحدہ نیت کی ضرورت نہیں رہتی۔ ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ مومن اعمالِ اسلام میں سے جو عمل بھی کرے اس میں نیت نہ کرنے سے کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کو نیتِ اسلام ہی کافی ہے (میں کہتا ہوں) اس قول میں حنفیہ کی تائید ہے۔

نعیم بن حماد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے ہمارے لئے پشت پر کوڑوں کی مار کھانا نیتِ صالحہ سے زیادہ آسان ہے۔ منصور بن معتمر اور ثابت بنانی رحمہما اللہ تعالےٰ فرماتے تھے ہم نے علم حاصل کیا لیکن اس وقت ہماری کچھ نیت نہ تھی۔ پس اللہ تعالےٰ نے اس کے بعد ہمیں نیک نیت عطا کی کیونکہ علم صاحبِ علم کو اخلاص کی ترغیب دیتا ہے پس وہ علم کو تلاش کرنے لگتا ہے حتیٰ کہ اسے حاصل کر لیتا ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اہلِ جنت کا جنت میں اور اہلِ دوزخ کا دوزخ میں دخول تو اعمال کی بنا پر ہوگا اور ان میں خلود نیتوں کی بنا پر۔

ابو داؤد طیالسی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ عالم جب کوئی کتاب لکھے تو اسے مناسب ہے کہ اس سے نصرتِ دین کا قصد کرے نہ کہ حسنِ تالیف کے سبب اپنے ہمعصروں میں تعریف کا طالب ہو۔

توریت میں آیا ہے کہ جس عمل کو میں منظور کروں وہ اگرچہ تھوڑا ہو بہت ہے اور جسے میں رد کر دوں وہ اگرچہ کثیر ہو مگر تھوڑا ہے۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جب اسمٰعیل اور عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام جیسے صادقین سے بھی ان کے صدق کے متعلق سوال ہوگا تو ہم ایسے جھوٹوں کا کیا حال ہوگا۔ ایک دفعہ داؤد طائیؒ نے الٹا لباس پہنا تو لوگوں نے انہیں کہا اسے بدل کیوں نہیں دیتے۔ انہوں نے فرمایا

میں نے خدا کے لئے پہنا ہے اس لئے میں اسے نہیں بدلتا۔

حضرت علیؓ کا قول | امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ریاکار کی تین علامتیں ہیں۔ اوّل جب اکیلا ہو تو سستی کرے اور نوافل بیٹھ کر ادا کرے۔ دوم جب لوگوں میں ہو تو خوش ہو۔ سوم جب لوگ اس کی تعریف کریں تو زیادہ عمل میں مشغول ہو اور جب مذمت کریں تو اس میں کمی کر دے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرا جو عمل ظاہر ہو جاتے ہیں اس کو کچھ شمار نہیں کرتا، کیونکہ جب لوگ دیکھ لیں تو ہم ایسوں سے اخلاص نہیں ہو سکتا۔ ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالےٰ نوجوانوں کا سا لباس پہنا کرتے تھے اس لئے کہ ان کے دوستوں کے سوا انہیں کوئی علماء میں شمار نہیں کرتا تھا۔ آپ فرمایا کرتے کہ مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو اس طرح مخفی رکھے جس طرح اپنی برائیوں کو مخفی رکھتا ہے۔

علماء کے آداب | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایسے عالم بہت کم ہیں جن کا حلقۂ درس بڑا ہو اور وہ عُجب سے بچے رہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ طاؤس علیہ الرحمۃ کے پاس سے گزرے۔ اس وقت وہ حرم میں بیٹھے ہوئے ایک بڑے حلقہ میں حدیث کی املا کرا رہے تھے۔ حسن بصریؒ ان کے قریب گئے اور ان کے کان میں کہا اگر تجھے اپنی یہ حالت پسند آتی ہے تو اس مجلس سے اٹھ کھڑا ہو۔ طاؤسؒ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ کا بشر حافی علیہ الرحمۃ کے حلقۂ درس پر گزر ہوا تو آپ نے ان کے حلقے کو بڑا دیکھ کر برا سمجھا اور فرمایا اگر یہ حلقہ کسی صحابی کا ہوتا تو ان کو بھی خودپسندی کا خوف ہوتا۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ اپنے درس میں تین آدمیوں سے زیادہ کسی کو نہ بیٹھنے دیتے۔ ایک دن اس بارے میں غفلت کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ حلقہ بہت بڑا ہو گیا ہے۔ وہ گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرماتے

لگے افسوس ہم اپنی لاعلمی میں ماخوذ ہو گئے، واللہ اگر امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ مجھ ایسے شخص کو ایسی مجلس میں بیٹھا دیکھتے تو فوراً اٹھا دیتے اور فرماتے تیرے جیسا شخص اس قابل نہیں ہے۔ نیز ان کا قاعدہ تھا کہ جب حدیث کی املا کو بیٹھتے تو مرعوب اور خوفزدہ ہو کر بیٹھتے، اگر سر پر سے بادل گزرتا تو ساکت ہو جاتے حتیٰ کہ وہ گزر جاتا اور فرماتے میں ڈرتا ہوں کہ اس میں پتھر ہوں جو ہم پر پھینکے جائیں۔

ایک دفعہ ایک شخص اعمش رحمہ اللہ تعالےٰ کے حلقہ میں ہنسا۔ انہوں نے اسے جھڑکا اور نکال دیا اور فرمایا تو علم حاصل کر رہا ہے جس کا اللہ تعالےٰ نے تجھ کو حکم دیا ہے اور ہنستا ہے۔ پھر انہوں نے اس سے دو ماہ تک کلام نہ کیا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر کلام اللہ میں یہ آیت نہ ہوتی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ ہ (وہ لوگ جو ہمارے واضح احکام اور ہدایت کی باتوں کو چھپاتے ہیں جن کو ہم نے نازل کیا ہے بعد اس کے کہ ہم ان کو کتاب میں عام لوگوں پر ظاہر کر چکے ہوں وہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت کرتے ہیں) تو میں تمہیں کبھی حدیث نہ سناتا۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے جب حدیث پڑھانا چھوڑ دیا تو لوگوں نے ان سے اس کے متعلق عرض کی۔ انہوں نے فرمایا بخدا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم میں سے کوئی محض اللہ تعالےٰ کے لئے علم حاصل کرتا ہے تو میں خود اس کے گھر جاتا اور اسے آنے کی تکلیف نہ دیتا۔ ایک مرتبہ کسی نے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالےٰ سے کہا کہ آپ مسندِ درس پر بیٹھ کر ہمیں حدیث کیوں نہیں سناتے، تو فرمایا واللہ میں تم میں سے کسی کو بھی حدیث سننے کا اہل نہیں سمجھتا اور نہ اپنے کو اس کا اہل پاتا ہوں۔

میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی نے کہا ہے۔ افتقصوا فاصطلحوا یعنی پہلے سب کے سب ذلیل ہوئے اور پھر آپس میں اتفاق کر لیا۔

حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ مساجد میں وہی شخص پڑھانے کو بیٹھتا ہے جو دنیا اکٹھی کرنا چاہے یا جو اپنے فرائض سے ناواقف ہو۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جب تفسیر قرآن سے فارغ ہوتے تو باوجود اس قدر علم و فضل کے فرماتے کہ اس مجلس کو استغفار سے ختم کرو۔

شداد بن حکیم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جس شخص میں یہ تین صفات ہوں وہ لوگوں کو پڑھانے بیٹھے ورنہ یہ کام نہ کرے۔ اوّل وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلائے تاکہ وہ اللہ کا شکر کریں، دوم ان کو گناہ یاد دلائے تاکہ وہ توبہ کریں سوم شیطان کی دشمنی یاد دلائے تاکہ لوگ اس سے بچیں۔

ابن وہب رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ تعالےٰ سے راسخین فی العلم کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ عالم باعمل ہیں اور علم سے بڑھ کر کوئی شے معزز نہیں کیونکہ صاحبِ علم بادشاہوں پر بھی حکمرانی کرتا ہے۔

ابن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ سے سوال ہوا کہ آپ کے خیال میں نیک کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ عامل و مخلص عالم۔ نیز سوال ہوا کہ بادشاہ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جو دنیا میں زاہد ہوں۔ پھر سوال ہوا کہ رذیل کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جو اپنے علم و عمل اور دین سے دنیا کماتے ہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ علماء زمانوں کے چراغ ہیں۔ پس ہر عالم اپنے زمانے کا چراغ ہے کہ اس کے علم سے اس کے اہلِ عصر روشنی لیتے ہیں اور اگر عالم نہ ہوتے تو لوگ بہائم کے مانند ہوتے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے علم سے متعلق سوالات کرنا اور اس پر عمل کرنا علم کی زندگی کا باعث ہے اور ان دونوں چیزوں کو ترک کرنا اس کی موت ہے۔

عکرمہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ علم اس کو سکھاؤ جو اس کا حق ادا کرے لوگوں نے پوچھا کہ اس کا کیا حق ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ عالم علم کو اس شخص کے سپرد کرے جو اس پر عمل کرے۔

سالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ تعالےٰ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے میرے مالک نے صرف تین سو درہم میں خریدا تھا۔ پھر میں تحصیل علم میں مشغول ہوا تو ابھی ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ بادشاہِ وقت میری ملاقات کو آیا اور میں نے اس کے لئے دروازہ نہ کھولا۔

شعبی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ علماء کے آداب یہ ہیں کہ جو پڑھیں اس پر عمل کریں اور جب عمل کرنے لگیں گے تو لوگوں کو ملنے سے رک جائیں گے، جب لوگوں سے رک گئے تو مفقود ہو جائیں گے، جب مفقود سمجھے گئے تو تلاش کئے جائیں گے اور جب تلاش کئے گئے تو اپنے دین پر فتنوں کے خوف سے بھاگ جائیں گے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت میں سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جس کو اللہ نے اس کے علم سے نفع نہیں پہنچایا۔ نیز حدیث میں آیا ہے کہ عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں تمام عابد جاہل ہوں گے اور تمام عالم فاسق۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص مشکلات میں بے توقف بے تامل فتوے دیتا ہے اس نے اپنے آپ کو دوزخ میں ڈالنا چاہا۔ نیز فرماتے تھے کہ جو شخص لوگوں کے ہر سوال کا جواب دے وہ دیوانہ ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو علم

تو علما کا سا حاصل کرتے ہیں اور کام جاہلوں جیسے کرتے ہیں۔ مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ علوم تو کثیر ہیں لیکن سب علم نافع نہیں ہوتے اور علماء بھی بے شمار ہیں مگر سب ہدایت یافتہ نہیں ہوتے۔ ابراہیم بن عتبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ ندامت اس شخص کو ہوگی جو لوگوں میں علم کے باعث بڑا بنتا ہے۔

امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اس اُمت پر مجھے سب سے زیادہ خوف اس شخص سے ہے جو زبان کا عالم ہو اور دل کا جاہل۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ علم عمل کو پکارتا ہے اگر وہ آگیا تو بہتر ورنہ خود رخصت ہو جاتا ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ آدمی اس وقت تک عالم رہتا ہے جب تک اسے یہ خیال ہو کہ شہر میں اس سے بڑھ کر اور عالم ہیں اور جب اسے یہ خیال ہو کہ میں ہی سب سے بڑا عالم ہوں اس وقت وہ جاہل ہو جاتا ہے۔

دنیا طلب عالم ذلیل ہوتا ہے۔ | فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جب میں دنیا کو کسی عالم کے ساتھ کھیلتے دیکھتا ہوں تو مجھے رونا آتا ہے۔ اگر قرآن اور حدیث والے دنیا کی بے رغبتی پر صابر ہوں تو لوگ انہیں ذلیل نہ جانیں افسوس ہے اس بات پر کہ کوئی کہے کہ فلاں عالم یا عابد فلاں تاجر کے خرچ سے حج کو گیا۔ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ عالم جب دُنیا کا طالب ہو تو اس کا رعب جاتا رہتا ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ علماء کی سزا یہ ہے کہ ان کے دل مردہ ہو جاتے ہیں اور دل کی موت عملِ آخرت کے ذریعے دنیا طلب کرنے سے ہوتی ہے کہ وہ اس کے ذریعے اہلِ دنیا کا تقرب چاہتے ہیں۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جب تم کسی عالم کو امراء کے دروازوں پر جاتا دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ چور ہے۔ اوزاعی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اللہ کے نزدیک امراء کے پاس جانے والے عالم سے بڑھ کر کوئی بُرا نہیں۔ مکحول رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جس شخص نے قرآن پڑھا اور دین میں تفقہ بھی حاصل کیا پھر وہ کسی امیر کے پاس ضروری حاجت کے بغیر جائے تو وہ اپنے قدموں کے مقدار جہنم میں داخل ہوا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے میں نے کسی آسمانی کتاب میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جو عالم اپنے علم سے دنیا طلب کرے اس کی ادنیٰ سزا یہ ہے کہ میں اس کو اپنی مناجات کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔

امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں جب کسی عالم کو دیکھو کہ وہ دنیا سے محبت رکھتا ہے تو اس کو دین میں متہم سمجھو کیونکہ کوئی شخص جس چیز کا محب ہے اسی میں گھس جاتا ہے۔

حسن بصریؒ کا قول | حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں تعجب ہے کہ زبانیں باتیں بناتی ہیں اور دل ان کو جانتے ہیں اور اعمال ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ حاتم اصم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ قیامت کے روز سب سے بڑھ کر بدنصیب وہ عالم ہوگا جس کے علم پر لوگ تو عمل کریں مگر وہ خود اس پر عامل نہ ہو۔ ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں میں نے اپنے اعمال و اقوال کا مقابلہ کیا تو عمل کو قول کی تکذیب کرتے دیکھا۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے اپنے کلام کو تو ایسا صاف اور درست کیا ہے کہ اس میں کبھی غلطی نہیں کرتے اور عمل میں ایسے خطا کار ہو گئے ہیں کہ کبھی اس کی اصلاح نہیں کرتے۔ اوزاعی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے

تھے کہ جب الفاظ میں آراستگی آگئی تو قاری اور سامع سے خشوع جاتا رہتا ہے۔
سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا جو شخص علم سیکھے اور اس پر عمل نہ کرے اس کی مثال اس عورت کی سی
ہے جس نے خفیہ زنا کیا، پھر اس کو دردِ زہ شروع ہوا تو رسوا ہوئی۔ یہی کیفیت
عالم بے عمل کی ہو گی۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اس کو لوگوں کے سامنے رسوا
کرے گا۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب شیطان تمہارے پاس نماز کی حالت میں آکر کہے کہ تو ریاکار ہے
تو تم اپنی نماز کو زیادہ طول دے دو۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے
تھے کہ لوگوں کی خاطر عمل کرنا ریا اور لوگوں کی وجہ سے اس کا چھوڑنا شرک ہے
اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ تم کو ان دونوں سے نجات دے (میں کہتا ہوں) لوگوں
کی وجہ سے عمل ترک کرنے کے معنی یہ ہیں کہ عمل کرنے کی رغبت نہ ہو مگر ایسے
محل میں جہاں کوئی تعریف کرنے والا ہو اور جہاں کوئی تعریف کرنے والا نہ ہو وہاں
عمل ترک کر دے اور کاہلی اختیار کرے۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ ہم ایسوں کو مناسب نہیں کہ اپنے
نیک اعمال میں سے بھی کچھ ظاہر کریں، تو ان اعمال کی کیا حالت ہو گی جن میں ریا داخل
ہو چکی ہے پس ہمارے لئے تو اعمال کا اخفا ہی مناسب ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ
حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے حواریوں سے فرمایا کرتے تھے جب تم روزہ دار
ہو تو اپنی ڈاڑھی، سر اور ہونٹوں پر تیل مل لیا کرو تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ تم
روزہ دار ہو۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ علم و عمل وہی بہتر ہے جو

لوگوں سے پوشیدہ ہو۔ عکرمہ رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے تھے کہ میں نے اُس شخص سے زیادہ بیوقوف کوئی نہیں دیکھا جو اپنی برائی جانتا ہو اور پھر یہ خواہش کرے کہ لوگ اس کے علم اور نیکی کی تعریف کریں، یہ امر ضروری ہے کہ مسلمانوں کے دل اُن کی اندرونی برائی سے مطلع ہوں گے اور وہ اس شخص کے مانند ہے جو کانٹوں والا درخت بوئے اور خواہش کرے کہ اس پر کھجوریں لگیں۔

قتادہ رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے تھے کہ جب عالم اپنے علم و عمل میں ریا کرتا ہے تو اللہ تعالٰے ملائکہ علیہم السلام سے فرماتا ہے کہ دیکھو یہ شخص میرے ساتھ مسخری کرتا ہے اور مجھ سے ڈرتا نہیں حالانکہ میں صاحب عظمت و جبروت ہوں۔ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کو نماز میں گردن جھکائے دیکھتے تو اس کو درّے لگاتے اور فرماتے تیرا بھلا ہو خشوع تو دل میں ہوتا ہے!

ابوامامہ رضی اللہ عنہ ایک روز کسی شخص کے پاس سے گزرے جو سجدہ میں رو رہا تھا تو فرمانے لگے کیا ہی اچھا ہوتا اگر تو گھر میں ہوتا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھتا۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالٰے فرمایا کرتے تھے اگر تم کسی ریاکار کو دیکھنا چاہو تو مجھے دیکھ لو۔ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے تھے کہ میں ایک پتھر کے پاس سے گزرا، اس پر لکھا تھا تو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا پھر زیادہ علم کیوں طلب کرتا ہے۔

یوسف بن اسباط رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے تھے کہ اللہ سبحانہ وتعالٰے نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے ایک نبی کی طرف وحی فرمائی کہ اپنی قوم سے کہہ دو کہ وہ اپنے اعمال پوشیدہ رکھے اور میں ان کو ظاہر کردوں گا۔ ابو عبدالرحمٰن زاہد اپنے نفس کو بہت ملامت کیا کرتے اور مناجات میں کہا کرتے تھے مجھ سے زیادہ برا کون ہوگا۔ میں تیرے بندوں کے ساتھ ظاہر میں ایمانداری کے ساتھ معاملہ

کرتا ہوں لیکن باطن میں تیرے ساتھ خیانت کرتا ہوں۔

فضیل بن عیاضؒ فرماتے تھے کہ جو کوئی مجھے ایسا عابد بتلائے جو رات کو بہت روتا ہو اور دن کو بہت روزے رکھتا ہو تو میں اسے دعا دوں گا۔ میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ باطنی خوبی کے بغیر ظاہر کو عمدہ بنانا اس پاخانہ کے مشابہ ہے جس کی دیواریں خوب آراستہ ہوں۔

ریاکار عالم کی علامت | فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اگر حصولِ علم نیک نیت سے ہو تو اس سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں لیکن لوگ علم کو عمل کے لئے نہیں پڑھتے بلکہ اس کو دنیا کے شکار کا جال بناتے ہیں۔

ایک دن سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فضیل بن عیاضؒ کے پاس گئے اور کہنے لگے اے ابو علی! مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ فضیلؒ نے کہا اے علماء کے گروہ! میں تمہیں کیا نصیحت کروں، تم لوگ چراغ تھے اور شہروں میں تمہاری روشنی تھی مگر اب تم سراسر تاریکی ہو گئے ہو۔ پہلے تم ستارے تھے کہ لوگ ظلماتِ جہل میں تمہارے ذریعے راستہ پاتے تھے۔ مگر اب تم خود سرگشتہ ہو گئے ہو، تم حکام کے دروازوں پہ جاتے ہو، ان کے فرشوں پر بیٹھتے ہو، ان کے کھانے کھاتے ہو اور ان سے تحفے لیتے ہو۔ پھر مسجد میں آ بیٹھتے ہو اور کہتے ہو کہ فلاں بن فلاں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فلاں فلاں روایت نقل کی ہے۔ بخدا علم ان باتوں کے لئے حاصل نہیں کیا جاتا۔ مروی ہے کہ سفیان ثوریؒ یہ سن کر اتنے روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔ پھر اٹھ کر چلے گئے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اگر تم کسی عالم یا عابد کو دیکھو کہ وہ امیروں یا دنیا داروں کے یہاں اپنی صلاحیت کا ذکر سن کر خوش ہوتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ ریاکار ہے۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جب تم کسی طالب علم کو دیکھو کہ جس قدر وہ علم میں ترقی کرتا جاتا ہے اسی قدر اس میں دنیا اور خواہشات دنیا کی رغبت زیادہ ہوتی جاتی ہے تو اسے علم نہ سکھاؤ کیونکہ تم بھی اس کو تعلیم دینے کے باعث اس کے دوزخ میں جانے میں اعانت کرتے ہو۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ جاہل علم سیکھیں گے اور پھر اس سے امراء کے قرب پر فخر کریں گے جیسے عورتیں آپس میں مردوں کی بنا پر فخر کرتی ہیں پس ان لوگوں کو علم سے یہی حصہ ملتا ہے۔

صالح المرّی رحمہ اللہ فرماتے تھے جو شخص اپنے علم میں اخلاص کا مدعی ہو اسے چاہیئے کہ لوگ جب اسے جاہل اور ریاکار کہیں تو وہ اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو۔ اگر ایسا کرنے سے اس کا دل خوش ہو تو وہ سچا ہے اور اگر وہ تنگ دل ہو تو ریاکار ہے۔ نیز وہ فرماتے تھے کہ دنیا دار عالم کے پاس بیٹھنے سے بچو کیونکہ وہ تمہیں اپنے کلام کی بناوٹ سے اور خود عمل کیے بغیر علم اور اہلِ علم کی مدح کر کے فریب دے گا۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ ریاکار عالم کی علامت یہ ہے کہ اس کا علم تو پہاڑ کی طرح ہوگا اور عمل ذرہ کے برابر۔ نیز فرماتے تھے اگر عالم اپنے علم پر عمل کرے تو اس کی تلخی معلوم ہو اور پھر کبھی خوش نہ ہو کیونکہ یہ سراسر تکلیف ہے، جتنا وہ علم میں ترقی کرتا ہے اتنا ہی تکالیف میں اضافہ ہوتا ہے، لہٰذا عالم کو مناسب نہیں کہ وہ اپنے علم پر خوشی کا اظہار کرے مگر پل صراط سے گذر جانے کے بعد۔

علم کو عمل کی غرض سے طلب کرو

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ علم کو عمل کی غرض سے طلب کرو۔ اکثر لوگ اس میں غلطی کرتے ہیں اور خیال کرتے

ہیں کہ بغیر عمل کے صرف علم ہی سے نجات ہو گی ۔ اگر یہ خیال صحیح ہو تو وہ آیات اور احادیث کیا ہوں گی جو عالم بے عمل کے بارے میں وارد ہوتی ہیں ۔ ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ جس قدر وہ علم میں ترقی کرتے اسی قدر دنیا سے بے رغبت ہو جاتے اور دنیاوی متاع و سامان کم کرتے تھے، لیکن آج کل ہم ایسے لوگ دیکھتے ہیں کہ وہ جس قدر علم میں ترقی کرتے ہیں اسی قدر اُن میں دنیا کی رغبت بھی بڑھتی ہے، اور عمدہ لباس، خوراک مکان، نکاح، سواری اور خدام وغیرہ میں بھی کثرت چاہتے ہیں۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ قرآن پڑھنے والا اس پر کیونکر عامل ہو سکتا ہے جب کہ وہ رات کو سوتا ہے اور دن میں روزہ نہیں رکھتا اور حرام و مشتبہ مال کھاتا ہے ۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اگر قاری لوگ زندہ ہوتے تو اپنے شکموں میں حرام کھانے سے آگ کی تکلیف محسوس کرتے، لیکن وہ تو مردہ ہیں جو مُردار اور آگ کھاتے پھرتے ہیں۔

منصور بن معتمر رحمہ اللہ تعالےٰ اپنے زمانہ کے علماء کو مخاطب کر کے کہتے کہ تم عالم نہیں ہو بلکہ تم تو علم کا مزہ لینے والے ہو کہ کسی سے مسائل سُن کر لوگوں کو سناتے ہو ۔ اگر تم اپنے علم پر عمل کرتے تو اس کی تلخی اور تکلیف کا مزہ چکھتے اور تمہارا علم تمہیں پرہیزگاری پر برانگیختہ کرتا یہاں تک کہ تمہیں کھانے کو ایک روٹی بھی نہ ملتی ۔

ربیع بن خیثم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ عالم کے لئے ریا کیونکر جائز ہے جب کہ وہ جانتا ہے کہ یہ اسے غیر اللہ کے لئے علم سکھاتی ہے اور عمل کو اُس کی جڑ سے ضائع کر دیتی ہے، پس جو چیز عمل کو ضائع کرنے والی ہے اس کو لے کر لوگوں میں کیسے فخر کر سکتا ہے ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس اگر ان کی لاعلمی میں کوئی حاکم آ تا اور وہ مدرسہ اشرفیہ یا جامع بنی امیہ میں درس دیتے ہوتے تو اس کے آنے سے مکدر ہوتے، اور اگر ان کو معلوم ہو جاتا کہ درس کے دن کوئی رئیس ان کی ملاقات کو آئے گا تو وہ اس روز اس خوف سے درس موقوف کر دیتے کہ وہ امیر ان کو کسی بڑے حلقے میں بیٹھا ہوا نہ دیکھ لے، اور فرماتے کہ مخلص کی علامت یہ ہے کہ اگر لوگوں کو اس کے عمل کی خوبیاں معلوم ہوں تو وہ ایسے مکدر ہو جیسے کہ برائی معلوم ہونے پر مکدر ہوتا ہے کیونکہ اس پر نفس کا خوش ہونا معصیت ہے اور بسا اوقات ریا اکثر معاصی سے بدتر ہوتی ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اس زمانے میں تو عالم کو حلال سے بھی پیٹ بھر کر کھانا برا ہے پھر جو حرام سے سیر ہو کر کھاتا ہے اس کا کیا حال ہوگا۔ خدا کی قسم اگر میں ایک لقمہ کھاؤں اور وہ میرے پیٹ میں اینٹ بن جائے تو مجھے مرنے تک کافی ہے کیونکہ مشہور ہے کہ اینٹ پانی میں تین سو سال سے زیادہ تک باقی رہتی ہے۔ نیز فرماتے تھے کہ علماء کی پرہیزگاری شہوات کو چھوڑنا ہے کیونکہ عالم ظاہری گناہ تو اس خوف سے چھوڑتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں سے ان کی تعظیم نہ جاتی رہے اور فرماتے تھے میں نے سنا ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو غیر اللہ کے لئے علم حاصل کریں گے، اور اس میں خدا تعالےٰ کی یہ حکمت ہوگی کہ علم معدوم نہ ہو جائے، اور پھر ایسے لوگوں کے لئے قیامت میں وبال ہوگا (میں کہتا ہوں) اس بات کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر (اللہ تعالےٰ اس دین کی امداد کسی فاجر شخص سے بھی کراتا ہے) واللہ اعلم۔

بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ علم میں ریاکار کی

علامت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو علم کی ترغیب دے اور اس کے فضائل بتلائے لیکن اگر کوئی شخص اس سے اس کے ہمعصروں میں سے کسی سے پڑھنے کا مشورہ لے تو وہ اسے پوری پوری ترغیب نہ دے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں آج کل کے علماء پر حرام اور مشتبہ مال کے کھانے کی عادت غالب آگئی ہے یہاں تک وہ حض شکم پرور اور شہوت رانی میں مستغرق ہیں اور انہوں نے اپنے علم کو جال بنا رکھا ہے جس کے ساتھ دنیا کا شکار کرتے ہیں۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالے فرماتے تھے کہ اگر قرآن اور حدیث کے عالموں میں خرابی نہ آجاتی تو یہ تمام لوگوں سے اچھے ہوتے لیکن انہوں نے علم کو حرفہ اور ذریعۂ معاش بنا رکھا ہے اور اس لئے وہ زمین و آسمان میں ذلیل ہو چکے ہیں۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ عاقل کی عقلمندی یہ ہے کہ وہ علم کی ترقی کا اس وقت خواہشمند ہو جب کہ وہ اس علم پر جو وہ جانتا ہے پورا عمل کر چکے اس وقت اور علم سیکھے تاکہ اس پر عمل کرے۔ شعبی رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے کہ علم کو طلب کرتے رہو حتی کہ تم رونے لگو کیونکہ وہ سب اللہ تعالے کے نزدیک تم پر حجت ہے۔ مروی ہے کہ جب بشر حافی رحمہ اللہ تعالے نے املائے حدیث کو ترک کر دیا تو لوگوں نے کہا تم قیامت کے روز خدا کو کیا جواب دو گے؟ انہوں نے کہا میں عرض کروں گا کہ اے اللہ تو نے اس میں اخلاص کا حکم دیا تھا لیکن میں نے اپنے نفس میں اخلاص نہ پایا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے کہ اگر تم کسی طالب علم کو دیکھو کہ عمل کے بغیر علم میں ترقی چاہتا ہے تو اسے تعلیم نہ دو کیونکہ جو شخص علم پر عمل

نہیں ہوتا اس کی مثال اندرائن کے پھل کی طرح ہے کہ جوں جوں وہ پانی سے سیراب ہوتا ہے اتنا ہی تلخی میں بڑھتا جاتا ہے۔ وہ فرماتے تھے اگر تم کسی طالب علم کو دیکھو کہ اپنے کھانے پینے اور پہننے وغیرہ میں حرام حلال ملا کے جاتا ہے اور پرہیز نہیں کرتا تو اسے مت پڑھاؤ تاکہ قیامت میں اس پر حجت کی تخفیف ہو۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص تمام علم پڑھ لے اور عبادت میں مشغول ہو حتیٰ کہ وہ ستون یا خشک مشکیزہ کی طرح ہو جائے لیکن اس بات کی تحقیق نہ کرے کہ اس کے پیٹ میں جو کچھ جاتا ہے وہ حرام ہے یا حلال تو اللہ کے نزدیک اس کی کوئی عبادت قبول نہ ہوگی۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ ہمارا ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اس وقت تک کسی شخص کو نہ پڑھاتے جب تک کہ اس سے کئی سال تک ریاضت نہ کرا لیتے اور ان کو ان کی نیک نیتی معلوم نہ ہو جاتی۔ عبدالرحمن بن قاسم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ تعالےٰ کی بیس سال تک خدمت کی، ان میں سے اٹھارہ سال تو آداب کی تعلیم میں صرف ہوئے اور دو سال علم کی تعلیم میں۔ کاش میں اپنی طالب علمی کی تمام عمر آداب کی تعلیم ہی میں صرف کرتا۔

ائمہ اربعہ کے اقوال | امام مالک رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ علم کثرت روایت کا نام نہیں بلکہ علم وہ ہے جو صاحب علم کو مفید ہو اور وہ اس پر عامل ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ مجھے امام مالک رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے محمد! تم اپنے عمل کو آٹا بناؤ اور اپنے علم کو نمک۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جو شخص حامل قرآن ہو اور صاحب علم

بھی اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو تو اس نے اللہ کی آیتوں کو کھیل تماشا بنایا۔ جب حامل قرآن اپنے رب کی نافرمانی کرتا ہے تو قرآن اس کے اندر سے اس کو پکارتا ہے واللہ تو نے مجھے اس لئے یاد نہیں کیا تھا، میری نصیحت اور توبیخ کیا ہوئی؟ میرا حرف حرف تجھے پکار کر کہتا ہے کہ اپنے رب کی نافرمانی نہ کر۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالےٰ جب کسی طالب علم کو شب بیداری کرتا نہ پاتے تو اس کے پڑھانے سے رک جاتے۔ ایک رات ابو عصمہ ان کے یہاں شب باش ہوا تو امام احمدؒ نے رات کو وضو کرنے کے لئے اس کے پاس پانی رکھ دیا۔ پھر قبل از فجر اس کے پاس آئے اور دیکھا کہ وہ سویا ہوا ہے اور پانی اسی طرح پڑا ہے۔ انہوں نے اسے جگایا اور اس سے دریافت کیا اے ابو عصمہ! تو یہاں کیوں آیا ہے؟ اس نے جواب دیا اے امام! آپ سے علم حدیث حاصل کرنے کو۔ امام احمدؒ نے کہا تو علم حدیث کیونکر حاصل کرے گا جب کہ تو رات کو تہجد نہیں پڑھتا۔ پس جدھر سے آیا ہے اُدھر کا راستہ لے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ عالم کے لئے کوئی نیک اعمال ایسے ہونے چاہئیں جو اس کے اور اللہ تعالےٰ کے درمیان پردہ راز میں ہوں کیونکہ جو علم یا عمل لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جاتا ہے وہ آخرت میں بہت کم فائدہ دیتا ہے۔ کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کو خواب میں یوں نہیں دیکھا کہ اس نے کہا ہو کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے علم کی بدولت بخش دیا، مگر شاذ و نادر کوئی ایسا ہو تو ہو۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ کو ان کے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ اس پر اس نے کہا کیا علم کی وجہ سے؟ انہوں نے فرمایا

توبہ توبہ! علم کی تو بہت سی شرائط اور آفات ہیں، اس کی وجہ سے بہت کم لوگ نجات پاتے ہیں۔

مروی ہے کہ حضرت جنید رحمہ اللہ تعالیٰ کو ان کے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور اُن سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے فرمایا تمام اشارات اُڑ گئے اور وہ عبارات بھی فنا ہو گئیں۔ ہمیں کوئی چیز کام نہ آئی بجز ان چند رکعتوں کے جو ہم پچھلی رات میں پڑھا کرتے تھے۔

مروی ہے کہ کسی نے ابا سہل صعلوکی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا اور کہا اپنے علم کی سناؤ کیسے رہا؟ انہوں نے جواب دیا تمام دقائق علمی تو ذروں کی طرح ہواہیں اُڑ گئے، صرف وہ مسائل کام آئے جو عام لوگوں نے ہم سے پوچھے تھے۔

پس اے برادر اپنے علم وعمل میں غور کر اور اگر تو اس میں کچھ ریا یا خواہش شہرت پائے جس سے یہ نیک علماء باعمل اور مخلصین منع کرتے ہیں تو اپنی حالت پہ رو۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۵ - جاہ طلب لوگوں سے ترکِ اختلاط

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ اُن کا جو دوست اُمراء سے میل جول رکھتا اور کسی ضرورتِ شرعیہ و مصلحت مثلاً ان کو امر بالمعروف پر قائم کرنے وغیرہ کے بغیر ان کے پاس آنے جانے لگتا تو اُس سے قطع تعلق کر لیتے، اور وہ ایسا کرنے میں اس حدیث پر عمل کرتے کہ دوزخ میں ایک وادی ہے جس کا نام ہبہب ہے اور اس کو اللہ تعالےٰ نے جابر علماء اور ان قراءِ عاملوں کے لئے تیار کر رکھا ہے جو ظالم حکام کے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں۔

حکام کے مال سے بے طمع ہونا جرأت کا باعث ہے

ایک روز والی بصرہ نے مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا۔ تجھے معلوم ہے کہ تجھے کس بات نے ہمارے سامنے سخت کلامی کی جرأت دی اور ہمیں کس وجہ سے تیرے مقابلے کی طاقت نہیں۔ اس کا سبب تیرا ہمارے مال سے بے طمع ہونا اور اس سے بے رغبتی ہے۔ ابن سماک رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ ایک دن میں والی بصرہ کے پاس گیا تو اس نے مجھے کہا اے ابن سماک! مجھے کچھ نصیحت کر۔ میں نے اس سے کہا کہ تف ہے تجھ پر اور ان پر بھی جنہوں نے تجھے لوگوں کے حقوق پر حاکم بنایا ہے کیونکہ اگر وہ نیک ہوتے تو دلیر لوگ تم سے رُکے رہتے۔ محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ قتیبہ بن مسلم رحمہ کے پاس گئے اس وقت انہوں نے صوف کا کُرتہ پہن رکھا تھا۔ قتیبہ نے دریافت کیا تم نے یہ کُرتہ کیوں پہنا ہے۔ محمد خاموش ہو گئے۔ قتیبہ بولے

تعجب ہے میں گفتگو کرتا ہوں اور تم خاموش ہو۔ محمد بولے اگر میں یوں کہوں کہ میں نے زہد کی وجہ سے کہا ہے تو میں نے اپنے نفس کی تعریف کی، اور اگر میں مفلسی کا بہانہ بناؤں تو میں نے اپنے رب کا شکوہ کیا۔

بادشاہوں سے بے تعلقی | فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اگر ہارون رشید بھی مجھ سے میرے پاس آنے کی اجازت مانگے تو کبھی اجازت نہ دوں، ہاں اگر مجبور ہو جاؤں تو دوسری بات ہے۔ لیکن یہ کیسے فقرا ہیں جو خود بخود اس کے پاس جاتے ہیں!

ایک دفعہ محمد بن ابراہیم والیٔ مکہ نے خانہ کعبہ میں طواف کی حالت میں سفیان ثوریؒ کو سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا تمہارا سلام کرنے سے کیا مطلب ہے؟ کیا اس غرض سے سلام کیا ہے کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ تم طواف کر رہے ہو تو جائیے میں نے دیکھ لیا ہے!

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ کسی شخص کو امراء کے پاس آنا جانا اور ان سے میل جول رکھنا زیبا نہیں، ہاں امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جیسا کوئی امیر ہو تو مضائقہ نہیں لیکن ہمارے جیسے لوگوں کو امراء کے پاس جانا مناسب نہیں اس سے کہ ہم ان کو بالمشافہ نصیحت نہیں کر سکتے اور نہ ان کے ظلم و تعدی اور ان کے حریری فرش اور پردوں وغیرہ کو برا کہہ سکتے ہیں۔

ایک دفعہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ تذکرہ چھڑا۔ احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالےٰ بھی اس وقت موجود تھے۔ وہ خاموش رہے۔ اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے احنف! تم کیوں نہیں بولتے؟ انہوں نے جواب دیا میں جھوٹ بولنے میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہوں اور

پر کچھ کہنے میں نیرا ڈر ہے اس لئے میں نے خاموشی ہی کو مناسب خیال کیا۔
اس خلق کے متعلق اور بحث متفرق مقامات پہ آئے گی۔ اور
سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا
پروردگار ہے۔

۲۔ ترکِ نفاق

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے جن کی پابندی کا ہم سے عہد لیا گیا ہے ایک یہ ہے کہ وہ نفاق کو بالکل ترک کر کے اس طرح عمل کرتے کہ نیکی میں ان کا ظاہر و باطن یکساں ہو جاتا۔ ان لوگوں میں سے کسی کا کوئی عمل ایسا نہ ہوتا جس کے باعث وہ آخرت میں ذلیل ہوں۔

منافق کون ہے؟ | عمر بن عبدالعزیزؒ جب مدینہ شریف میں ابی العباس الخضر علیہ السلام سے ملے تو ان سے نصیحت کے طالب ہوئے۔ انہوں نے فرمایا اے عمر! اس بات سے بچتا رہ کہ تو ظاہر میں اللہ کا دوست معلوم ہو اور باطن میں اس کا دشمن ہو، کیونکہ جس کا ظاہر و باطن یکساں نہیں وہ منافق ہے اور منافق لوگ آگ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے یہ سن کر عمر بن عبدالعزیزؒ اس قدر روئے کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہو گئی۔

حدیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو حیلہ گر ہوں گے یعنی آخرت کے عمل سے دنیا کمائیں گے یعنی دین سے دنیا۔ نرمی کے سبب ان کے لباس تو بھیڑوں کی کھالوں کے ہوں گے اور ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی لیکن ان کے دل بھیڑیوں کے دلوں کے مانند ہوں گے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کیا وہ میرے متعلق دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں یا مجھ پر جرأت کر رہے ہیں؟ مجھے اپنی قسم ہے کہ میں ان میں ایسا فتنہ ڈالوں گا جو ان کے عقلمند کو متحیر کر دے گا۔

مہلب بن ابی صفرہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ میں اس شخص کو ناپسند کرتا ہوں جس کی زبان اس کے فعل پر فضیلت رکھے۔ عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ حسن بصریؒ کو جو مرتبہ حاصل ہوا وہ اس لئے ہوا ہے کہ وہ جو کچھ لوگوں کو کہتے سب سے پہلے خود کرتے تھے اور جس بات سے ان کو روکتے سب سے بڑھ کر خود اس سے دُور بھاگتے تھے۔ لوگ کہتے تھے ہم نے حسن بصریؒ سے بڑھ کر کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس کا ظاہر و باطن یکساں ہو۔

معاویہ بن قرّہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں دل کا رونا آنکھ کے رونے سے بہتر ہے۔ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے دل ہانڈیوں کے مانند ہیں اور دل والوں کی زبانیں ان کی ڈوئیاں ہیں۔ پس تم اپنے افعال سے بھی اسی طرح خدا تعالےٰ کے بندے بنو جیسا تم اپنے اقوال سے بندگانِ خدا دکھائی دیتے ہو۔ مروان بن محمد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں میرے سامنے جس کسی آدمی کی تعریف کی گئی میں نے اس کو اس تعریف سے کمتر پایا بجز وکیع رحمہ اللہ تعالےٰ کے کہ میں نے ان کو تعریف سے بڑھ کر پایا۔ عقبہ بن عامر رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جب انسان کے ظاہر و باطن میں مطابقت ہو جائے تو اللہ تعالےٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ یہ واقعی میرا بندہ ہے۔

مخفی عمل سب اعمال سے افضل ہے	ابو عبداللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ سب اعمال میں افضل عمل مخفی گناہوں کا ترک کرنا ہے۔ کسی نے ان سے

پوچھا یہ کیونکر؟ انہوں نے فرمایا کہ جب آدمی مخفی گناہوں کو چھوڑے گا تو وہ ظاہر گناہوں کو بطریق اولےٰ ترک کر دے گا۔ جس شخص کا باطن ظاہر سے افضل ہے تو یہ بزرگی کی علامت ہے اور جس کا ظاہر و باطن یکساں ہے یہ عدل ہے اور جس کا ظاہر باطن سے افضل ہے تو یہ ظلم ہے۔ یوسف بن اسباط رحمہ اللہ تعالےٰ

فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی نبی کی طرف وحی فرمائی کہ اپنی قوم کو سُنا دو کہ اپنے اعمال میرے پاس مخفی بھیجیں میں انہیں ظاہر کر دوں گا۔ ایسا ہی مضمون پہلے ایک خلق میں گزر چکا ہے۔ ابو عبدالرحمٰن زاہد رحمہ اللہ تعالےٰ اپنی مناجات میں فرمایا کرتے انسوس میں نے لوگوں کے ساتھ امانت کا برتاؤ کیا اور اپنے رب عزوجل سے خیانت کا۔ اے کاش میرا طریق عمل اس کے برعکس ہوتا! پھر خوب روتے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جو شخص دوسرے لوگوں کو ایسے کام کے لئے کہے جس تک خود اس کا حال نہیں پہنچا تو وہ منافق ہے بجز اس صورت کے کہ کوئی خود اس سے اس امر کے متعلق دریافت کرے۔ اور فرماتے اس بات سے بچو کہ دن کو نیک اور رات کو شیطان بنو۔ ابراہیم تیمیؒ کا یہ قول پہلے گزر چکا ہے کہ میں نے اپنا جو عمل بھی علم کے سامنے پیش کیا اس میں یہی نظر آیا کہ میں اپنے علم پر کاربند نہیں ہوں۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اپنی نیکیوں کے لئے مخفی ذخیرہ بنا رکھو جیسا کہ برائیوں کے لئے بناتے ہو۔ معاویہ بن قرہؒ کا یہ قول پہلے گزر چکا ہے کہ کوئی مجھے ایسا شخص دکھا سکتا ہے جو رات کو روتا ہو اور دن کو ہنستا ہو یعنی اس قسم کے لوگ بہت کم ہیں۔ ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے اللہ تعالےٰ کا مجھ پر بڑا احسان ہے کہ میں نے تیس سال کے عرصہ میں اپنی زوجہ کے نزدیک جانے کے سوا کوئی اور ایسا کام نہیں کیا جس سے مجھے شرم آئے۔

ابو عبداللہ سمرقندیؒ کا قول	ابو عبداللہ سمرقندی رحمہ اللہ تعالےٰ کی جب کوئی تعریف

کرتا تو وہ فرماتے واللہ میری اور تمہاری مثال اس لڑکی کی سی ہے جس کی بکارت بدکاری کے سبب زائل ہو گئی ہو اور اس کے گھر والوں کو معلوم نہ ہو بلکہ گھر والے بسبب زنا

پر خوش ہوں مگر لڑکی رسوائی کے خوف سے غمگین ہو۔

ابوامامہ رضی اللہ عنہ اس شخص کو معیوب خیال کرتے جو لوگوں کے سامنے مسجد میں روتے۔ میمون بن مہران رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اچھے باطن کے بغیر ظاہر کا اچھا ہونا بیت الخلاء کے مانند ہے جو باہر سے خوب آراستہ ہو لیکن اس کے اندر بدبو اور پلیدی ہوتی ہے۔ جو شخص اس حال پر فخر کرے جو اس نے پیدا نہیں کیا تو اس کی کمائی اس کو جھٹلاتی ہے۔ یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص چاہے کہ لوگ اسے صرف باتوں ہی کی بنا پر صالحین میں شمار کریں بغیر اس کے کہ وہ عمل میں ان کی موافقت کرے وہ اس آدمی کے مانند ہے جو کسی بادشاہ کی دعوتِ خاص میں بلا اجازت شریک ہو جائے۔ جو شخص عمل کے بغیر صرف باتوں ہی پر اکتفا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سزا میں اس کو صرف وعدۂ عوض دے گا اور کوئی معاوضہ عطا نہ کرے گا۔

بلال بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب کوئی فقیر جھوٹ موٹ زہد کا مدعی ہو تو شیطان اس کے چاروں طرف ناچتا پھرتا ہے اور اس پر ہنستا ہے اور اس سے مسخری کرتا ہے۔ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کسی آدمی کو اس وقت تک خالص ایمان نصیب نہیں ہوتا جب تک اسے یہ یقین نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھتا ہے اور پھر وہ کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے قیامت کے روز شرمندہ ہونا پڑے۔ مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تم کو میرے وہ اعمال معلوم ہوں جو تم سے علیحدہ دروازہ بند کر کے کرتا ہوں تو تم میں سے کوئی میرے پاس بیٹھنا بھی پسند نہ کرے (میں کہتا ہوں) ان کے اس ارشاد میں کسر نفسی اور اپنے نفس کو متہم کرنا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس زمانے | اس زمانے کے علماء پر ریا غالب ہے

کے علماء پر ریا غالب ہے۔ وہ لوگوں پر اپنی عبادت ظاہر کرتے ہیں اور ان کے باطن کینہ، حسد اور بغض سے لبریز ہیں۔ اگر تمہیں کسی عالم سے کوئی کام ہو تو اس کے پاس کسی دوسرے عالم کی سفارش نہ لے جاؤ ورنہ وہ سخت دل ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس کے پاس کسی امیر کی سفارش لے جاؤ تو تمہاری حاجت بہت جلد پوری کر دے گا۔

پس اے برادر تو اپنے نفس کی چھان بین کر کہ وہ ظاہر و باطن میں یکساں ہے یا نہیں؟ اور کثرت سے استغفار کر اور جان لے کہ جو شخص لوگوں پر اپنے باطن کے خلاف ظاہر کرتا ہے وہ منافق ہے اور قیامت کے روز منافقوں کے گروہ میں اٹھے گا۔ پس اس میں غور کر اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۷۔ حکام کے ظلم پر صبر

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ حکام کے ظلم پر بہت صبر کرتے اور یقین کرتے کہ وہ اپنے گناہوں کے سبب جس سزا کے مستحق ہیں یہ اس سے کم ہے۔

ظاہر و باطن یکساں نہ ہونے پر نزولِ بلا

صالح المری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جب لوگوں کا ظاہر و باطن یکساں نہ ہو تو وہ جس قسم کی بھی مصیبت و آفت میں گرفتار ہوں ان کو اس پر تعجب نہ کرنا چاہیئے۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ حجاج بن یوسف ثقفی اللہ کی طرف سے ایک آفت تھی جو لوگوں کی غلط کاری کے موافق تھی۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جب تمہارا کسی ظالم بادشاہ سے پالا پڑ جائے اور اس کے سبب تمہارے دین میں رخنہ پڑ جائے تو تم اس میں اپنے لئے اور بادشاہ کے لئے کثرت سے استغفار کر کے پیوند لگاؤ۔

محمد بن یوسف رحمہ اللہ تعالےٰ کے بھائی نے ان کی طرف عمال کے ظلم کی شکایت لکھی، تو انہوں نے جواب دیا: "اے بھائی تیرا خط ملا۔ تیرے علم سے مخفی نہ رہے کہ جس شخص نے گناہ کیا ہے اسے یہ حق نہیں کہ وہ عذاب کے آنے پر اعتراض کرے۔ جس مصیبت میں تم مبتلا ہو میں اس کو صرف گناہ کی شامت سمجھتا ہوں والسلام"۔

ہارون رشید نے ایک شخص کو ناحق قید کر دیا تو اس شخص نے ہارون رشید

کی طرف لکھا: "اے ہارون! یقیناً میرا کوئی دن قید اور تکلیف میں ایسا نہیں گزرتا کہ اتنا وقت تیری عمر اور اکرام سے کم نہ ہوتا ہو، اور فیصلہ کا وقت قریب ہے اور میرے تیرے درمیان اللہ تعالےٰ منصف ہوگا" راوی کہتا ہے کہ جب ہارون رشید نے خط پڑھا تو اسے چھوڑ دیا اور اس پر احسان کیا۔

مروی ہے کہ ایک دفعہ لوگ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس بادشاہ کی طرف سے کچھ مال لائے کہ اس کو اپنی جان پہچان کے فقراء پر تقسیم کردیں۔ ابراہیم بن ادہمؒ نے وہ مال واپس کردیا اور فرمایا جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ظالم کی کمائی پر حساب لے گا تو وہ کہے گا کہ میں نے تو ابراہیم بن ادہمؒ کو دے دی تھی۔ پس اس پر ظالم قیامت کے روز میرے پاس آئے گا۔ لہذا جس نے مال جمع کیا ہے اسی کو اس کی تقسیم مناسب ہے۔

بادشاہوں کے قلوب اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ تورات میں لکھا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے بادشاہوں کے قلوب میرے ہاتھ میں ہیں۔ جو شخص میری اطاعت کرے گا میں ان کو اس پر رحمت بنادونگا اور جو شخص میری نافرمانی کرے گا میں ان کو اس پر سخت کردوں گا، پس تم بادشاہو کو گالی نہ دیا کرو اور میری طرف توبہ کے ساتھ رجوع کرو کیونکہ میں تم پر ان سے زیادہ مہربان ہوں۔

عبدالملک بن مروان اپنی رعیت کو کہا کرتے تھے: اے گروہ رعیت انصاف کرو کہ تم ہم سے تو یہ درخواست کرتے ہو کہ ہم ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی روش اختیار کریں اور تم خود ان کی رعیت کی سیرت اختیار نہیں کرتے پس ہم اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم سب کی ایک دوسرے کے مقابلہ میں اعانت کرے۔

ابن سماک رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جب تم ایسے فعل کرتے ہو جن پر اللہ تعالےٰ ناخوش ہوتا ہے تو جس طرح اس وقت عذر کرتے ہو کہ اللہ نے یوں ہی مقدر کیا تھا ایسے ہی تم اپنے حاکموں کو معذور خیال کرو کیونکہ ان کی تقدیر میں بھی تم پر ظلم لکھا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں چاہتا کہ تم میں سے کسی پر ظلم کرے لیکن تمہارے اعمال ہی تم پر ظلم ہونے کا سبب ہو جاتے ہیں۔

مروی ہے کہ جب خلافت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ کے سپرد ہوئی تو وہ رو پڑے اور اپنی عورتوں اور لونڈیوں کو اختیار دے دیا اور کہا کہ مجھے ایسا کام پیش آگیا ہے جو مجھے تمہاری خبر گیری سے روکتا ہے۔ میں تمہاری خبر گیری کے لئے اس وقت تک فارغ نہیں ہو سکتا جب تک کہ لوگ قیامت کے حساب سے فارغ نہ ہو جائیں یہ سن کر ان کے اہلِ خانہ رونے لگے یہاں تک کہ ہمسایوں کو خیال ہوا کہ ان کے یہاں کوئی موت ہو گئی ہے۔

سفیان ثوریؒ کا قول سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ ہم نے ایسے علماء دیکھے ہیں جو اپنے گھروں میں بیٹھنا افضل خیال کرتے تھے لیکن آج کل کے علماء حاکموں کے وزیر اور ظالموں کے کارفرما ہیں۔ کسی نے عطا ابن ابی رباح رحمہ اللہ تعالےٰ سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جو حکام کے پاس منشی تھا لیکن اپنے مقررہ وظیفہ سے آگے نہیں بڑھتا تھا۔ عطاؒ فرمانے لگے کہ اسے وہاں سے علیحدگی ہی مناسب ہے۔ کیا اس نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول نہیں سنا۔ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَکُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ (اے پروردگار تو نے مجھ پر جو انعام کیا تو میں عہد کرتا ہوں کہ میں ہرگز مجرموں کا مددگار نہ بنوں گا)

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ بادشاہ جب ظلم کا قصد کرتا ہے تو اللہ سبحانہٗ و تعالےٰ اس کی مملکت میں خلل ڈال دیتا ہے یہاں تک

کہ بازاروں کی پیداوار، زراعت، باغات اور جانوروں کے دودھ وغیرہ میں کمی آ جاتی ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ بادشاہوں کے عطیے ان کے دین کی قیمت ہوں گے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں جو شخص ظالم کو خندہ پیشانی سے ملے یا اس کو مجلس میں جگہ دے یا اس سے کوئی عطیہ قبول کرے اس نے اسلام کے دستے توڑ دیئے اور وہ ظالموں کے مددگاروں میں شمار ہوگا۔ اسلام کے دستے توڑنے سے مراد یہاں قواعد سلف کی مخالفت ہے۔

طاؤس رحمہ اللہ تعالے اکثر اپنے گھر میں بیٹھے رہتے۔ جب ان سے کہا گیا تو فرمانے لگے کہ میں نے حکام کے ظلم، رعیت کی خرابی اور سنت کے رخصت ہو جانے کے سبب یہ بات اختیار کی ہے کیونکہ جس شخص نے حق کے قائم کرنے میں اپنے بیٹے اور غلام میں فرق کیا وہ ظالم ہے۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے۔ میرے نزدیک عمر بن عبدالعزیزؒ سے بڑھ کر کوئی عزیز نہیں تھا لیکن مجھے ان کو حاکم کی حیثیت سے دیکھنے کی بہ نسبت ان کو مردہ دیکھنا زیادہ پسند ہے۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ جب کوئی حاکم لاغر ہونے کے بعد فربہ ہو جائے تو جان لو کہ وہ رعیت کی اور اپنے رب کی خیانت کرتا ہے۔

مظلوموں کی دعا مستجاب ہے

ابو العالیہ رحمہ اللہ تعالے ایک دن ہارون رشید کے پاس گئے اور اسے فرمانے لگے کہ مظلوموں کی بددعا سے خائف رہو کیونکہ اللہ تعالے اس کو رد نہیں کرتا اگرچہ وہ فاجر ہی کی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ اگرچہ وہ کافر ہی کی ہو۔

پس اے برادر تو اپنے نفس میں تامل کر اور دیکھ کہ کیا تو نے گوشہ نشینی کی

حالت میں اپنی رعیّت کا حق ادا کیا، اور اپنے اعضاء کو اللہ تعالےٰ کی رضامندی میں خرچ کیا اور گناہوں سے روکا یا اپنے نفس اور اعضاء کی حق تلفی کی، کیونکہ ہر صاحبِ رعیّت سے اس کی رعیّت کی نسبت سوال ہوگا۔

پس اے دوست اُمرا کے پاس جانے سے بچ اگرچہ یہ امر و نہی کے لئے ہو کیونکہ تو ان کے ساتھ اس معاملے میں پورا نہیں اتر سکے گا، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۵۔ محرمات کی تغییر پر غیرت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جب محرمات کی تغییر ہوتی تو وہ شریعت مطہرہ کی نصرت کی خاطر غیرت کھاتے تھے۔ لہٰذا وہ کوئی کام کرتے اور نہ کسی شخص سے ملتے جب تک کہ ان کو یہ معلوم نہ ہو جاتا کہ اس کام کے کرنے یا اس شخص کے ملنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہے۔ وہ دنیاوی غرض کے لئے نہ کسی شخص سے دوستی کرتے نہ دشمنی۔

اللہ کے لئے محبت اور دشمنی کرنا سب اعمال سے افضل ہے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے دشمنی کرنا ایمان کی مضبوط دستاویزوں میں سے ہے۔ پس اگر کوئی شخص ثواب کے تصدر سے جن وانس جتنی عبادت کرے لیکن وہ حبّ فی اللہ اور بغض فی اللہ کے موجب رضائے الٰہی سے غافل ہو تو وہ طریق صوفیہ سے خارج ہے، اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی کیا تو نے میرے لئے کوئی عمل کیا ہے؟ موسیٰؑ نے عرض کی ہاں یا رب، نماز پڑھی ہے اور روزے رکھے ہیں اور صدقہ دیا ہے، ان کے علاوہ اور باتوں کا بھی نام لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ چیزیں تو تیرے ہی لئے ہیں، لیکن کیا تو نے کبھی میری وجہ سے کسی سے دوستی کی ہے یا میری وجہ سے کسی سے عداوت کی ہے؟ اس پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہوا کہ اللہ کے لئے محبت اور دشمنی کرنا سب اعمال سے افضل ہے۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ کوئی دو شخص جو اللہ تعالیٰ کی

طاعت کے بغیر دوستی کریں ان کی جدائی بھی اللہ تعالےٰ کی طاعت کے بغیر ہی ہو جاتی ہے۔ یوسف بن اسباط رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جب تم حکّام کے پاس جاؤ تو خاص طور پر اُن کے لئے دعا نہ کرو کیونکہ وہ اللہ اور رسولؐ کے ساتھ جنگ کرتے ہیں، بلکہ تم عام طور پر مسلمانوں کے حق میں دعا کہو۔ اگر وہ حاکم مسلمان ہوں گے تو وہ دعا انہیں بھی پہنچ جائے گی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب کسی کے ساتھ تیری دوستی ہو تو اس کی محبت کے بارے میں اس سے نہ پوچھ بلکہ یہ دیکھ کہ تیرے دل اور نفس میں اُس کے لئے کیا ہے کیونکہ جو کچھ تیرے دل میں ہوگا بالکل ویسا ہی اس کے دل میں ہوگا۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے اگر کوئی شخص بُرا کام کرے اور وہ شخص جو اس کی دوستی کا دعوےٰ کرتا ہو اس سے ناخوش نہ ہو تو اس کی محبت اللہ تعالےٰ کے لئے نہیں، کیونکہ اگر یہ اللہ کے لئے ہوتی تو وہ ضرور اس کی نافرمانی پر ناراض ہوتا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے قیامت کو اللہ تعالےٰ کے سامنے ایک شخص لایا جائے گا تو اللہ عزّ وجلّ اسے کہے گا کیا تو نے میری خاطر کسی دوست سے محبت کی ہے کہ میں تمہیں اس کے طفیل معاف کر دوں، پس تم نیک لوگوں سے محبت کرو اور ان پر احسان کرو کیونکہ قیامت میں وہی صاحبِ دولت ہوں گے۔

فاسق کی مخالفت کرنا اللہ تعالےٰ کے قرب کا سبب ہے

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ فاسق کی مخالفت کرنا اللہ تعالےٰ کے قرب کا سبب ہے (میں کہتا ہوں) اس سے مراد اس کے ساتھ دل سے رنجیدہ ہوتا ہے اور ظاہراً مخالفت مناسب نہیں تاکہ اس کو راہِ راست پر لایا جا سکے اور اس کو صفاتِ فسق سے نفرت دلائی جا سکے کیونکہ فاسق ہر داعی الی اللہ کی گمشدہ چیز ہے۔ پس اس میں غور کر، واللہ اعلم۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ سے دریافت کیا گیا کہ اگر فاسق کے ہاں میت ہو جائے تو اس کی تعزیت کی جائے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا ذکر کرتے تو روتے، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر افسوس کرتے اور فرماتے کہ یہ اکابر علماء میں سے تھے مگر دنیا کی محبت میں مبتلا ہو گئے تھے (میں کہتا ہوں) ان کی دنیاوی محبت کو بھی اس پر محمول کرنا چاہیئے کہ وہ دنیا کو آخرت کے عمل کے لئے دوست رکھتے تھے جیسا کہ سلف صالح کا دستور تھا بلکہ ایسا کرنے میں وہ اولیاء سے بھی بڑھ کر ہیں کیونکہ وہ ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ واللہ اعلم۔

حسن بصریؒ کا قول حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جو شخص یہ دعوےٰ کرے کہ وہ کسی بندے سے محض اللہ تعالےٰ کے لئے محبت کرتا ہے اور پھر اللہ تعالےٰ کی نافرمانی پر اس سے ناراض نہ ہو تو وہ اپنے اس دعوےٰ میں کہ وہ اللہ تعالےٰ کے لئے اس سے محبت رکھتا ہے جھوٹا ہے۔

محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص کسی کافر سے اس کی کسی خوبی کے باعث محبت کرے تو اللہ اس کو اجر دیتا ہے، ایسے ہی اگر کوئی شخص کسی نیک آدمی سے کسی برائی کے سبب دشمنی رکھے تو اللہ تعالےٰ اسے بھی اجر دے گا۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ کے سامنے اگر کتا آ بیٹھتا تو اسے دھتکارتے نہ تھے اور فرماتے کہ یہ برے ہمنشین سے اچھا ہے اور آدمی کے لئے برا ہونے کو یہی کافی ہے کہ وہ خود نیک نہ ہو اور پھر نیک لوگوں کو برا کہے۔ احمد بن حرب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ انسان کے دل کی اصلاح کے لئے نیک لوگوں سے ملنے اور ان کے افعال پر نظر رکھنے سے بڑھ کر کوئی چیز مفید نہیں اور فاسقوں کی دوستی اور ان کے افعال پر نظر رکھنے سے بڑھ کر دل کے لئے کوئی چیز برا نہیں۔

اولیاء اللہ زمین میں خوشبودار گھاس ہیں

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اولیاء اللہ زمین میں خوشبودار گھاس ہیں۔ جب مرید اس کو سونگھتے ہیں اور اس کی خوشبوان کے دلوں تک پہنچتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کے مشتاق ہو جاتے ہیں۔

پس اے برادر اس میں غور کر، کیا تو محض اللہ تعالےٰ کے لئے کسی سے محبت یا عداوت رکھتا ہے یا محض نفسانی آرزو ہی کے لئے دوستی یا دشمنی کرتا ہے۔ پس تو اپنے نفس پر رو اور دن رات بکثرت استغفار کرتا رہ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

۹۔ متاعِ دُنیا سے ناخوشی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بہت کم ہنستے اور دُنیا کی کسی چیز سے خوش نہ ہوتے، بلکہ دنیا کی تمام چیزوں مثلاً لباس، سواری، بیویاں اور دُنیاوی مراتب حاصل ہونے پر ان کی طبیعت میں دنیا داروں کے برعکس رنج پیدا ہوتا اور یہ اس ڈر سے ہوتا کہ شاید آخرت کی نعمتوں میں سے کچھ حصہ ان کو دنیا ہی میں دے دیا گیا ہو۔ بھلا وہ شخص جو قید خانے میں محبوس ہو کر اللہ عزّوجلّ کے دیدار سے محجوب ہو کسی چیز سے کیونکر خوش ہو سکتا ہے۔ جس طرح وہ لوگ جو اپنے اہل و عیال سے محروم ہو کر زندان میں مبتلائے غم ہوتے ہیں اسی طرح اولیاء اللہ اپنی درازی عمر اور اس دارِ دُنیا کے قید خانے میں اللہ عزّوجلّ کے دیدار سے محروم ہونے پر غمگین ہوتے ہیں۔

ہنسی کی مذمت | حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم اگر تمہیں وہ باتیں معلوم ہوں جو مجھے معلوم ہیں تو تم کم ہنسو اور بہت روؤ اور بستر پر عورتوں سے لذت حاصل کرنا چھوڑ دو اور باہر میدانوں میں نکل کر اللہ عزّوجلّ کے سامنے زاری کرو۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے اس ہنسنے والے پر جس کے پیچھے دوزخ ہے اور اس خوش ہونے والے پر جس کے پیچھے موت لگی ہوئی ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ حالت تھی کہ ان کو جو کوئی دیکھتا اسے خیال گذرتا کہ ابھی کسی مصیبت سے نکلے ہیں کیونکہ ان پر شدید حزن وخوف

طاری رہتا تھا۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ بہت سے ہنسنے والے ایسے ہیں کہ ان کے کفن دھوبی کے یہاں سے دھل کر آ گئے ہیں۔ ابن مرزوق رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جو شخص گناہوں سے غمگین و حزین ہونے کا مدعی ہو اور پھر اس کے سالن میں شہد اور گھی جمع ہو وہ کاذب ہے۔

امام اوزاعیؒ کا قول | امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالےٰ آیت لَا یُغَادِرُ صَغِیرَۃً وَّلَا کَبِیرَۃً اِلَّا اَحْصٰھَا (صغیرہ و کبیرہ کوئی گناہ بھی نامۂ اعمال نے گنے بغیر نہیں چھوڑا) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ صغیرہ گناہ سے مراد اس دنیا میں تبسم اور کبیرہ گناہ سے مراد قہقہہ لگانا ہے (میں کہتا ہوں) شاید یہاں تبسم سے ان کی مراد وہ ہنسنا ہو جو باوازِ بلند ہو اور اہلِ مجلس سن لیں، ورنہ تبسم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ سے ہے۔

ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ مومن اس وقت ہنستا ہے جب موت سے غافل ہو۔ عامر بن قیس رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ دنیا میں بکثرت ہنسنے والا جہنم میں خوب کثرت سے روئے گا۔ سعید بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالےٰ مرنے سے پہلے چالیس سال تک بالکل نہیں ہنسے اور یہی حالت غزوان رقاشیؒ کی تھی انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجلس میں ہر ایک ہنسنے والے کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔

ایک دن معاذہ عدویہ رحمہا اللہ تعالےٰ چند نوجوانوں کے پاس سے گزریں۔ جو صوف کا لباس پہنے ہوئے تھے اور ہنس رہے تھے۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ! لباس تو صلحاء کا سا ہے اور ہنسی غافلوں جیسی۔

ہنسی، لباس اور کھانے میں اسراف | وہیب بن الورد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اسراف سے خالی ہنسی وہ ہے جس میں دانت نظر آئیں اور نہ آواز نہ آئے۔ اور اسراف سے

خالی لباس وہ ہے جو ستر عورت کے مقدار رہوا ور گرمی سردی سے بچائے، اور اسراف سے خالی کھانا وہ ہے جس سے بھوک رُک جائے اور جو شکم سیری سے کم ہو۔

عون بن ابی زید رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ میں پچاس برس تک عطا سلمیؒ کی خدمت میں رہا لیکن میں نے کبھی ان کو ہنستے ہوئے نہ دیکھا۔

عبدالعزیز بن ابی داؤد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جب اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مزاح شروع ہوا تو اللہ تعالےٰ نے آیت اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ (کیا ایمان والوں کے لئے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل اللہ کے ذکر پر عاجزی کریں) نازل کی۔ یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسی وقت سے خوش طبعی ترک کر دی اور خشوع اختیار کیا۔ اہل اللہ اور غیر اہل اللہ میں موجب امتیاز صرف دو باتیں ہیں ایک آخرت کی طرف توجہ اور دوسرا اس کے واقعات کے لئے تیاری۔

پس اے دوست تو اس سہو و غفلت میں تامل کر جو اللہ تعالےٰ سے قریب کرنے والے امور کے بارے میں تیری طبیعت میں راسخ ہو گئی ہے اور بکثرت استغفار کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۱۰۔ موت کی تمنّا

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جب ان کو ایسے امور کے واقع ہونے کا اندیشہ ہوتا جو اللہ عزّ وجلّ کو ان سے ناراض کرنے والے ہوں تو وہ موت کی آرزو کرتے اور ان امور کو ان علامات سے معلوم کرتے جو ان کو اپنے نفس سے ظاہر ہوتی ہیں اور جو بمنزلہ مقدماتِ معاصی کے ہوتی ہیں اور بہت سے مواقع پر قرائن دلائل میں شمار ہوتی ہیں۔

عابس غفاریؓ کا قول عابس غفاری رضی اللہ عنہ طاعون کے زمانہ میں فرمایا کرتے تھے اے طاعون مجھے اٹھالے، اور بار بار یہی فرماتے تھے۔ ان کے ایک چچازاد بھائی نے کہا اے عابس! یہ کیسے کہتے ہو حالانکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سن چکے ہو کہ آپؐ نے فرمایا لا یتمنّیٰ احد کم الموت فانہ انقطاع لعملہ (کوئی شخص موت کی آرزو نہ کرے کیونکہ اس سے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے)۔ عابسؓ نے جواب دیا ہاں میں نے سنی ہے مگر میں چھ چیزوں سے ڈرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہیں کہ آپؐ اپنی اُمت پر ان سے خوف کھاتے تھے۔ نالائقوں کی حکومت، کوتوالوں کی کثرت، بیع الحکم قطع رحم، قتل کو معمولی خیال کرنا اور ایسے لوگوں کا پیدا ہونا جو قرآن مجید کو راگ بنائیں گے اور ایسے لوگوں کو امام بنا دیں گے جو دین میں زیادہ سمجھدار نہ ہوں گے لیکن وہ ان کو آگے کردیں گے تاکہ ان کے واسطے سرداری کریں۔

اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی موت کی آرزو کی تو ان سے

اس بارے میں کہا گیا، انہوں نے فرمایا میں ڈرتا ہوں مجھے وہ زمانہ نہ آئے جس میں نہ امر بالمعروف ہو اور نہ نہی عن المنکر۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عنقریب لوگوں پہ ایک وقت آئے گا کہ اس میں موت علماء کے نزدیک زرِ خالص سے بھی زیادہ پیاری ہوگی یہاں تک کہ آدمی اپنے بھائی کی قبر کے پاس آئے گا اور کہے گا کہ کاش میں تیری جگہ ہوتا۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے وہ کبھی موت کا خواستگار نہیں ہوتا۔

عمر بن عبدالعزیزؒ جب کسی نیک آدمی کو دیکھتے تو کہتے تو میرے واسطے موت کی دعا کر۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے خواہ کوئی مومن ہو یا کافر موت ہر ایک کے لئے بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ (جو کچھ اللہ تعالےٰ کے پاس ہے وہ نیکوکاروں کے لئے بدرجہا بہتر ہے) اور اِنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ (ہم نے ان کو صرف اس لئے مہلت دے رکھی ہے تاکہ وہ اور گناہ کرلیں اور ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے)

موت ایک تحفہ ہے | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے مشائخ دیکھے ہیں جو موت کی تمنا کرتے تھے اور میں ان کی آرزو کو تعجب سے دیکھتا تھا اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ میں ان لوگوں پر تعجب کرتا ہوں جو موت کو پسند نہیں کرتے۔ عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے دنیا سے صفائی جاتی رہی اور کدورت رہ گئی۔ پس آج کل ہر مسلمان کے لئے موت ایک تحفہ ہے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے میں نہیں چاہتا کہ مجھ پر موت

کی سختی کم کی جائے کیونکہ یہ آخری شے ہے جس پر مومن کو اجر ملے گا۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری طرف کسی دوست نے کوئی ایسا تحفہ نہیں بھیجا جو مجھے ہدیۂ سلام سے بڑھ کر عزیز ہو اور نہ مجھے اس کی موت کی خبر سے بڑھ کر کوئی اچھی خبر ملی ہے۔ عطا سلمی رحمہ اللہ تعالےٰ موت کے آرزومند ہوئے تو عطاء ازرق رحمہ اللہ تعالےٰ نے ان سے کہا تم ایسی بات کی کیوں تمنّا کرتے ہو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ انہوں نے جواب دیا زندگی کا خواہش مند تو وہ ہو جو نیکی میں روز افزوں ترقّی کرے، لیکن میرے یا تیرے جیسا شخص زندگی سے کس چیز کی امید رکھتا ہے۔

ابو عتبہ خولانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان تھی کہ اللہ تعالےٰ کی ملاقات کو شہد سے زیادہ مرغوب سمجھتے اور دنیا کی تنگی سے نہ ڈرتے بلکہ اللہ کی رزّاقی پر پورا یقین رکھتے تھے اور ان کو موت اس سے زیادہ عزیز تھی جس قدر تم میں سے کسی کو صحت عزیز ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ میں نے ایک دفعہ سہل تستری سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو پسند ہے کہ آپ کل ہی مر جائیں؟ انہوں نے جواب دیا نہیں بلکہ میں تو ابھی مرنے کو پسند کرتا ہوں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اس خیال سے بیماری اور بلا سے ڈرتے تھے کہ کہیں وہ اللہ تعالےٰ کی قضا کو برا نہ جاننے لگیں، وہ مصیبت سے نہ ڈرتے تھے بلکہ اس بات سے ڈرتے تھے جو احتمالاً اس میں ہوتی تھی اور کہتے تھے خدا میں نہیں جانتا کہ جب میں مصیبت میں گرفتار ہوں تو میری کیا حالت ہو۔ شاید میں کفر کے کلمات بول لوں اور مجھے اس کا احساس بھی نہ ہو۔

حکیم لقمانؑ کا قول | مجھے خبر ملی ہے کہ لقمان علیہ السلام نے اپنے لڑکے سے کہا کہ بیٹا
میں نے پتھر اور لوہے کو اٹھایا ہے مگر میں نے دین سے بڑھ کر کسی چیز کو بوجھل
نہیں دیکھا، میں نے عمدہ کھانے کھائے ہیں اور خوب صورت عورتوں سے معانقے کئے
ہیں مگر عافیت سے بڑھ کر کوئی لذیذ چیز نہیں دیکھی، اور میں نے تمام تلخیاں چکھی ہیں
مگر لوگوں کی طرف محتاج ہونے سے زیادہ تلخ کسی شے کو نہیں دیکھا

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے مصیبت زدوں پر رحم کھاؤ
کیونکہ ممکن ہے کہ تمہارا جرم اُن کے جرم سے بڑا ہو اور تم کو بھی یہی سزا ہو
یا اس سے بڑھ کر۔ وہ اکثر قیدیوں کو کھانا اور درہم جو اُن کے پاس ہوتے
بھیجا کرتے تھے اور فرماتے کہ یہ لوگ مسکین ہیں۔

سہل بن سعد تستری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ سب سے بڑی بلا
جس سے آدمی کا امتحان ہوتا ہے وہ اعمال دنیا و آخرت سے فارغ البال ہونا
ہے مگر اس بات کو کہ یہ ایک بلا ہے بہت کم لوگ محسوس کرتے ہیں۔
مسلم بن قتیبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ لوگوں کی تکلیف دہی پر صبر کرنا
سب سے بڑی نیکی ہے۔ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو حکومت کو سب
سے بڑی مصیبت خیال کرتے تھے اور اب ایسے لوگ ہیں جو خود حکومت کے
طالب ہوتے ہیں، وہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان کا کوئی دوست حاکم ہو جاتا
تو دعا کرتے کہ اے اللہ ہم کو اس کے ذہن سے بھلا دے کہ نہ ہم اسے
پہچانیں اور نہ وہ ہمیں پہچانے۔

یحییٰ ابن حسین رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جو شخص سلامتی تلاش کرتا ہے
وہ ملامت کو برداشت کرتا ہے۔ اور فرماتے تھے کہ سب مصیبت عافیت سے
پیدا ہوتی ہے۔ اگر فرعون کو کوئی مرض لاحق ہوتا تو وہ اس امر کا مدعی نہ ہوتا جس

کا اس نے دعوےٰ کیا تھا۔ یعنی اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی۔

میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ کو کہتے سنا ہے کہ علم اور عمل میں ریا کرنا آدمی کے لئے سب سے بڑھ کر مصیبت ہے لیکن اس کو بہت کم لوگ سمجھتے ہیں۔

صرف انبیاء علیہم السلام ہی رجال البلاء ہیں

پس اے برادر اس کو یاد رکھ اور اپنے آپ میں غور کر اور اس بات سے بچ جو بعض اہل اللہ مصیبت کے وقت کہتے ہیں یعنی اے اللہ اگر اس مصیبت میں تیری رضا ہے تو اور سخت کر دے۔ کیونکہ مصیبت کے برداشت کرنے والے لوگ صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ مرض بواسیر میں مبتلا تھے۔ رات دن خون بہتا تھا یہاں تک کہ وہ حدیث پڑھانے بیٹھتے تو ان کے نیچے طشت رکھا ہوتا جس میں خون ٹپکتا رہتا۔ ایک دن انہوں نے فرمایا اے اللہ اگر اس میں تیری رضا ہے تو اسے اور زیادہ کر دے۔ یہ کلمہ ان کے شیخ امام مسلم بن خالد زنجی رحمہ اللہ تعالےٰ نے سن لیا۔ انہوں نے ان کو ڈانٹا اور کہا اے محمد! یہ نہ کہو بلکہ اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ سے عافیت مانگو کیونکہ ہم اور تم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو مصائب کے متحمل ہوتے ہیں۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے کہ اے لوگو! اللہ سے معافی اور عافیت کے خواستگار رہو کیونکہ اسلام کے بعد مومن کے لئے عفو اور عافیت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۱۱۔ خوفِ الٰہی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنی ابتدائی اور انتہائی دونوں حالتوں میں اللہ تعالےٰ سے نہایت خوف کھاتے، ابتدائی حالت میں تو اپنے گناہوں اور عذابِ الٰہی کے خیال سے اور انتہائی حالت میں اللہ تعالےٰ کے جلال و تعظیم کے خیال سے۔ اور ان دونوں حالتوں میں ان کے خوف کو ندامت لازم ہوتی۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی صفیہ اور بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اے صفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور اے فاطمہ محمدؐ کی بیٹی تم دونوں اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ کیونکہ میں تمکو اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آسکتا۔ نیز حدیث میں وارد ہے کہ نیکی پرانی نہیں ہوتی اور گناہ ذہن سے نہیں اترتا اور جزا دینے والے کو فنا نہیں، اب جیسا چاہے کر، جیسا کرے گا ایسا ہی بدلہ ملے گا۔

ہلاکت کے اسباب | ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چار چیزیں ایسی ہیں کہ آدمی جب ان میں زیادتی کرتا ہے تو وہ اس کی ہلاکت کا باعث ہوتی ہیں اور اسے ذلیل کرتی ہیں یعنی جماع، شکار، جوئے اور گناہوں کی کثرت۔

ابو تراب نخشبی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جب انسان ترکِ گناہ کا مصمم ارادہ کر لیتا ہے تو اسے ہر طرف سے اللہ عزوجل کی امداد ملتی ہے۔ تین چیزیں دل کی سیاہی کی علامت ہیں ایک یہ کہ گناہ سے دل نہ گھبرائے،

دوسری یہ کہ دل اطاعت کی طرف مائل نہ ہو اور تیسری یہ کہ دل میں وعظ کا اثر نہ ہو۔

ابلیس کی شقاوت اور آدمؑ کی سعادت | ابو محمد مروزی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ابلیس پانچ خصائل کی وجہ سے شقی ہوا کہ اُس نے اپنے گناہ کا اقرار نہ کیا، نہ وُہ گناہ پر نادم ہوا، نہ اُس نے اپنے نفس کو ملامت کی، نہ توبہ کی، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو گیا۔ اور فرمایا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے برعکس کیا کیونکہ وہ پانچ خصائل کے باعث سعید ہو گئے یعنی انہوں نے اپنے گناہ کا اقرار کیا، گناہ پر ندامت کی، اپنے نفس کو ملامت کی، فی الفور توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نااُمید نہ ہوئے۔

حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب تم کوئی گناہ کرو تو جلد توبہ اور ندامت کرو۔ اور لوگوں کے سامنے معذرت پیش نہ کرو کیونکہ لوگوں کے سامنے معذرت گناہ سے بدتر ہے۔ ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے دوزخ میں جانا مجھے اس بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں اس کی نافرمانی کر کے جنّت میں جاؤں۔

ارشادِ نبویؐ | اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قرابتی کو گناہ کرتے دیکھتے تو فرماتے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کے ارشاد کی مخالفت کر کے آپؐ کی قرابت پر مغرور نہ ہونا، کیونکہ آپؐ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے فاطمہؓ اپنے آپ کو جہنم سے بچا کیونکہ میں تجھے اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آسکتا۔

اسمٰعیل بن حریث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا ابھی تک گناہگار کے لئے توبہ کا وقت نہیں آیا حالانکہ اس کا گناہ اعمال نامہ میں مرقوم ہے اور وہ کل

قبر میں مصیبت زدہ ہوگا اور فرشتے اس کو آگ کی طرف لے جاتے ہوں گے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ عقل مند کے لئے اپنے محبوب کو تکلیف دینا مناسب نہیں، لوگوں نے عرض کی کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا آدمی اللہ تعالےٰ کی نافرمانی سے اپنے نفس کو تکلیف دیتا ہے۔

جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ نے جس شخص کو گناہ کی ذلت سے نکال لیا گویا اسے بغیر مال کے غنی کر دیا اور بغیر خاندان کے معزز کیا اور بغیر آدمی کے اسے مانوس کر دیا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے تھے کہ نیک عمل اور تھوڑا گناہ اللہ تعالےٰ کو نیک اعمال کی کثرت لیکن اس کے ساتھ گناہوں کی کثرت سے زیادہ پسند ہے۔ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ دلوں کی صفائی گناہوں سے پرہیز کے موافق ہوتی ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ گناہوں میں غرق ہونے کی علامت روزہ اور شب بیداری پر دل کا خوش نہ ہونا ہے۔

محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالےٰ اپنے دوستوں کو فرمایا کرتے تھے ہم گناہوں میں ڈوب چکے ہیں، اگر تم میں سے کسی کو میرے گناہوں کی ہوا بھی لگ جائے تو وہ میرے پاس بیٹھ نہ سکے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ بیچارے قاتلینِ حسینؓ اگر اللہ تعالےٰ کے فضل سے جنت میں داخل بھی ہو گئے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیونکر جائیں گے کہ انہوں نے آپؐ کے صاحبزادہ کو قتل کیا ہوا ہے۔ لہذا اگر ان کے قتل میں میرا بھی دخل ہوتا اور پھر مجھے جنت اور دوزخ میں اختیار

دیا جاتا تو میں دوزخ کو پسند کرتا اس خوف سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے غضب کی نظر سے نہ دیکھیں جس سے آپ کو بھی تکلیف ہو اور مجھے بھی۔

مطیع اور عاصی کی علامات

ابنِ سماک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر طاعت میں صرف چہرے کی رونق اور رعب، لوگوں کے دلوں میں محبت اور اعضاء میں طاقت، طبیعت میں قرار اور لوگوں کے مقابلہ میں شہادت کا جائز ہونا ہی نفع ہو تو ترکِ گناہ کے لئے یہی کافی ہے اور اگر گناہ میں صرف چہرے کی بے رونقی، دل کی سیاہی اور لعنت سے یاد کیا جاتا، شہادت میں بے اعتباری اور دل میں خوف ہو تو گناہ چھوڑنے کے لئے یہی کافی ہے پس اللہ تعالیٰ نے فرمانبردار اور نافرمان میں سے ہر ایک کے لئے دنیا میں علامتیں مقرر کر دی ہیں تاکہ مطیع خوش ہو اور عاصی غمگین۔ (میں کہتا ہوں) لعنت مذکور سے مراد یا تو اسے تعیین کے طور پر بُرا کہنا ہے یا عام گناہگاروں میں شامل کرکے، کیونکہ لعنت معین تو سوائے شرعی دلیل کے جائز نہیں۔ واللہ اعلم۔

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آیت مَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ (جو کوئی اللہ تعالیٰ کی حرمات کی تعظیم کرے گا تو یہ اس کے لئے اس کے رب کے نزدیک بہتر ہے) میں حرمات سے مراد گناہ ہیں، یعنی ان کو بُرا سمجھے اور ان کو عمل میں نہ لائے۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ آیت اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ (واقعی ابراہیمؑ بڑے نرم دل اور حلیم تھے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابراہیمؑ نے آگ میں گرنے سے پہلے گریہ وزاری کی مگر گویا جب گریہ وزاری مفید نہ ہو گی اس وقت سے پہلے ہی انہوں نے گریہ وزاری کی۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجرموں کو دنیا اور

آخرت میں ذلیل کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ انسان رات میں کوئی گناہ بھی کرے صبح کو اس کے چہرے پر ذلت برستی ہے۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ آیت لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَۃً وَّلَا کَبِیْرَۃً اِلَّآ اَحْصٰھَا (اعمالنامہ صغائر اور کبائر کو گنے بغیر نہیں چھوڑتا) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کبائر سے پہلے صغائر کو چھوڑو۔

عوام بن حوشب رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں گناہ کے بعد چار باتوں کا ارتکاب گناہ سے بھی زیادہ بُرا ہے۔ اوّل گناہ کو بالکل چھوڑنے کے بغیر توبہ کرنا، دوئم اللہ تعالےٰ کے حلم پر مغرور ہونا۔ سوئم گناہ پر اصرار کرنا، چہارم گناہ کے بعد نیک کام کرنے پر گناہ کی معافی سے خوش ہونا، حالانکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ محض نیک عمل کی وجہ سے گناہ کو معاف نہیں کرتا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اس نے گویا اللہ تعالےٰ کا ذکر کیا خواہ اس کی نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن کم ہی ہو اور جو اس کی نافرمانی کرے اس نے اللہ تعالےٰ کو بھلایا علمائے عاملین کی علامت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ نیک عمل میں لگے رہتے ہیں۔

کراماً کاتبین انسان کے ارادے کو کیونکر لکھتے ہیں

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالےٰ سے کسی نے دریافت کیا کہ فرشتے انسان کے اُس ارادے کو کیونکر لکھتے ہیں جو ابھی عمل میں نہیں آیا۔ انہوں نے فرمایا کراماً کاتبین علیہما الصلوٰۃ والسلام غیب نہیں جانتے، لیکن انسان جب نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے بدن سے کستوری کی خوشبو آتی ہے اور وہ جان لیتے ہیں کہ اُس نے نیکی کا قصد کیا ہے اور اگر وہ برائی کا قصد کرتا ہے تو اس سے بدبو آتی ہے اور وہ جان لیتے ہیں کہ اس نے بُرا قصد کیا ہے (میں کہتا ہوں قصد سے اس جگہ مصمم ارادہ مراد ہے تاکہ مضمون مذکور حدیث اور قواعد شرعیہ کے موافق ہو جائے۔ واللہ اعلم

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اطاعت کا حکم فرمایا ہے اور اس میں امداد بھی دی اور اس کے ترک کے لئے کوئی عذر مقرر نہیں کیا، اور گناہ سے منع کیا اور اس کے کرنے پر کوئی دلیل نہیں رکھی اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ چاہتا کہ زمین میں مطلق کوئی گناہ نہ کرے تو ابلیس کو پیدا ہی نہ کرتا کیونکہ گناہ کی جڑ وہی ہے۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے۔ متقی لوگ اس دنیا میں صرف اطاعت کی خاطر رہنا پسند کرتے ہیں اور فرمایا اللہ سبحانہ، و تعالیٰ نے ان کو طاعت سے پہلے ہی جنت میں داخل کر دیا ہے اور گناہ کرنے سے پہلے ہی ان پر گناہ کو مقدر کیا کیونکہ اللہ عزّ و جلّ اپنے علم میں سب سے بڑھا ہوا ہے۔

بشر حافیؒ کا قول | بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جن کے نیک اعمال پہاڑ جیسے تھے مگر پھر بھی وہ لوگ مغرور نہ تھے اور تم ایسے ہو کہ تمہارے اعمال بھی نہیں ہیں اور اس کے باوجود تم مغرور ہو۔ واللہ ہمارے اقوال تو زاہدوں جیسے ہیں اور تمہارے اعمال جابروں اور منافقوں کے سے ہیں۔

حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر تم اپنے رب کی نافرمانی کرو اور دیکھو کہ تم پر اس کے انعام برابر آ رہے ہیں تو اس سے ڈرو کیونکہ یہ استدراج ہے۔ ہم نے سلف کو دیکھا ہے کہ وہ معمولی گناہوں کو اتنا بڑا سمجھتے تھے جتنا تم بڑے بڑے گناہوں کو بھی نہیں سمجھتے۔

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ عید الاضحیٰ میں جب قربانی کرتے تو فرماتے تیری عزت اور جلال کی قسم اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ تیری خوشنودی اپنے آپ کو

کو ذبح کرنے میں ہے تو میں تیرے لئے اپنی جان قربان کرتا۔

مروی ہے کہ کہمس بن حسن رحمہ اللہ چالیس سال تک متواتر اس گناہ پر روتے رہے کہ انہوں نے اپنے ہمسایہ کی مٹی سے بلا اجازت ہاتھ صاف کئے تھے اور فرمایا کرتے کہ جب گناہ پرانا ہو جاتا ہے تو تم میں سے اکثر یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو معاف کر دیا ہے لیکن یہ محض دھوکا ہے۔

مروی ہے کہ اللہ سبحانہٗ و تعالےٰ نے داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد! بنی اسرائیل کو کہہ دو کہ تمہیں کہاں سے معلوم ہوا ہے کہ میں نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے ہیں حتیٰ کہ تم نے اس پر ندامت بھی چھوڑ دی ہے۔ میری عزت و جلال کی قسم میں ہر ایک گناہگار کو قیامت کے دن اس کے گناہ دکھلاؤں گا (میں کہتا ہوں) گناہ دکھلانے سے شاید یہ مراد ہے کہ اللہ تعالےٰ بندے کو اس کے گناہ سے مطلع کرے گا تاکہ اسے اپنا فضل دکھلائے۔ اس سے عدم مغفرت لازم نہیں آتی۔ واللہ اعلم۔

اہل ذنوب کا شعار | یزید جبیری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ایک بار میں نے ایک راہب سے کہا تم نے سفید کے مقابلہ میں سیاہ لباس کو کیوں ترجیح دی ہے؟ اس نے جواب دیا کیونکہ یہ اہل مصائب کا شعار ہے اور ہم اہل ذنوب ہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں۔

ایک روز عتبہ غلام رحمہ اللہ تعالےٰ ایک مکان کے پاس سے گزرے تو کانپنے لگے اور پسینہ آگیا۔ لوگوں نے اس کا باعث پوچھا تو انہوں نے جواب دیا یہ وہ جگہ ہے جہاں میں نے چھوٹی عمر میں گناہ کیا تھا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ نے بصرہ سے پا پیادہ حج کیا تو کسی نے

ان سے سوار ہونے کو کہا۔ وہ فرمانے لگے کیا بھاگا ہوا نافرمان غلام اپنے آقا سے مصالحت کے لئے سوار ہو کر جانا پسند کرے گا؟ واللہ اگر میں انگاروں پر چل کر مکہ جاؤں تو یہ بھی کم ہے۔

پس اے برادر جان سے کہ اگر گناہ دیرینہ ہو جائے تو استغفار سے غافل نہ ہو کیونکہ تجھے گناہ کا تو یقین ہے لیکن مغفرت کا شک ہے لہذا دن رات استغفار کرتا رہ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۱۶۔ مظالم پر عذابِ الٰہی کا خوف

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے بہت ڈرتے کہ مبادا وہ ان کو اپنے نفوس پر ظلم کرنے اور لوگوں پر ظلم کرنے کے باعث عذاب دے۔ اگرچہ اس ظلم کا تعلق کسی کا خلال یا بیٹھنے کی سوئی استعمال کرنے ہی سے ہو۔ بالخصوص جب کسی کو اپنے نیک اعمال حقیر نظر آتے تو اسے اس خیال سے اور بھی زیادہ خوف وقلق ہوتا کہ اس کے پاس کوئی نیکی نہیں جو قیامت کے روز مدعیوں کو دے سکے، اور ممکن ہے کہ کوئی مظلوم قیامت میں اتنا تنگ کرے کہ وہ ایک ظلم کے بدلے جو خواہ مال یا عزت سے متعلق ہو یا ایک طمانچہ ہی ہو ظالم کے تمام اعمالِ صالحہ لے کر بھی راضی مند نہ ہو۔

مظلوم کو ظالم کے تمام اعمالِ صالحہ دیے جائیں گے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ قیامت کے دن میری اُمت میں مفلس کون ہوگا؟ صحابہؓ نے عرض کی ہمارے ہاں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم و دینار اور متاع نہ ہو۔ آپ نے فرمایا قیامت میں مفلس وہ ہوگا جو نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج لے کر حاضر ہوگا، پھر ایک آدمی آئے گا جسے اس نے گالی دی ہوگی، ایک آئے گا کہ جس کا اس نے مال کھایا ہوگا اور کوئی ہوگا جس کا خون کیا ہوگا، دوسرا ہوگا جسے اس نے مارا ہوگا، پس ہر ایک کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی، پھر اگر اس کی نیکیاں ادائے حقوق سے پہلے ہی ختم ہوگئیں تو اُن مظلوموں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے اور اس کو دوزخ میں

پھینک دیا جائے گا۔

عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رب العزت قیامت کے روز پکار کر کہے گا کہ میں منصف بادشاہ ہوں، کوئی دوزخی دوزخ میں نہیں جا سکتا اور کوئی جنتی جنت میں نہیں جا سکتا جب تک کہ اس کے ذمے کسی کا حق ہو اور اس سے اس کا بدلہ نہ لے لیا جائے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل کے ایک نوجوان نے تمام گناہوں سے توبہ کر لی، پھر عبادت میں مشغول ہوا اور ستر سال تک عبادت کرتا رہا کہ دن کو کبھی افطار نہ کرتا اور نہ رات کو سوتا اور نہ کبھی سایہ میں بیٹھتا اور نہ عمدہ کھانا کھاتا۔ جب وہ مر گیا تو ایک دوست نے اسے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالے نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالے نے میرا حساب لیا اور پھر میرے سب گناہ معاف کر دیے بجز ایک خلال کے جو میں نے اس کے مالک کے اذن کے بغیر دانتوں میں استعمال کیا تھا اور اس کی وجہ سے میں اس وقت تک جنت میں جانے سے رکا ہوا ہوں۔ (میں کہتا ہوں) اس مضمون کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے ان اللّٰہ تعالیٰ اخفی ثلثا فی ثلث اخفی رضاہ فی طاعتہ واخفی سخطہ فی معصیتہ واخفی اولیاءہ فی عبادہ یعنی اللہ تعالے نے تین چیزیں تین چیزوں میں پوشیدہ رکھی ہیں۔ اپنی رضا کو اپنی طاعت میں اور اپنے غصہ کو اپنی معصیت میں اور اپنے دوستوں کو اپنے بندوں میں۔ لہٰذا اوقات حق تعالے بندے سے صغیرہ گناہ واقع ہونے پر بھی ناراض ہوتا ہے مثلاً بلا اذن دانتوں کے لیے خلال لینا، یا ہمسایہ کی مٹی سے بغیر اجازت ہاتھ صاف کرنا جیسا کہ ابھی مذکور ہوا ہے۔

واللہ اعلم۔

حضرت محاسبی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ کسی غلہ ناپنے والے نے اپنے کام سے توبہ کرلی اور اللہ عزّ وجلّ کی عبادت میں مشغول ہوگیا۔ جب وہ مرگیا تو اس کے ایک دوست نے اس کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالےٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا پندرہ بوریاں مختلف اناجوں کی جن کو میں نے ناپا تھا میرے ذمے لگائیں۔ دوست نے پوچھا یہ کیسے؟ جواب دیا میں پیمانے کا غبار صاف کرنے میں سستی کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کی تہہ میں مٹی جمع ہوگئی اور ہر ایک پیمانہ اس مٹی کے برابر کم ہوگیا۔ ایسا ہی ایک اور شخص کا قصہ مروی ہے جو ترازو کو غبار سے صاف نہیں کیا کرتا تھا۔ پس اسے قبر میں عذاب ہوتا رہا اور لوگ اس کے چلانے کی آواز سنتے رہے حتیٰ کہ صالحین رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے شفاعت کی۔

ابو میسرہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے مروی ہے کہ ایک مردے کو قبر میں اتنا مارا گیا کہ اس کی قبر آگ سے بھڑک اٹھی۔ مردے نے دریافت کیا مجھے کیوں مارتے ہو؟ انہوں نے کہا تو ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا اور اس نے تیرے پاس فریاد کی تھی لیکن تو نے اس کی فریاد نہ سنی۔ نیز تو نے ایک مرتبہ بے وضو نماز پڑھی تھی حالانکہ تجھے معلوم تھا کہ تو بے وضو ہے۔

رشوت دانا کی آنکھ کو اندھا کر دیتی ہے

شریح قاضی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ رشوت سے بچو کیونکہ یہ دانا کی آنکھ کو اندھا کر دیتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رشوت حق پسند منصف کی آنکھ کو بند کر دیتی ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ جب کسی حاکم یا اس کے کارندے کو کسی فقیر پہ صدقہ کرتے دیکھتے تو فرماتے اے مساکین پہ رحم کھانے والے! ان پہ رحم کر جن پہ تو نے ظلم کیا ہے اور ان کا حق واپس کر دے کیونکہ ایسا کرنے سے تیرا یہ

ذمّے سے خلاصی پا لے گا۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص کسی پر ظلم کرے اور اس سے سبکدوشی حاصل کرنے کا موقع ہاتھ سے جاتا رہے تو اسے چاہیئے کہ ہر نماز کے بعد مظلوم کے لئے استغفار کرے کیونکہ اس طرح وہ اس ظلم سے سبکدوش ہو جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قربِ قیامت میں امراء فاجر ہوں گے اور علماء فاسق اور امین خائن ہو جائیں گے۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ آدمی نماز میں اپنے نفس کو برا کہتا ہے لیکن اسے خبر نہیں ہوتی۔ لوگوں نے عرض کی یہ کیسے؟ انہوں نے فرمایا وہ نماز میں اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ پڑھتا ہے حالانکہ وہ خود اپنے نفس پر گناہوں کے ذریعے ظلم کرتا ہے اور لوگوں پر ان کا مال کھانے اور ان کی بے آبروئی کرنے سے ظلم کرتا ہے۔

وصی بننے سے پرہیز کرو | حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے تم وصی بننے سے بچو کیونکہ وصی وصیت میں عدل نہیں کر سکتے اگرچہ پوری احتیاط سے کام لیں۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ خائن کا امین بھی خائن اور عشر لینے والے کا امین بھی عشر گیر ہے۔ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے تم وصی بننے سے پرہیز کرو کیونکہ موصی تیرے ذریعے سے اپنے مال کو صحیح استعمال میں لانا چاہتا ہے لیکن تیرے دین کو خراب کرتا ہے پس تم اس کے مال کی حفاظت سے بڑھ کر اپنے دین کی حفاظت کرو۔ امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وصیت میں پہلی دفعہ داخل ہونا غلطی ہے اور دوسری دفعہ خیانت ہے اور اس میں کچھ کلام نہیں۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو جمعہ کے دن لوگوں پر ظلم کرتے دیکھا تو فرمایا تو لوگوں پر اس دن بھی ظلم کرنے سے نہیں ڈرتا جو قیام قیامت کا دن ہے اور جس دن تیرے باپ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جس نے ظالم کی اس کے ظلم پر امداد کی یا اسے ایسی بات سکھلائی جس سے وہ کسی مسلمان کا حق باطل کر سکے تو وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گیا۔

فضیل بن عیاضؒ کا قول

فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہما فرماتے تھے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو کوئی تحفہ دینا چاہتا ہے تو اس پر ظالم کو مسلط کر دیتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے ظالم پر بددعا کی اس نے اپنا انتقام لے لیا۔ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر کوئی شخص مجھ پر ظلم کرے اور میں اس سے بدلہ نہ لوں تو یہ مجھے بہت پسند ہے۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ درحقیقت کوئی شخص کسی پر ظلم یا کسی سے برائی نہیں کرتا، کیونکہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا (جو کوئی نیک عمل کرے وہ اپنے لئے کرتا ہے اور جو کوئی برا عمل کرے وہ بھی اپنے اوپر کرتا ہے)

احمد بن حرب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دنیا سے بہت سے لوگ نیکیوں سے مالدار ہو کر جائیں گے مگر قیامت کے روز وہ لوگوں کی حق تلفی کے باعث مفلس ہوں گے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس تیرا ایسے ستر گناہ لے کر جانا جو تیرے اور اللہ کے

درمیان ہوں یہ زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ تم ایک گناہ ایسا کر جاؤ جو تیرے اور خلقت کے درمیان ہو۔

پس اے برادر تو اسلاف کے خوف کو بغور دیکھ اور اس میں ان کی اقتدا کر کیونکہ تو ہلاکت کے کنارے پر کھڑا ہے پس جو شخص ڈرتا رہا وہ بچ گیا۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

۱۳۔ احوالِ قیامت کے ذکر پر خوفِ الٰہی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ یومِ قیامت کے ہولناک واقعات کا ذکر سنتے تو اللہ تعالےٰ سے بہت ڈرتے تھے اور جب قرآن مجید اور ذکرِ الٰہی سنتے تو ان پر غشی اور بے ہوشی کی حالت طاری ہو جاتی۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت اِنَّ لَدَیۡنَاۤ اَنۡکَالًا وَّ جَحِیۡمًا وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّۃٍ وَّ عَذَابًا اَلِیۡمًا (ہمارے پاس بیڑیاں اور دوزخ اور گلے میں اٹکنے والے کھانے اور دردناک عذاب ہیں) تلاوت فرمائی۔ اس وقت آپؐ کے پیچھے حمران بن اعین رضی اللہ عنہ تھے وہ مُردہ ہو کر گر پڑے۔

یزید رقاشیؒ کی نصائح ایک روز یزید رقاشیؒ عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس گئے تو عمرؒ نے انہیں کوئی نصیحت کرنے کو کہا۔ انہوں نے فرمایا اے امیر المومنین! آپ پہلے خلیفہ نہیں ہیں جو مریں گے۔ یہ سن کر عمرؒ رو دیئے اور مزید نصیحت کرنے کو کہا۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین آپؒ کے اور آپؒ کے دادا آدمؑ کے درمیان جتنے باپ ہیں ان میں سے اس وقت کوئی زندہ نہیں۔ عمرؒ پھر رو دیئے اور مزید نصیحت کے لئے کہا۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ جنت اور دوزخ کے مابین اور کوئی منزل نہیں، یہ سن کر امیر المومنین عمرؒ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

حسن بن صالح رحمہ اللہ تعالےٰ ایک مرتبہ اذان دے رہے تھے جب اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پر پہنچے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ لوگ ان کو منار سے اٹھا کر لائے، پھر ان کے بھائی نے منار پر چڑھ کر اذان کہی اور نیچے آکر نماز پڑھائی۔

حسن ؒ اس وقت تک بے ہوش ہی رہے۔ ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے
ہیں میں نے حسن یعنی ابن صالح رحمہ اللہ تعالےٰ سے زیادہ صاحب خشوع کسی
کو نہیں دیکھا۔ ایک رات صبح تک سورۂ عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ بار بار پڑھتے رہے
اور فجر تک غشی ہوتی رہی اور سورت ختم نہ ہوئی۔ جب ہوش میں آتے تو طہارت
کی تجدید کیا کرتے تھے۔

ایک روز داؤد طائی ؒ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو کسی عزیز
کی قبر پر رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کاش مجھے معلوم ہو کہ تیرے کون سے رخسارہ
کو کیڑے نے کھانا شروع کیا ہے۔ داؤد طائی ؒ غش کھا کر گر پڑے۔

شعوانہ زاہدہ رحمۃ اللہ علیہا اپنی مناجات میں کہتی تھیں کہ اے اللہ تو تمام کریموں
سے زیادہ کریم ہے اور سب سرداروں کا شہنشاہ اور مسلمانوں کی امید گاہ ہے۔
میں تجھ سے التجا کرتی ہوں کہ ان تمام لوگوں کو معاف کردے جو تیری سزا کے
جاننے کے بعد نافرمانی میں پڑتے ہیں۔ یہ کہہ کر ایک چیخ ماری اور بے ہوش
ہو کر گر پڑیں اور ان کے منہ سے ہاہ ہاہ کی آواز آتی رہی۔

تلاوت قرآن کا اثر | حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک روز
سورۂ تکویر پڑھ رہے تھے۔ جب وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (جب اعمالنامے
کھولے جائیں گے) پر پہنچے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور بہت دیر تک زمین پر تڑپتے
رہے۔ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک قاری کو یہ آیت پڑھتے سنا اِذَا
رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا (جب دوزخ ان
کو دور سے دیکھے گی تو وہ لوگ اس کا جوش و خروش سنیں گے) تو غش کھا کر گر پڑے۔ پھر اٹھا
کر گھر پہنچائے گئے اور ان کی ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نمازیں قضا ہو گئیں۔ مروی
ہے کہ یہ قاری اپنے محلہ میں امام تھے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت عبد اللہ

بن مسعودؓ نے پڑھی تھی۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے سفیان ثوریؒ نے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی اور پھر آسمان کی طرف دیکھا تو غش کھا کر گر پڑے دارانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ محض آسمان کی طرف دیکھنے سے نہیں ہوا بلکہ قیامت کے احوال میں فکر کرنے کا نتیجہ تھا۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اپنا کوئی قصور یاد آتا تو غشی طاری ہو جاتی اور ان کے دل کی دھڑکن بہت دور سے سنائی دیتی تھی۔ کسی نے ان سے کہا آپ خلیل الرحمٰن ہیں اور پھر اس قدر غم کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ جب میں اپنا قصور یاد کرتا ہوں تو اپنے مرتبہ خلت کو بھول جاتا ہوں۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے ایک روز فجر کی نماز میں سورۂ یٰسین پڑھی اور جب اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ (وہ ایک ہی تند آواز ہو گی جس سے تمام ہمارے پاس حاضر ہو جائیں گے) تک پہنچے تو ان کا بیٹا علیؒ بے ہوش ہو گیا اور طلوع آفتاب تک ہوش میں نہ آیا۔ اس کی یہ حالت تھی کہ جب کسی سورت کے پڑھنے کا قصد کرتا تو اس کو تمام نہ کر سکتا تھا اور سورۂ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ اور سورۂ اَلْقَارِعَةُ کو کبھی سن ہی نہ سکتا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے والد فضیل رحمہ اللہ تعالےٰ مسکرائے۔ لوگوں نے پوچھا اس کا کیا سبب ہے آپ تو نہایت غمگین رہا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالےٰ کو اس کی موت مرغوب ہے اس لئے مجھے اللہ کی پسند مرغوب ہے۔ علی موصوف اپنے والد سے درخواست کیا کرتے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ سے دعا فرمائیں تاکہ میں ایک پوری سورت سن سکوں یا پڑھ سکوں

پہلے قرآن مجید ختم کروں اگرچہ ایک ہی بار ہو۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرمایا کرتے تھے کہ پہلے جب کوئی شخص رات میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا تو صبح کے وقت لوگ اس کے چہرے میں شدتِ تغیر، زردیٔ رنگ اور لاغری، و پژمردگی کے اثرات محسوس کرتے تھے لیکن اب یہ حالت ہوگئی ہے کہ جب کوئی رات کو پورا قرآن بھی پڑھتا ہے تو صبح کے وقت اس کے چہرہ سے اس کا کچھ اثر ظاہر نہیں ہوتا گویا اس نے محض اپنی چادر کا بوجھ ہی اٹھایا تھا۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک قاری کو یہ آیت پڑھتے سنا وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ (اور ان تمام کی وعدہ گاہ جہنم ہے) تو چیخ اٹھے اور ہاتھ سر پر رکھ لیا اور تین دن تک حیران و پریشان پھرتے رہے۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ کہاں جاتے ہیں۔

پس اے دوست اپنے سلف کے احوال میں غور کر اور دیکھ کہ تجھے بھی اپنے رب عزّوجلّ کا کلام سننے سے کبھی حقیقی یا ریا کے طور پر غشی ہوئی ہے یا تیری قساوتِ قلب کے باعث کبھی ایسا نہیں ہوا۔ پس تو ڈرنا رہ اور بھوکا رہنا اختیار کر کیونکہ اس سے تیرا دل نرم ہوگا، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۱۴۔ موت سے قبل توبہ

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ ہر مرض میں اُن کے دل اس خوف سے گھبراتے کہ یہ ان کی اجل کا آخری وقت ہو اور وہ توبہ بھی نہ کر سکیں۔ اور نہ حقوق کی ادائیگی ہو سکے، پس وہ آخرت کی طرف نافرمان بن کر جائیں جیسے کہ وہ غلام جس نے اپنے آقا کے حرم میں بدکاری کی ہو اور اسے آقا کی حالتِ غضب میں اس کے سامنے پکڑ کر لے آئیں۔ وللہ المثل الاعلیٰ۔

ایک مرتبہ حسان بن سنان رحمہ اللہ بیمار ہوئے ان کے دوست عیادت کو آئے اور حال دریافت کرنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ اگر جہنم کی آگ سے بچ جاؤں تو اچھا ہوں۔ پھر انہوں نے دریافت کیا آپ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا مرنے سے پہلے ایک لمبی رات مل جائے جس کو نماز اور استغفار ہی میں تمام کر دوں۔

مالک بن دینارؒ کا عہد | مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں ایک ہمسائے کے گھر گیا جو مرضِ موت میں مبتلا تھا، وہ ایک گناہگار آدمی تھا میں نے اس سے کہا کیا تو اللہ تعالیٰ سے عہد نہیں کرتا کہ تو کبھی گناہ نہیں کرے گا ممکن ہے کہ تو اسی عہد پر مر جائے۔ مالکؒ کہتے ہیں میں نے گھر کے اندر سے ایک آواز سنی کہ اگر اس کا عہد ایسا ہو جیسا کہ تمہارے ساتھ کرتا ہے اور پھر توڑ دیتا ہے تو اس میں کچھ فائدہ نہیں، بلکہ اس سے غصہ اور بڑھتا ہے پس مالکؒ غش کھا کر گر پڑے۔

ربیع بن خثیمؒ جب مرضِ موت میں گرفتار ہوئے تو لوگوں نے اُن سے کہا

آپ طبیب کیوں نہیں بلواتے۔ وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمانے لگے اِیُّ
عَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِكَ كَثِیْرًا وَ
كُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِیْرًا ۝ دیکھاں ہیں عاد اور
ثمود اور اصحاب الرس اور ان کے درمیان دیگر بہت سی امتیں، ہم نے تمام کے سامنے مثالیں
بیان کیں اور تمام کو ہلاک کر دیا حالانکہ ان امتوں میں معالج اور اطبا وغیرہ موجود تھے
پھر بھی وہ تمام کی تمام ہلاک ہو گئیں۔ واللہ میں اپنے لئے ہرگز طبیب نہ بلاؤں گا۔

مغیرہ الخزاز کے پاس لوگ ان کے مرض موت میں گئے اور ان سے حال
دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا گناہوں سے لدا پڑا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا
کسی چیز کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، اللہ تعالےٰ موت سے پہلے ہر بری
بات سے توبہ کی توفیق دے۔

وہیب بن ورد رحمہ اللہ تعالےٰ بیمار ہوئے تو ان کے پاس امیر مکہ ایک
نصرانی طبیب لے کر گئے۔ طبیب نے دریافت کیا کیا تکلیف ہے؟ انہوں نے
فرمایا معاذ اللہ میں تجھے اپنی تکلیف ہرگز نہیں بتاؤں گا۔ لوگوں نے عرض کی آپ
ہمیں بتائیں ہم اسے بتا دیں گے۔ انہوں نے فرمایا سبحان اللہ یہ لوگ کیسی عقلوں
کے مالک ہیں کہ مجھے اللہ تعالےٰ کی شکایت اس کے دشمن کے پاس کرنے کو
کہتے ہیں، تم سب یہاں سے چلے جاؤ۔

سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں ہم فضیل بن عیاضؒ کی عیادت کو گئے تو فرمانے
لگے اگر تم میرے پاس نہ آتے تو مجھے یہ بات تمہارے آنے سے زیادہ پسند تھی
میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تمہارے پاس اپنے رب عزوجل کی شکایت نہ کروں۔

یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم کسی مریض کی عیادت کو گئے ہم نے
اس کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا جب میں دنیا میں آیا تھا تو ناخوش تھا پھر

اس میں ظالمانہ زندگی بسر کی۔ اب میں اس سے علیحدہ ہوتا ہوں تو پشیمان ہوں۔

حسن بصری رحمۃ اللہ تعالےٰ عطا سلمیؒ کے پاس ان کی بیماری کی حالت میں گئے۔ ان پر صفرا کا غلبہ تھا۔ حسن بصریؒ نے کہا اے عطا اگر تم صحن میں بیٹھو تو اچھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا میں اپنے رب سے شرماتا ہوں کہ وہ مجھے اپنے حظِ نفس کے لئے سعی کرتے دیکھے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ بیمار ہوئے تو ان کے لئے طبیب لائے۔ طبیب نے ان کو دیکھا اور کہا کہ ان کا جگر خوفِ الٰہی کے مارے پھٹ گیا ہے، میں اس کا علاج نہیں کر سکتا۔ ابوبکر عیاشؒ بیمار ہوئے تو ان کے پاس ایک نصرانی طبیب آیا انہوں نے اسے ہاتھ لگانے سے روک دیا۔ جب وہ اٹھ کر چلا تو انہوں نے اس کو جاتے ہوئے دیکھا اور فرمایا اے اللہ جیسے تو نے مجھے کفر کی تکلیف سے نجات دی ہے ایسے ہی جو تیری مرضی ہو میرے ساتھ کر۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اکابر کے سوا بہت کم مریض ان چار خصلتوں سے بچ سکتے ہیں۔ طمع، جھوٹ، شکوہ اور ریا۔

مرض کے شکرانہ میں صدقہ | شداد بن حکیمؒ جب بیمار ہوتے تو مرض کے شکرانہ میں سو درہم صدقہ کرتے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب بیمار ہوتے تو طبیب کے مشورہ کے مطابق عمل نہ کرتے۔ لوگوں نے ایک دفعہ ان سے کہا آپ طبیب کیوں نہیں بلاتے؟ انہوں نے فرمایا بخدا اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ تندرستی میرے کان کو ہاتھ لگانے میں ہے تو میں کان کو کبھی ہاتھ نہ لگاؤں۔ اللہ عزّ وجلّ جو کرتا ہے اچھا کرتا ہے۔

مرض موت میں اہل اللہ کے ارشادات | لوگ یحییٰ بن معاذؒ کی عیادت کو آئے اور ان کا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا میں نے دنیا میں ظالمانہ زندگی بسر کی ہے۔

امام شافعیؒ سے لوگوں نے حال دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا میں دنیا سے رخصت ہونے کو ہوں اور میرے بداعمال میرے سامنے آنے والے ہیں اور میں خدا کے فضل پر بھروسہ کئے ہوئے ہوں۔

داؤد طائیؒ کے پاس ان کی بیماری میں ایک امیر آیا اور اس نے ایک ہزار دینار ان کے پہلو میں رکھ دیے اور کہا کہ انہیں اٹھا لیں۔ اللہ آپ کو آرام دے پھر دریافت کیا کیا کوئی اور ضرورت ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں، آج کے بعد پھر تم میرے پاس نہ آنا۔ پھر حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ میری برائی کو موت سے پہلے اور جاری بنانا چاہتا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس لوگ عیادت کو گئے اور ان سے دریافت کیا آپ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا موت سے پہلے اپنے دوست یوسف بن اسباطؒ کو ایک نظر دیکھ لوں۔

حاتم اصمؒ کسی بخیل کو مرض موت میں خیرات کرتے دیکھتے تو فرماتے اللہ اسے ہمیشہ بیمار رکھ کیونکہ بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ ہے اور فقراء کے لئے بھی بہتر ہے۔

محمد بن سیرینؒ سے لوگوں نے مرض موت میں ان کی حالت دریافت کی۔ انہوں نے فرمایا میں شدید بلا میں گرفتار ہوں۔ اگر بھوکا ہوتا ہوں تو سیر نہیں ہوتا پیاس لگتی ہے تو بجھتی نہیں اور سونا چاہتا ہوں تو نیند نہیں آتی۔ کہتے ہیں کہ محمد بن سیرینؒ بیماری کی حالت میں بہت کم شکایت کیا کرتے تھے لیکن یہ مرض ان پر بھاری ہوا اور اس کے جھیلنے کی طاقت نہ رکھتے تھے اس لئے وہ دوستوں سے کہتے کہ مہربانی کر کے میرے لئے دعا کرو۔

ایک دفعہ فضیل بن عیاضؒ بیمار ہوئے۔ لوگوں نے ان سے حال دریافت

کیا تو فرمانے لگے راضی ہوں مگر میرے لئے لمبی بیماری کی دعا کرو تاکہ میں لوگوں کو نہ دیکھوں اور نہ لوگ مجھے دیکھیں۔

ابوبکر بن عبداللہؒ کے پاس لوگ عیادت کے لئے گئے۔ ابوبکرؒ گود آدمیوں کے سہارے سے باہر آئے تو لوگوں نے دعا کے لئے عرض کی۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالےٰ اُس شخص پر رحم کرے جو اپنے رب کی طاعت میں مشغول ہو اس سے پہلے کہ اُس پر میرے جیسی حالت وارد ہو۔

ہاموی کے پاس لوگ آخری وقت میں عیادت کے لئے گئے تو ہاموی اپنے خادموں کو کہہ رہا تھا میرے لئے گودڑے کی جھول بچھاؤ اور اس پر خاکستر پھیلاؤ۔ چنانچہ انہوں نے تعمیل کی۔ پھر وہ اس پر لوٹنے لگا اور کہا اے دائمی ملک کے بادشاہ! فانی ملک کے بادشاہ پر رحم کر۔

عتبہ غلامؒ کے پاس ان کے مرضِ موت میں لوگ آئے اور حال پوچھا تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

خرجت من الدنیا وقامت قیامتی — غداة اقلّ الحاملون جنازتی

وعجّل اهلی حفر قبری وصیّروا — خروجی وتعجیلی الیه کرامتی

کانهم لم یعرفوا قط صورتی — غداة اتی یومی علیّ یبتلینی

(ترجمہ) میں دنیا سے نکلا اور جس روز جنازہ اٹھانے والوں نے میرا جنازہ اٹھایا تو میرے لئے قیامت قائم ہو گئی اور میرے عزیزوں نے قبر کھودنے میں جلدی کی اور اس کی طرف جلد لے جانے میں میری عزت خیال کی جس روز میری موت کا دن اور اس کی رات میرے پاس آئی ان کی یہ حالت تھی کہ گویا وہ مجھے پہچانتے بھی نہ تھے!

حضرت عمر فاروقؓ اور سلمان فارسیؓ کے آخری الفاظ

عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے جب نیزہ مارا گیا تو انہوں نے تھوڑا سا دودھ

منگوا کر پیا، لیکن وہ اُن کے زخم سے باہر نکل آیا۔ انہوں نے اللہ اکبر کہا
یہ سن کر لوگ ان کی تعریف کرنے لگے۔ انہوں نے فرمایا بخدا مجھے دنیا سے
جیسا میں خالی ہاتھ آیا تھا ایسا ہی خالی جانا پسند ہے۔ اگر آج تمام چیزیں جن
پر سورج نکلتا ہے اور غروب ہوتا ہے میری ہوتیں تو بھی میں ان کو قیامت
کے خوف سے صدقہ کر دیتا۔

سلمان فارسیؓ کا وقت وفات قریب آیا تو وہ رونے لگے اور فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وصیت کی تھی کہ تمہارا دنیاوی سامان اتنا
ہونا چاہیئے جتنا سوار کا توشہ لیکن افسوس کہ ہم نے اس قدر مال و متاع جمع کر
لیا ہے یہ کہتے ہوئے اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا جب اُن کا انتقال ہو
گیا تو تمام اسباب کی قیمت صرف پندرہ درہم لگائی گئی۔

ابراہیم نخعیؒ کا جب وقت موت آیا تو روئے۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی
تو فرمایا میں اپنے رب کے قاصد کا منتظر ہوں۔ معلوم نہیں وہ جنت کی خوشخبری
سناتا ہے یا دوزخ کی۔

محمد بن منکدرؒ کی موت کا وقت آیا تو وہ روئے۔ لوگوں نے پوچھا آپ
کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں ان گناہوں پر روتا ہوں جنہیں میں اپنی
نظر میں حقیر خیال کرتا تھا مگر وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑے ہیں۔

محمد بن سیرینؒ کا انتقال ہونے لگا تو وہ روئے۔ لوگوں نے دریافت کیا
آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا گذشتہ زندگی میں کوتاہی اور نارِ جہنم میں جانے
پر روتا ہوں۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کی آخری مناجات عمر بن عبدالعزیزؒ کی وفات قریب آئی تو فرمانے
لگے۔ اے اللہ میں نے گناہ کئے ہیں، اگر معاف کر دے تو تجھ پر احسان ہے

اور اگر عذاب دے تو تیرا عدل ہے ظلم نہیں ہے۔ لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پھر جاں بحق ہو گئے۔

عامر بن قیسؒ کی وفات کا وقت آیا تو روئے اور فرمانے لگے میں موت کے ڈر سے نہیں روتا اور نہ مجھے دنیا کی حرص ہے بلکہ میں اپنے رب کی جی بھر کر طاعت نہ کرنے پر اور سردیوں کی راتوں میں قیام نہ کرنے پر روتا ہوں۔

عبداللہ بن مبارکؒ جب فوت ہونے لگے تو اپنے غلام سے کہا میرا سر مٹی پر رکھ دو۔ غلام رونے لگا۔ انہوں نے رونے کا سبب پوچھا۔ اس نے عرض کی مجھے آپ کا وہ آرام یاد آیا ہے جس میں آپ تھے اور اب آپ وہی ہیں کہ اس حالت میں جان دیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ میں ایسی حالت ہی میں مروں۔ پھر فرمانے لگے اے دوست جب حالت بدل جائے تو مجھے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہ کی تلقین کرنا اور ایک دفعہ تلقین کر کے دوبارہ نہ کرنا مگر جب میں اس کے بعد کوئی اور کلام کر دوں۔

عطاء بن یسار رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شیطان آیا اور کہنے لگا اے احمد تو دنیا سے اس حال میں جا رہا ہے کہ مجھ سے مامون ہے۔ انہوں نے فرمایا میں ابھی تیری عداوت سے مامون نہیں ہوں۔

حسن بصری رحمۃ اللہ تعالےٰ ایک آدمی کے پاس گئے جو نزع کی حالت میں تھا تو فرمانے لگے جس کام کا انجام ایسا ہو اس سے شروع ہی سے بے رغبتی لازم ہے۔

ابوذرؓ کا وقتِ وفات قریب آیا تو فرمانے لگے اے موت گلا گھونٹنے میں

جلدی کر کیونکہ میں اللہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ ایک مرتے ہوئے شخص کے پاس گئے تو اسے الحمد للہ کہتے پایا۔ انہوں نے کہا بھائی تم نے اچھا کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جب کسی امر کا حکم کرتا ہے تو بندہ سے اپنی تعریف سننا پسند کرتا ہے۔ سفیان ثوریؒ ایک لڑکے کے پاس گئے جو نزع میں مبتلا تھا اور اس کے والدین رو رہے تھے۔ لڑکا کہنے لگا مت روؤ میں اس کے پاس جاتا ہوں جو میرے ساتھ تم سے بڑھ کر مہربان ہے۔

معاویہؓ کی دعا | معاویہ بن ابی سفیانؓ کے انتقال کا وقت آیا تو فرمانے لگے اے اللہ ایک نہایت سخت دل گنہگار بوڑھے پر رحم کر۔ اے اللہ میری لغزش معاف کر دے اور خطائیں بخش دے اور اس جاہل پر نرمی کر جو تیرے سوا کسی پر بھروسا نہیں کرتا اور نہ کسی سے امید رکھتا ہے پھر دھاڑیں مار کر رونے لگے۔

ہشام بن عبدالملکؒ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو اپنی اولاد کو دیکھا جو ان کے پاس رو رہی تھی اور کہنے لگے ہشام نے تمہارے لئے دنیا بخش دی اور تم اس پر روتے ہو اور اس نے جو کچھ جمع کیا تمہارے لئے چھوڑ دیا اور تم نے اس پر اس کے کمائے ہوئے گناہ چھوڑے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے معاف نہ کیا تو ہشام کا انجام کیسا برا ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو وہ روئے۔ لوگوں نے دریافت کیا کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا طویل سفر، توشہ کی قلت، ضعف یقین اور پل صراط سے دوزخ میں گرنے کا ڈر ہے۔

پس اے دوست اپنی حالت پر غور کر کیونکہ موت ہر وقت حاضر ہے۔ ایک سانس بھی تیرے قبضہ میں نہیں کہ دوبارہ آئیگا یا نہیں۔ روز و شب بکثرت استغفار کر کیونکہ تو دریا کے گرتے ہوئے کنارے پر کھڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی تیری ہدایت کا کفیل ہوا اور وہی صالحین کی کفالت کرتا ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۱۵۔ دُنیا پر عبرت کی نظر

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ دنیا اور اس کی خواہشات کو عبرت کی نظر سے دیکھتے نہ کہ محبت کی نظر سے، چنانچہ جمہور سلف صالح رضی اللہ عنہم کا یہی دستور رہا ہے۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے دریافت کیا اے سعد تم کہاں تھے؟ انہوں نے عرض کی کہ میں جنگل میں ایسے لوگوں کے پاس تھا جن کو کھانے پینے اور شہوانی کی لذات نے گرفتار کر رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے اس سے زیادہ عجیب بات نہ بتلاؤں؟ سعدؓ نے عرض کی کہ ضرور بتائیں۔ آپ نے فرمایا وہ شخص جو ایسی باتوں کی برائی کو جانتا ہوا اور پھر وہ اس قسم کی باتیں کرے۔ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص دُنیا کی حالت میں غور کرتا رہے اور عبرت حاصل کرتا رہے اس کے اعمال میں نقص نہیں ہوتا۔

دنیا سے عبرت کب حاصل ہوتی ہے؟ حاتم اصم رحمہ اللہ تعالٰے سے کسی نے پوچھا کہ آدمی کب اس قابل ہوتا ہے کہ اس کو دنیا سے عبرت حاصل کرنے والا سمجھا جا سکے؟ آپ نے فرمایا جب یہ بات سمجھ میں آجائے کہ دنیا کی ہر چیز کا انجام بربادی ہے اور دنیا دار کا انجام کار مٹی میں جانا ہے۔

یحیٰی بن معاذ رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں تجھے مناسب ہے کہ دنیا میں تیری نظر عبرت کے لئے ہو اور اس میں تیرا سعی اضطراری ہو اور اس کو ترک کرنا

تیرے اختیار میں ہو۔

حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جس شخص کے گھر سے جنازہ نکلے
اور پھر وہ عبرت حاصل نہ کرے تو نہ اس کے لئے علم نافع ہے نہ حکمت و نصیحت۔

زمین دو آدمیوں پر تعجب کرتی ہے

احمد بن حربؒ فرماتے تھے کہ زمین دو آدمیوں پہ
تعجب کرتی ہے ایک اس شخص پر جو اپنے سونے کے لئے بستر کرے اور اس
کو گدگدا بنائے۔ زمین اسے کہتی ہے اے ابن آدم! تو اس بات کو کیوں نہیں یاد
کرتا کہ تجھے میرے اندر زمانہ دراز تک بستر کے بغیر لیٹنا اور بوسیدہ ہو جانا ہے
دوسرے اس شخص پر تعجب کرتی ہے جو اپنے بھائی سے کسی قطعۂ زمین پر تنازع
کرتا ہے۔ زمین اسے کہتی ہے تو اس زمین کے پہلے مالکوں پر کیوں نہیں غور کرتا
کہ کتنے لوگ اس کے مالک بن کر جا چکے ہیں اور اس میں قیام نہیں کر سکے۔

مالک بن دینارؒ فرماتے تھے کہ جس شخص کی بصارت اور بصیرت اس
دارِ دنیا سے دارِ آخرت کی طرف عبرت حاصل نہ کرے وہ محجوب القلب اور
قلیل العمل ہے۔

ابراہیم بن ادہمؒ فرماتے تھے کہ ابراہیم تیمیؒ اپنے گھر کے صحن میں پیشاب کیا
کرتے تھے۔ ایک رات وہ اپنے حجرے سے پیشاب کرنے کے لئے نکلے تو صبح
تک وہیں کھڑے رہے۔ لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمانے
لگے جب میں نے پیشاب کرنا چاہا تو مجھے اہلِ دوزخ اور ان کی تکالیف
کا خیال آگیا پس صبح تک وہ اپنی زنجیروں اور بیڑیوں میں مجھ پر پیش ہوتے
رہے اس لئے نیند نہ آئی۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کی بیوی فاطمہؒ فرماتی تھیں کہ بخدا عمر کو نہ زہر دیا گیا اور
نہ ان کو کسی نے قتل کیا جیسا کہ کہا جاتا ہے بلکہ وہ خوفِ الٰہی اور آگ کے

ڈر سے فوت ہو گئے۔

حضرت داؤد کی کیفیت ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام ایک گرم تنور کے پاس سے گزرے تو دوزخ کی آگ یاد آ گئی جس سے وہ اسی وقت کانپنے لگے اور چلّائے اور قریب تھا کہ ان کے اعضا اور جوڑ ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں۔ لوگوں نے ان کے اعضاء رسیوں سے باندھ دیئے یہاں تک کہ وہ کچھ کچھ حرکت کر سکیں اور اسی طرح کئی دن تک بندھے رہے۔ گرمی کے زمانہ میں فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ ہم تو تیرے آفتاب کی گرمی برداشت نہیں کر سکتے تیری آگ کی گرمی کیونکر برداشت کریں گے۔

یزید بن مرثد رحمہ کی آنکھیں ہمیشہ آنسو بہاتی رہتیں۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا اگر اللہ سبحانہ وتعالےٰ مجھے کہتا کہ اگر تم نے نافرمانی کی تو تجھے حمام کے پانی میں ڈالوں گا تو بھی مجھے آنکھوں سے خون بہانا چاہئیے تھا چہ جائیکہ اس نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میری نافرمانی کرے گا میں اس کو آگ میں جلاؤں گا۔

حضرت عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک قبرستان کے پاس سے گزرے تو ہاتف کو کہتے سنا کہ کتنے ہی صحیح البدن، ملیح صورت اور فصیح اللسان لوگ مٹی کے اندر چلا رہے ہیں!

احمد بن حرب رحمہ اللہ تعالےٰ فرمایا کرتے تھے میں نے انسانی عقل سے زیادہ کمزور کوئی چیز نہیں دیکھی جو دھوپ کے مقابلہ میں سایہ اختیار کرتی ہے مگر دوزخ کے مقابلہ میں جنت کو حاصل نہیں کرتی۔

پس اے دوست اس میں غور کر اور موجودات کو عبرت کی نظر سے دیکھ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۱۴۔ عفو و انتقام

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص
ان کو مارتا یا ان کا مال چھین لیتا یا ان کی بے عزتی کرتا یا اس قسم کی کوئی
اور تکلیف دیتا تو وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی پیروی
کرتے ہوئے معاف کر دیتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اپنی ذات کے
لئے بدلہ نہ لیتے تھے لیکن اگر محرمات کی حد توڑی جاتی تو انتقام لیتے تھے
جعفر بن محمد رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں معافی پر نادم ہونا میرے نزدیک
عقوبت پر ندامت سے زیادہ مرغوب ہے۔ حاتم اصم رحمہ اللہ تعالے فرماتے
ہیں یہ انصاف نہیں کہ تم اللہ کی نافرمانی پر لوگوں سے تو عداوت رکھو اور جب
تمہارا نفس اللہ کی نافرمانی کرے تو اس سے عداوت نہ رکھو۔ (میں کہتا ہوں)
اپنے نفس سے عداوت رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو بھوکا
پیاسا رکھ کر اور بستر پر نہ سو کر نیز اسی قسم کی باتوں سے سزا دے اور
اس کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے جیسا اس آدمی کے ساتھ کرتا ہے جس کو
وہ ناپسند کرتا ہے یعنی غصہ اور عدم شفقت کا اظہار کرے اور اس کے ساتھ
ایسا معاملہ نہ کیا جائے جیسا عاشق اپنے معشوق سے کرتا ہے۔

نفس کی تادیب: ابو یزید بسطامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک مرتبہ
اپنے نفس کو عبادت کے لئے بلایا لیکن اس نے انکار کیا تو میں نے اس کی
سزا میں اسے ایک سال تک پانی نہ دیا۔ مدائنی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں

سب سے بڑا بدلہ یہ ہے کہ کسی کو بدی کے ساتھ بدلہ دیا جائے۔ تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ تکلیف برداشت کرنا محبت پیدا کرتا ہے۔

کہتے ہیں ابن زبیر کے پاس ایک آدمی کو لائے جس نے کچھ جرم کیا تھا، انہوں نے جلاد کو کوڑے مارنے کے لئے بلوایا۔ اس شخص نے کہا میں اس ذات کے واسطے معافی مانگتا ہوں جس کے سامنے تو قیامت کے روز اس سے بڑھ کر ذلیل ہوگا جتنا میں تمہارے سامنے ہوں۔ ابن زبیر اسی وقت تخت پر سے اترے اور زمین پر منہ رکھ کر فرمایا کہ میں نے معاف کیا (میں کہتا ہوں) شاید انہوں نے قسم دینے والے کی تادیب کسی شرعی عذر کے لئے ترک کی۔ مثلاً حد کے قائم کرنے میں اس کے ترک کرنے سے بڑھ کر مفسدہ کا اندیشہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

سب سے گرامی قدر شخص کون ہے؟ قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال ہوا سب سے گرامی قدر شخص کون ہے؟ انہوں نے فرمایا جو زیادہ معاف کرتا ہو۔

ایک عورت نے مالک بن دینارؒ کا قرآن مجید اور تپائی اٹھا لی۔ وہ اس کے پیچھے پیچھے گئے اور فرمانے لگے میں ان چیزوں کا مالک ہوں، قرآن دے دے اور چاہے لے جا اور کوئی ذکر نہ کر۔

ابو سعید المقبریؒ فرماتے ہیں پوری معافی یہ ہے کہ ظالم سے بدلہ نہ لیا جائے اور اس پر رحم کیا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے معافی کی بہت دعا کی جائے۔ امام مالکؒ کو جب کوڑے لگائے گئے تو انہوں نے مارنے والے کو پہلے ہی کوڑے پر معاف کر دیا۔ یہی کیفیت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں مروی ہے جب ان کو کوڑوں سے مارا گیا وہ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کا اس میں کیا نقصان ہے اگر اس کے سبب اللہ کسی کو عذاب

نوٹ ۔

کعب احبار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنی عورت کے تنگ کرنے پر صبر کرے اللہ تعالیٰ اسے ایوب علیہ السلام جتنا اجر دے گا اور جو عورت اپنے خاوند کے ظلم پر صابر ہو اللہ تعالیٰ اسے آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا کے مثل اجر دے گا ۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ۔

۱۷۔ مسلمانوں کی حرمت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی حرمت کا بہت لحاظ رکھتے اور اُن کی نیکیوں سے محبت رکھتے کیونکہ یہ منجملہ شعائر اللہ کے ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کوئی مسلمان کسی مسلمان کو حقیر نہ جانے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر حقیر مسلمان بھی کبیر ہے۔

مومن کعبہ اور ملائکہ سے افضل ہے

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ سب سے بڑھ کر نیکی دوست کی عزت کرنا ہے۔ وہ کعبہ کی طرف دیکھتے تو فرماتے بے شک اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے تجھے عزت اور شرف و کرم بخشا ہے مگر مومن کی عزت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تجھ سے بڑھ کر ہے۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خبردار کسی عالم کو ایذا نہ دینا کیونکہ جس نے عالم کو ایذا دی اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن اللہ تعالیٰ کی نظر میں بعض فرشتوں سے مکرّم ہے۔

حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے پوچھا کہ مسلمان چور کا ہاتھ پانچ درہم کے بدلے کیوں کاٹا جاتا ہے حالانکہ ہاتھوں کا خون بہا پانچ سو دینار ہے؟ انہوں نے فرمایا چوری، ظالمانہ فعل اور ترک حرمت کے باعث۔

پس اے دوست اپنے آپ میں غور کر کہ کیا تو مسلمان علماء و صالحین کی تعظیم کرتا ہے جیسا کہ ہم نے ان کا ذکر کیا ہے یا ان کی تحقیر اور بے عزتی کرتا ہے اور اس وجہ سے فاسق بن چکا ہے۔ پس استغفار کر اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

۱۵۔ حُسنِ ادب

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ چھوٹے بڑے، متعلق وغیر متعلق اور عالم وجاہل ہر کسی کے ساتھ حُسنِ ادب سے پیش آتے۔ چنانچہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو فرمایا فَقُولَا لَہٗ قَوۡلًا لَّیِّنًا (فرعون کے ساتھ نرم کلامی سے پیش آؤ) باوجودیکہ فرعون پہلے درجے کا بدکار کافر تھا۔

علوِ مرتبت ادب پر موقوف ہے علماء کا اتفاق ہے کہ علوِ مرتبت زیادتی ادب پر موقوف ہے، اور ادب فی الاصل اپنے میں نقص دیکھنے اور دوسرے کو باکمال سمجھنے کا نام ہے برعکس بے ادب کے کہ اس میں یہ صفت نہیں ہوتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کا اپنے دوست کو تیز نظر سے دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ میمون بن مہرانؒ جب کسی دعوت میں بلائے جاتے تو وہ بچوں اور مسکینوں میں بیٹھتے اور دولت مندوں سے علیحدہ رہتے۔

سعید بن عامر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب کوئی شخص کسی انسان کو کسی ایسی صفت کے ساتھ موصوف کرتا ہے جو اس میں نہیں ہوتی تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک روز ایک ناواقف نے ان کو یا اصلحؓ اوتنیہ کہہ کر پکارا تو انہوں نے اسے کہا اے دوست تجھے تو فرشتوں کی لعنت کی ضرورت نہ تھی!

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں سب سے

بڑھ کر عارفِ الٰہی وہ ہے جو اہلِ کلمہ کی زیادہ تعظیم کرے۔ بکر بن عبد اللہ
مزنیؒ فرماتے ہیں جب تم کسی اپنے سے بڑے کو دیکھو تو اس کی تعظیم کرو
اور سمجھو کہ اس نے اسلام لانے اور نیک عمل کرنے میں تم سے سبقت کی ہے
اور اگر تم کسی اپنے سے چھوٹے کو دیکھو تو بھی اس کی تعظیم کرو اور سمجھو کہ
تم نے اس سے پہلے گناہوں میں سبقت کی ہے اور جب لوگ تیری تعظیم
کریں تو سمجھو کہ یہ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے اور تم اس کے مستحق نہیں ہو
اور اگر لوگ تیری اہانت کریں تو جان لو کہ یہ تمہارے کسی گناہ کے باعث
ہے اور اگر تم نے اپنے پڑوسی کے کتے کو پتھر مارا تو گویا تو نے اپنے
پڑوسی کو اذیت پہنچائی۔

وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں جب بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے بکثرت سوال کرنے شروع کئے اور ان کو پریشان کر دیا تو اللہ
سبحانہٗ و تعالےٰ نے حضرت موسیٰؑ کی تعظیم کے لئے ایک ہی دن میں ایک
ہزار نبیوں پر وحی نازل فرمائی تاکہ وہ موسیٰ کی تکریم کے لئے ان کے
مددگار ہوں۔ پس تمام لوگ ان نبیوں کی طرف مائل ہو گئے۔ اس سے
موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں غیرت کی تو اللہ سبحانہٗ و تعالےٰ نے
تمام کو ایک ہی دن میں مار ڈالا (میں کہتا ہوں) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
کی غیرت بھی محمود ہے کیونکہ انبیاء اپنی عصمت کے ساتھ حظِ نفسانی سے
بری ہیں اور اللہ تعالےٰ کا ان انبیاء کو مارنا عذاب کے طور پر نہ تھا بلکہ
محض تقدیر کے مطابق تھا کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امداد کے بعد ان
کی اجل پوری ہو جائے گی۔

محمد بن واسعؒ فرماتے ہیں بندہ مقامِ احسان تک اس وقت تک نہیں

پہنچ سکتا جب تک کہ وہ اپنے ہر ایک دوست سے احسان نہ کرے خواہ
ان کی صحبت ایک ساعت ہی ہو یہاں تک کہ جب وہ بکری کو فروخت کرتے
تو خریدار کو اس کے ساتھ سلوک کرنے کی تاکید کرتے اور کہتے کہ یہ کچھ عرصہ
ہمارے پاس رہی ہے۔

حاتم اصمؒ کا قول | حاتم اصم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے لوگوں نے اخلاق میں
تین باتیں چھوڑ دیں۔ دوستوں کے حسن اخلاق کی قدر کرنا۔ اُن کے عیوب
کو پوشیدہ رکھنا اور ان کی تکالیف کا برداشت کرنا۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وہ قوم نہایت بُری ہے
جس میں اگر مسلمان مالدار ہوں تو ان کی تعریف کریں اور اگر تنگ دست
ہوں تو ان کو ذلیل جانیں، کوئی کم عمر کسی عمر رسیدہ کے آگے ہو کر نہیں
چلتا سوائے اس کے کہ اس کو نیکی سے محروم ہونے کی سزا دی جائے۔

لوگوں نے فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ کے سامنے ایک آدمی کی
تعریف کی اور بیان کیا کہ وہ کھجور اور گھی کا مالیدہ نہیں کھاتا۔ انہوں نے
کہا اس کے چھوڑنے سے کیا ہوتا ہے بلکہ اس کی صلہ رحمی کی طرف غور
کرو اور اس کے غصہ پینے اور ہمسایوں، بیواؤں اور یتیموں کے ساتھ سلوک
کرنے کو دیکھو اور دوستوں کے ساتھ اس کے حسن خلق پر غور کرو۔

احمد بن حرب رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جو شخص لوگوں کو نیکی سکھلائے
اور ان کو راہ راست پر لائے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے چند
آدمی مزدوری پر مقرر کئے ہوں جو اپنے جسم اور مال سے اس کے کام کو
رات دن اس کی زندگی میں اور اس کی موت کے بعد بھی انجام دیتے
ہیں۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک آدمی کی نسبت سنا کہ وہ مال کا آرزومند ہے۔ انہوں نے اس سے دریافت کیا تو مال کو کیا کرے گا؟ اس نے جواب دیا مفلسوں کو بخش دوں گا۔ انہوں نے فرمایا مفلسوں کا بوجھ خدا ہی پر رہنے دے تاکہ تو ان کو اچھا سمجھتا رہے ورنہ جب ان کا بوجھ تجھ پر ہوا تو تو ان کو برا جاننے لگے گا اور وہ تیرے دل پر بھاری معلوم ہوں گے۔ نیز فرمایا تیرا اپنے مسلمان بھائی کی تعظیم کرنا یہ ہے کہ جب کسی دوسرے شہر میں اس کا کوئی ماتم ہو جائے تو تو اس کی تعزیت کو سفر کرے ابومعاویہ الاسود شام سے مکہ معظمہ میں فضیلؒ کے بیٹے علیؒ کی تعزیت کو آئے اور اس سفر سے ان کو نہ حج کرنا مقصود تھا نہ عمرہ۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں جس شخص کو یہ پسند ہے کہ اللہ تعالےٰ اسے قیامت میں نارِ جہنم سے محفوظ رکھے اُسے مسلمانوں پر رحم کرنا اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا ضروری ہے۔

والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک | محمد بن منکدرؒ رات کو قیام فرمایا کرتے لیکن جب ان کی والدہ صبح تک پاؤں دبانے کو کہتیں تو یہ ان کو اپنی نماز سے افضل معلوم ہوتا (میں کہتا ہوں) علماء نے مُرشد کے حق میں بھی یہی فرمایا ہے۔

کہمش بن حسن رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں میں اپنی والدہ کی خدمت کیا کرتا تھا اور ان کا پاخانہ اُٹھاتا تھا تو سلیمان بن علی نے میرے پاس ایک تھیلی بھیجی اور کہلایا کہ اس روپے سے ماں کی خدمت کے لئے ایک خادم خرید لے۔ میں نے انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ میری والدہ نے میرے بچپن میں کسی اور سے میری خدمت کروانا پسند نہیں کیا تھا ایسے ہی میں بھی بڑا ہو کر اس کی خدمت دوسرے کے سپرد کرنے پر راضی نہیں ہوں مورق عجلی رضی اللہ عنہ اپنی

والدہ کا سر خود دیکھا کرتے تھے اور کسی دوسرے کو نہ دیکھنے دیتے تھے۔
حسن بصریؒ آیت فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ (والدین کو کبھی اُف بھی نہ کہو) کی تفسیر میں فرماتے ہیں جب والدین عمر رسیدہ ہو جائیں اور بچہ ان کے پاخانہ وغیرہ کے اٹھانے کا متکفل ہو جیسا کہ وہ اس کے بچپنے میں کفیل رہے تو ان کو اُف نہ کہے اور نہ ان کو جھڑکے، اور نہ اس کی بدبو سے ناک پکڑے جیسا کہ وہ اپنی ناک نہیں پکڑا کرتے تھے۔ اور جو شخص اپنے باپ یا ماں کو نام لے کر آواز دے اس نے نافرمانی کی، پس اُس کو اے میرے باپ اور اے میری ماں کہہ کر پکارے، اور اگر وہ اپنے والدین کے آگے آگے چلے گا تو بھی نافرمانی ہوگی بجز اس صورت کے کہ ان کے سامنے سے تکلیف دہ اشیاء کو ہٹانا مقصود ہو جیسا کہ ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔

پس اے دوست اپنے تمام مسلمان دوستوں کے ساتھ حسنِ ادب سے پیش آ خصوصاً فقراء اور مساکین کے ساتھ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

۱۹۔ قیام لیل

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ گرمی ہو یا جاڑا ہر حال میں قیام لیل پر مداومت کرتے اور یوں سمجھتے کہ گویا یہ ان پر فرض ہے۔ چنانچہ فرماتے کہ جو فقیر رات کے وقت نیند کے غلبہ کے بغیر سو جائے اسے طریقت سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس خُلق سے بہت سے فقراء غافل ہیں اور وہ عوام و اہلِ دنیا کی طرح تمام رات بآرام سوتے ہیں بعض تو ہر صبح حمام میں جاتے ہیں اور طلوعِ آفتاب تک وہاں سے نہیں نکلتے۔ یہ لوگ حمام میں بغیر کسی شرعی ضرورت کے محض حظِّ نفسانی کے لئے جاتے ہیں۔ وہ شیخ نہایت بُرا ہے جو ہر روز صبح کے وقت حمام میں جائے اور عوام الناس اور مریدین اس کی یہ حالت دیکھیں۔

میدانِ شب کے وہ شہسوار جن کو میں نے پایا ہے ان میں سے آخری بزرگ شیخ محمد بن عنان ہیں جن کا معمول ہر شب پانسو رکعت تھا اور شیخ صالح صاحبِ احوال وکرامات شیخ فرج جو ناحیۂ شان شمون واقع شرقیہ کے رہنے والے تھے ۔۔۔ سیدی محمد بن عنان کے پاس آیا کرتے اور فرماتے اھلاً بِراعی الصلیب کیونکہ وہ قیام لیل پر مداومت فرماتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ جاڑے کے دنوں میں بھی تہجد کی نماز کوٹھے پر پڑھتے تھے۔

شب بیداری سے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ | حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم شب بیداری کا التزام کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے کے نیک لوگوں کا طریق ہے

اور اس سے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے اور اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور انسان گناہ سے رُکتا ہے اور جسم سے بیماری زائل ہوتی ہے۔

سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی والدہ فرمایا کرتی تھیں اے بیٹے تو رات کو نہ سویا کر، کیونکہ جو رات کو سوتا ہے وہ قیامت کے دن نیکیوں سے خالی ہاتھ آئے گا۔

اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ نے داؤد علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ اے داؤد! جو شخص میری محبت کا دعویدار ہے اور جب رات ہوتی ہے تو سو جاتا ہے وہ کاذب ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ فرشتوں کے سامنے اُس شخص پر فخر کرتا ہے جو سردیوں کی رات میں تہجد کے لئے اٹھے اور فرماتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ لحاف میں سے نکلا ہے اور اس نے میری خاطر دُنیا کو اور اپنی پیاری بیوی کو ترک کیا ہے اور میرا کلام پڑھ کر مجھ سے ہمکلام ہوا ہے تم گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا۔

نافع رضؓ سے منقول ہے کہ عبداللہ بن عمر رضؓ رات کو قیام فرماتے، پھر نافع رضؓ سے دریافت کرتے کیا سحر ہو گئی ہے؟ وہ کہتے کہ نہیں۔ اس پر آپ نماز میں مشغول ہو جاتے۔ پھر دوبارہ دریافت کرتے کیا سحر ہو گئی ہے؟ نافع رضؓ کہتے کہ ہاں۔ پھر وہ طلوعِ فجر تک استغفار کرتے رہتے۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہٗ فرماتے تھے کہ ایک رات یحییٰ بن زکریا علیہما السلام جَو کی روٹی سے سیر ہو کر سو گئے اور معمولِ شب قضا ہو گیا۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے اُن کی طرف وحی فرمائی کہ اے یحییٰ! اگر تو جنت الفردوس کی طرف ایک مرتبہ بھی جھانک لے تو تمہارا جسم گھُل جائے اور آنسو دل

کے بعد بیپ رونے لگے اور ٹاٹ کا لباس چھوڑ کر لوہا پہن لے۔

حضرت عمر فاروقؓ کا معمول | حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب قیام لیل کی کوئی آیت آتی تو غش کھا کر گر جاتے یہاں تک کہ کئی دن تک مریض کی طرح ان کی عیادت کی جاتی۔ وہ اپنے ایام خلافت میں نہ رات کو سوتے نہ دن کو بلکہ کبھی بیٹھے بیٹھے غنودگی سی ہو جاتی، وہ فرماتے تھے کہ اگر میں رات کو سوتا ہوں تو اپنے آپ کو کھوتا ہوں اور اگر دن کو سوتا ہوں تو رعیت کو کھوتا ہوں اور مجھے ان کے بارے میں بھی بازپرس ہو گی۔

عبداللہ بن مسعودؓ جب تمام لوگ سو جاتے تو تہجد کے لئے اٹھتے اور صبح تک اُن کی آواز شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی سی سنائی دیتی۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ جب غفلت سے زیادہ کھا لیتے تو تمام رات قیام کرتے اور فرماتے جب گدھے کو چارا زیادہ دیا جاتا ہے تو بھاری بوجھ اٹھانے میں اس سے کام بھی زیادہ لیا جاتا ہے۔

طاؤس رحمہ اللہ تعالےٰ رات کو اپنا بستر بچھاتے اور صبح تک اس پر کروٹیں لیتے رہتے اور بالکل نہ سوتے۔ بسا اوقات عشاء سے صبح تک ٹکٹکی باندھے کھڑے رہتے اور کئی دفعہ سر نیچے کئے فجر تک بیٹھے رہتے اور کلام نہ کرتے آپ فرماتے کہ جہنم کا ڈر عابدوں کی نیند اڑا لے گیا۔

سلف صالحین رضی اللہ عنہم اُس شخص کو جو تہجد کے لئے نہ اٹھتا اور سویا رہتا چہرے سے پہچان لیتے اور فرماتے ہم نے تجھے اللہ کے حضور میں نہیں دیکھا حالانکہ فلاں فلاں حاضر تھے۔ پھر ایک دوسرے کی طرف تحائف بھیجتے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے پر اس بنا پر نکتہ چینی کرتے تھے کہ وہ ایسے بستر پر سوئیں جو اُن کے لئے بچھایا گیا ہو۔ ایک بزرگ سفر سے

واپس آکر بستر پہ بیٹھے تو تکان کی وجہ سے رات کے ورد سے چوک گئے۔ اس پہ انہوں نے قسم کھائی کہ مرتے دم تک بستر پر نہ سوؤں گا۔

عبدالعزیز بن ابی داؤد رحمہ اللہ تعالےٰ کے لئے فراش بستر بچھاتے تو وہ بستر کو ہاتھ لگا کر فرماتے کہ تو نہایت نرم ہے مگر جنت کے بستر تجھ سے زیادہ نرم ہیں۔ پھر نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو صبح تک پڑھتے رہتے۔

فضیل بن عیاضؒ فرماتے تھے میں شب کو قیام کرتا ہوں، پھر فجر ہوتی ہے تو میرا دل دھڑکتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ دن نکل آیا ہے جس میں بڑی بڑی مصیبتیں ہیں۔

بشر حافی، ابوحنیفہ، یزید رقاشی، مالک بن دینار، سفیان ثوری، ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ علیہم مرتے دم تک ہمیشہ تمام رات قیام کرتے رہے ہیں۔ ایک دفعہ لوگوں نے بشر حافیؒ سے کہا کہ آپ رات کو ایک ساعت استراحت کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اتنا قیام فرمایا ہے کہ آپ کے پائے مبارک ورم کر جاتے تھے اور ان میں سے خون ٹپکنے لگتا تھا حالانکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے تھے تو پھر میں کیسے سو سکتا ہوں جب کہ مجھے یہ بھی علم نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے میرا ایک گناہ بھی معاف کیا ہے یا نہیں۔

گنہگار پہ قیام لیل بوجھل ہوتا ہے | حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جو شخص قیام لیل کو ترک کرتا ہے وہ کسی نہ کسی گناہ کے باعث ایسا کرتا ہے پس تم ہر شب غروب کے وقت اپنے نفوس کی پڑتال کرو اور اللہ سبحانہ وتعالےٰ کے ہاں توبہ کرو تاکہ رات کو قیام کر سکو، وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ رات کا قیام اس شخص پہ بوجھل ہوتا ہے جس کو گناہوں نے بوجھل کر رکھا ہے۔

ابوالاحوص فرماتے تھے ہم نے ایسے علماء اور عابدوں کو دیکھا ہے
جو تمام رات نہیں سوتے تھے، اور جب میں رات کو کسی مکان یا مسجد کے
پاس سے گزرتا تو اس میں سے شہد کی مکھیوں کی سی بھنبھناہٹ کی آواز آتی
تھی۔ لیکن ہمارے زمانہ کے لوگوں کو کیا ہوا کہ جس بات سے سلف ڈرتے
تھے اس سے یہ بے خطر ہو گئے ہیں۔

ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ عشاء سے فجر تک قدم جمائے نماز میں کھڑے
رہتے۔ پھر جب نماز سے فارغ ہوتے تو فرماتے اے اللہ مجھے آگ سے
بچا لے کیونکہ میرے جیسا شخص اس قابل نہیں ہے کہ تجھ سے جنت کا
سوال کر سکے۔

ابراہیم بن ادہم کی نصیحت ابراہیم بن ادہم سے کسی نے کہا میں رات کو قیام
نہیں کر سکتا مجھے اس کا علاج بتائیں۔ انہوں نے فرمایا دن میں اللہ تعالیٰ
کی نافرمانی نہ کر، وہ تجھے رات کو اپنے سامنے کھڑا کرے گا کیونکہ رات میں
اس کے سامنے کھڑے ہونا نہایت شرف کی بات ہے اور عاصی اس شرف
کا مستحق نہیں ہے۔

عتبۃ الغلام جب رات کو نماز کے لئے وضو کرتے تو فرماتے اے
اللہ میں نے اپنے نفس پر گناہوں اور برائیوں کا اتنا بوجھ لادا ہے جس
کے اٹھانے کی مجھے طاقت نہیں ہے حتیٰ کہ میں زمین میں دھنسا دیئے
جانے، مسخ کر دیئے جانے اور آگ میں داخل ہونے کا مستحق ہو گیا ہوں میں
تیرے سامنے تمام عرض معروض کرنے والوں کے پیچھے زمین پر کھڑا ہوتا ہوں
اس امید پر کہ شاید تو ان میں سے کسی کو معاف کرے تو مجھے بھی مغفرت کا
کچھ حصہ مل جائے۔

حسن بن صالح رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کی لونڈی رات کو قیام کیا کرتے۔ پھر انہوں نے لونڈی کو ایک قوم کے پاس بیچ دیا۔ جب عشاء کی نماز سے فارغ ہوئی تو وہ صبح تک نفل پڑھتی رہی اور ہر ساعت گھر والوں کو کہتی رہی اٹھو گھر والو، اٹھو نماز پڑھو! وہ کہتے تھے ہم تو صبح کو اٹھینگے یہ حالت دیکھ کر وہ حسن بن صالحؒ کے پاس آئی اور کہنے لگی تو نے مجھے ایسے لوگوں کے پاس فروخت کیا ہے جو تمام رات سوتے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ ان کی نیند دیکھ کر میں بھی سست نہ ہو جاؤں۔ پس حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم کھا کر اور ایفائے حق کے خیال سے اسے واپس لے لیا۔

رابعہ عدویہؒ کا معمول | رابعہ عدویہؒ ہر رات کو وضو کر کے خوشبو لگاتیں۔ پھر اپنے خاوند سے کہتیں کیا آپ کو کچھ ضرورت ہے؟ اگر وہ کہتے کہ نہیں تو پھر صبح تک نماز پڑھتی رہتیں اور اول شب میں دعا کرتیں کہ اے اللہ تمام آنکھیں سو گئی ہیں، اور تارے بیچے چلے گئے ہیں اور دنیا کے بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے ہیں لیکن ایک تیرا دروازہ ہے جو بند نہیں ہوتا پس تو مجھے بخش دے! پھر وہ نماز کے لئے قدم درست کرتیں اور فرماتیں اے اللہ تیری عزت وجلال کی قسم میں جب تک زندہ ہوں تیرے سامنے ہر شب صبح تک یوں ہی کھڑی رہوں گی۔

شب بیداری کے فضائل میں اقوال | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کم کھایا کرو تاکہ رات کو قیام کر سکو۔

ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ تمام رات نماز پڑھتے اور اپنے گھر والوں کو کہتے اٹھو نماز پڑھو کیونکہ رات کی نماز یوم قیامت کے اہوال سے

بہت آسان ہے۔

ابوالجویریہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے میں چھ ماہ تک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ رہا اور ان سے علیحدہ نہیں ہوا، میں نے ان کو کسی رات بھی زمین پر پہلو لگاتے نہیں دیکھا، لوگ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ کا رات کے لئے کوئی بستر نہ ہوتا تھا۔ سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر کوئی عابد، زاہد اور پرہیزگار نہیں دیکھا۔

فضیل بن عیاضؒ فرماتے تھے مروی ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ جب رات کو تجلّی فرماتا ہے تو کہتا ہے کہاں ہیں وہ جو دن میں میری محبت کا دعوےٰ کرتے ہیں؟ کیا ہر دوست اپنے دوست سے خلوت کرنا پسند نہیں کرتا؟ دیکھو میں صبح تک اپنے دوستوں کو جھانکتا ہوں کہ وہ میرے حضور میں مجھ سے بالمشافہ باتیں کریں، میں کل جنت میں اپنے دیدار سے اُن کی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں گا۔

مغیرہ بن حبیب رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں میں نے ایک رات بچشم خود دیکھا کہ مالک بن دینارؒ اپنی ڈاڑھی کو پکڑ کر عشاء سے طلوعِ فجر تک اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑے رہے، وہ رو رہے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ! مالک کے بڑھاپے پر رحم فرما۔ نیز کہتے ہیں کہ میں نے عبدالواحد بن زیدؒ کو مہینہ بھر دیکھا کہ رات کو ذرا نہ سوتے تھے اور ہر وقت گھر والوں کو کہتے تھے اٹھو یہ سونے کا مقام نہیں ہے کہ عنقریب تمہیں کیڑے کھائیں گے۔

صہیب عابد بصرہؒ کی ایک عورت کے غلام تھے۔ وہ تمام رات قیام فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن ان کی مالکہ نے کہا تجھے رات کو قیام کرنا دن کے کاموں میں تکلیف دے گا۔ انہوں نے فرمایا میں کیا کروں؟ جب جہنم کو یاد

کرتا ہوں تو میری نیند اڑ جاتی ہے۔

ازہر بن مغیث کا خواب ازہر بن مغیث رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں نے ایک رات خواب میں ایک نہایت حسین وجمیل حور بہشتی دیکھی۔ میں نے دریافت کیا کہ تو کس کے لئے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اُس شخص کے لئے جو جاڑوں کی راتوں میں قیام لیل کرے۔

علاء بن زیاد رحمہ اللہ تعالےٰ تمام رات قیام فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کی بیوی نے کہا آپ کچھ استراحت کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے اس کا کہنا مان لیا اور سو گئے۔ پس ان کو خواب میں ایک شخص ملا اور پیشانی کے بال پکڑ کر کہنے لگا اٹھ اور نماز پڑھ اور اپنے رب کی عبادت کے لطف کو مت کھو۔ وہ فی الفور اٹھے اور اپنے بال سیدھے کھڑے دیکھے۔ اُن کے یہ بال تا دمِ مرگ سیدھے کھڑے رہے۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ ایک رات بیت المقدس میں سوئے تو پتھر کی طرف سے ایک آواز آئی کہ رات کا قیام جہنم کے شعلہ کو بجھاتا ہے اور پل صراط پر قدموں کو مضبوط رکھتا ہے پس تم قیامِ لیل میں سستی نہ کیا کرو۔ اس واقعہ کے بعد انہوں نے تا دمِ مرگ قیامِ لیل ترک نہ کیا۔ پس اے دوست ان باتوں کو یاد رکھ اور ان پر عمل کر۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

باب دوم

۲۰۔ کسرِ نفسی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ نہایت کسرِ نفسی کرتے یہاں تک کہ ان میں سے بعض حضرات اپنے شاگردوں سے برکت حاصل کرتے اور اس کا خیال نہ کرتے کہ وہ اپنے شاگرد سے زیادہ عالم ہیں یا طریق شریعت میں اُس سے عمل میں بڑھ کر ہیں، یہ اس وقت کرتے جب کہ ایسا کرنے میں ان کو کسی قسم کے فتنہ کا خطرہ نہ ہوتا۔

امام شافعیؒ کا اپنے شاگرد امام حنبلؒ کا پیراہن چومنا

مروی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا قاصد امام احمد بن حنبلؒ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ تم عنقریب ایک عظیم مصیبت میں گرفتار ہونے والے ہو مگر اُس سے سلامتی کے ساتھ نکل جاؤ گے، یعنی قرآن مجید کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کے مسئلہ میں، جس وقت قاصد نے امام احمد رحمۃ اللہ تعالےٰ کو یہ خبر دی تو وہ امام شافعیؒ کے قاصد کے آنے پر خوش ہوئے اور اپنا کُرتہ اتار کر قاصد کو دے دیا۔ جب قاصد امام شافعیؒ کے پاس کُرتہ لے کر پہنچا اور ان کو خبر دی تو انہوں نے دریافت کیا کیا یہ قمیص امام احمد رحمۃ اللہ تعالےٰ کے بدن پر تھی اور اس کے نیچے اور کپڑا تو نہیں تھا اس نے عرض کیا کہ نہیں، تو امام شافعیؒ نے اُس کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا، پھر ایک برتن میں رکھ کر اس پر پانی ڈالا اور اسے مَل کر نچوڑ لیا اور اس غسالہ کو ایک شیشہ میں اپنے پاس رکھ لیا۔ جب ان کے ساتھیوں میں سے کوئی بیمار ہوتا تو اُس کو اس میں

سے تھوڑا سا بھیج دیتے۔ وہ اسے بدن پر ملتا تو اسی وقت شفایاب ہو جاتا۔
پس اے دوست امام شافعی علیہ الرحمہ کی تواضع کی طرف غور کر۔
حالانکہ امام احمد علیہ الرحمہ اُن کے شاگرد تھے، اور یہ اس بات کی دلیل ہے
کہ یہ لوگ اعمالِ صالحہ کی کثرت کے باوجود اپنے آپ کو کسی مسلمان سے بڑھ
کر نہ سمجھتے تھے برخلاف آج کل کے نقلی مشائخ کے، اور جن مشائخ کو ہم
نے دیکھا ہے ان میں سے وہ آخری بزرگوار جو اپنے شاگردوں سے محبت رکھتے
تھے اور ان سے برکت حاصل کرتے تھے اور آنکھوں کے مریضوں اور بیماروں
کو دعا کے لئے ان کے پاس بھیجتے تھے شیخ محمد بن عنان اور شیخ محمد سروی
رحمہا اللہ تعالےٰ تھے۔ شیخ محمد بن عنانؒ کے پاس جو بیمار دعا کے لئے آتا وہ
اسے شیخ یوسف حریثی رحمہ اللہ کے پاس بھیج دیتے اور شیخ محمد سرویؒ اس کو
شیخ علی حدیدیؒ کی طرف بھیج دیتے حالانکہ شیخ یوسفؒ اور شیخ علیؒ ان دونوں
شیخین کے شاگردوں میں سے تھے، اللہ تعالےٰ راستبازوں سے راضی ہو پس
اس میں غور کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام
جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

۲۱ - فاقہ کشی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ
شرعی طور پر بھوکے رہتے اور اگر ان کو کوئی حلال چیز کھانے کو نہ ملتی تو کئی
دن رات بھوکے رہتے۔ انہوں نے تجربہ سے معلوم کر لیا کہ کامل نورانیت
کا اور بہتری شکم کو خالی رکھنے میں ہے، یہاں تک کہ طبل کے بارے میں
مثل مشہور ہے کہ اس کی آواز بلند اور زوردار اس لئے ہوتی ہے کہ وہ
اندر سے خالی ہوتا ہے۔

عالم کو پیٹ بھر کر نہ کھانا چاہیئے | نیز انہوں نے کہا ہے کہ عالم کو نہ چاہیئے کہ وہ
پیٹ بھر کر کھانا کھائے بالخصوص تالیف کے زمانہ میں تاکہ قرآن و حدیث و
فقہ وغیرہ کے کمال فہم میں رکاوٹ نہ ہو کیونکہ پر شکم کا فہم ضعیف ہوتا ہے
اور اگر اس میں کسی کو شک ہو تو تجربہ کر کے دیکھ لے۔ ہم نے فقراء کی ایک
بڑی جماعت کو بھوک میں ثابت قدم دیکھا ہے یہاں تک کہ ان میں سے
بعض تو ہفتہ بھر میں صرف ایک بار رفع حاجت کے لئے جاتے اور بار بار
بیت الخلاء میں جا کر ننگے ہونے میں اللہ تعالےٰ سے شرماتے تھے۔ سیدی
شیخ تاج الدین ذاکر رحمہ اللہ تعالےٰ تو اس معاملے میں یہاں تک پہنچ گئے
تھے کہ بارہ دن میں صرف ایک دفعہ وضو کرتے تھے۔

بھوک مومن کا ہتھیار ہے | سیدی علی شہاوی المشہور بالذویب رحمہ اللہ تعالیٰ
سے جو کوئی ملتا اسے بھوکا رہنے کی نصیحت کرتے اور فرماتے کہ یہ مومن کا ہتھیار

ہے۔ بھوکا آدمی اگر اللہ کی طاعت نہ کرے تو اس کی نافرمانی بھی نہیں کرے گا کیونکہ گناہ کی ترغیب کے اسباب مفقود ہوں گے۔

ہمارے دوستوں میں سے شیخ عمر بنتیلنی سربرہنہ اور ان کے چچازاد بھائی شیخ عبدالقادر سربرہنہ رحمہا اللہ تعالےٰ صائم الدہر تھے اور یہ دونوں حضرات غایتِ نورانیت و علوِ ہمت سے موصوف تھے۔

پس اے دوست ان امور میں اپنے سلف کی متابعت کر اور سخت بھوک کے بغیر کھانا نہ کھا۔ بھوک کی سختی یہ ہے کہ تمہاری آنتیں مشتغل ہو جائیں اور ان میں اُس مادہ کے موجود نہ ہونے کے باعث جس کے نفخ میں وہ مشغول ہوں تراش سی ہونے لگے۔ پس اے دوست اس کو یاد رکھ اور اسی پہ عمل کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

۲۲۔ ترویجِ علم میں استقامت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جب ان کو قرائن سے معلوم ہو جاتا کہ حصولِ علم میں کسی طالب علم کی نیت خالص نہیں تو وہ اُس کو برابر تعلیم دیتے رہتے لیکن اس کی اصلاحِ نیت کے لئے اللہ تعالےٰ سے دعا مانگتے۔ اس طرح وہ سب ثواب میں شریک رہتے اور اس کی تعلیم کو ترک نہ کرتے۔ یہی شارع کا مقصود تھا کیونکہ علم دو باتوں کے لئے سیکھا جاتا ہے اس پر عمل کرنے اور اس سے احیائے شریعت کے لئے، پس صاحبِ علم ہر حال میں ماجور ہوگا خواہ اس کا اجر کامل ہو یا ناقص۔

علم ہر حال میں صاحبِ علم کے لئے نافع ہے

سیّدی علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کوئی عالم ایسا نہیں جو اپنے علم پر عامل نہ ہو خواہ اپنی ذات کے لئے ہی ہی، کیونکہ اگر وہ گناہ کا مرتکب ہوگا تو دوسرے وقت اس سے توبہ کرے گا اور نادم ہوگا اگر وہ عالم نہ ہوتا تو اسے یہ بھی معلوم نہ ہوتا کہ یہ گناہ ہے اور نہ وہ اس سے توبہ کرتا۔ پس گویا اس نے اسی حیثیت ہی سے اپنے علم پر عمل کیا اگرچہ وہ گناہگار ہے اور لوگوں کی اصطلاح میں اپنے علم پر عامل نہیں ہے لہذا اس میں غور کرو پس معلوم ہوا کہ علم صاحبِ علم کو ہر حال میں نافع ہے اور ہر زمانے میں انسان کا علم اس کے عمل سے زیادہ ہوتا ہے اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۴۲ - استغفار الاکابر

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جب اُن کے حاسد اور دشمن بڑھ جاتے تو اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرتے اور اس کے بعد بکثرت استغفار کرتے۔ وہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے جس سے وہ محسود ہوتے اور استغفار اس لیے کرتے کہ اگر اُن کا اور محسودہ نعمت کا وجود نہ ہوتا تو کوئی ان کا حاسد نہ ہوتا، تو گویا ان کا یہ استغفار نعمت پر بطور تقویٰ لازم ہوتا ورنہ نعمت کا وجود ان کے اختیار میں نہیں ہے اور اس استغفار کو استغفار الاکابر کہتے ہیں۔

حاسدین کے لئے استغفار | اسی طرح وہ حاسدوں کے لئے بکثرت استغفار کرتے اور ان پر شفقت و مہربانی کا اظہار کرتے کیونکہ انہوں نے اپنے دین کو کثرتِ حسد کے باعث برباد کر لیا ہے۔ بعض یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ ہمارے حاسدوں کو معاف کر دے کیونکہ وہ اپنی تنگ نظری سے ہماری نعمتوں کو برداشت نہیں کر سکتے اور اگر تو اُن کے نفوس میں وسعت دیتا تو ہمارے حسد میں مبتلا نہ ہوتے۔ اس خلق سے بہت کم لوگ موصوف ہیں بلکہ اکثر اپنے حاسدوں کے لئے ہر ممکن بُرائی کے آرزومند ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

۲۴ - اُستاد کا ادب

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص اُن کو بچپن میں قرآن کی کوئی سورت یا ایک آیت بھی پڑھا دیتا تو اس کا نہایت ادب کرتے۔ پس جو کوئی اُن کو ایک سورت یا آیت یا کسی علم کا ایک باب بھی پڑھاتا تو اُس کا ہمیشہ ادب کرتے یہاں تک کہ اس کے پاس سے سوار ہو کر نہ گزر سکتے اور نہ اس کی مطلقہ عورت کو نکاح میں لاتے اگرچہ وہ شیخ الاسلام یا شیخ طریق ہو جاتے۔ نیز اُن کی عزت و اکرام کے خیال سے اُن کو اور ان کے اہل و عیال و حاشیہ نشینوں کے لئے تحائف اور کپڑے ارسال کرتے۔

اسی طرح اُن کے اخلاق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو عالم ان کے بچوں کو قرآن مجید پڑھاتا اُس کے بارے میں بُخل نہ کرتے اور مال دُنیا میں سے جو کچھ اُس کو دیتے اس کو زیادہ نہ سمجھتے۔

ابن ابی زید قیروانی رح کی حکایت ابن ابی زید قیروانی صاحب الرسالہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے لڑکے کے اُستاد کو جب اس نے بچے کو قرآن مجید کی ایک منزل ختم کرا دی سو دینار دیئے۔ معلم نے کہا اے حضرت میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس پر میں اس قدر رقم کا مستحق ہوں۔ مروی ہے کہ انہوں نے اپنے لڑکے کو دوسرے معلم کے پاس بھیج دیا کہ یہ شخص قرآن مجید کی بے توقیری کرنے والا ہے (میں کہتا ہوں) اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ مجھے

اس خُلق پر عمل نصیب ہوا۔ میں نے بھی اپنے استاد شیخ حسن حلبی رحمہ اللہ تعالٰے سے ایسا ہی کیا کہ ان کی حیات تک ان کو اور ان کی اولاد کو کپڑے دیتا رہا اور میں نے یہ خیال نہیں کیا کہ اُن کا حق واجب مجھ سے ادا ہوا ہو۔

شیخ شمس الدین دمیاطی رح کا طریق عمل | ایک دفعہ میں ۹۱۸ھ میں شیخ شمس الدین دمیاطی رحمہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ جا رہا تھا۔ انہوں نے ایک نابینا بوڑھے کو دیکھا کہ اُس کی لڑکی اس کا ہاتھ پکڑے جا رہی تھی۔ شیخؒ گھوڑے پر سے اُترے، بوڑھے کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور بڑی دور تک اس کے ہمراہ پا پیادہ چلے گئے۔ جب واپس آئے تو میں نے اس شخص کے متعلق دریافت کیا۔ کہنے لگے میں نے چھوٹی عمر میں ان کے پاس کچھ قرآن پڑھا ہے اس لئے میں جرأت نہیں کر سکتا تھا کہ میں ان کے پاس سے سوار ہو کر گزر جاؤں۔ حالانکہ شیخ شمس الدین موصوف کو اپنے علم اور صلاحیت کے باعث بادشاہوں کے ہاں وہ جاہ و مقبولیت حاصل تھی کہ ان کے معاصرین میں سے ہم نے اور کسی کے لئے نہیں دیکھی، یہاں تک کہ ایک دن میں نے اُن کو مصرین کے درمیان دیکھا کہ لوگ ان کے ہاتھ چومنے کو جمع تھے اور جو اُن تک نہیں پہنچ سکتا تھا وہ اپنی چادر پھیلا کر ان کی طرف ڈالتا تھا۔ جب وہ انکے کپڑوں تک پہنچ جاتی تو پھر اس کو بوسہ دیتا جیسا کہ کعبہ کے غلاف کے ساتھ لوگوں کا دستور ہے جبکہ وہ قاہرہ میں سے گزرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اہلِ ادب سے راضی ہو۔

پس اے دوست ان باتوں کو یاد رکھ اور اہلِ ادب کی اقتداء کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

۲۵۔ تحائف سے بے اعتنائی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کسی کے تحفہ کے منتظر نہ ہوتے خواہ وہ شخص حجاز یا شام وغیرہ سے آیا ہو، اور اُن کے دل میں کبھی یہ خیال نہ آتا کہ فلاں شخص ہمارے پاس کوئی کپڑا یا جوتا یا پھل وغیرہ بطور تحفہ بھیجے گا بلکہ وہ ایسی باتوں سے بالکل غافل ہوتے، اسی طرح اگر وہ کسی شخص کو جو سفر سے آیا ہو کچھ تحفہ دیتے تو اُن کے دل میں اس کی مکافات کا کچھ انتظار نہ ہوتا بلکہ وہ اس سے بالکل غافل رہتے اور انکا یہ عمل اپنے دوست سے بدظنی کے خیال سے نہ ہوتا بلکہ ترکِ طمع کی وجہ سے ہوتا، اور اگرچہ ان کے اس خیال سے کہ دوست ان کو بدلہ نہیں دے گا کسی قدر سوءِ ظن بھی لازم ہے لیکن ان کا مقصود یہ نہ ہوتا اور آدمی مقصود ہی پر ماخوذ ہوتا ہے۔

سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس جب اشعب طماع کا ذکر ہوتا کہ وہ لوگوں کے یہاں دھوئیں کی تلاش میں رہتا تھا تو وہ اُس پر رحمت بھیجتے اور فرماتے کہ وہ اپنے پڑوسیوں پر نیک گمان رکھتا تھا۔ اللہ تعالےٰ اس کو نیک جزا دے کہ وہ ہمسایوں پر نیک ظن رکھنے میں محمود تھا اگرچہ اسے طمع بھی لازم تھا، پس اے دوست خوب غور کر اور یاد رکھ کہ اگر تو کسی کو تحفہ بھیجے اور تجھے اپنے دوست کی یہ عادت معلوم ہو کہ وہ تجھے بدلہ دے گا تو تجھے مناسب ہے کہ اسے قاصد کے ذریعے کہلا بھیجے کہ یہ ایسی چیز

نہیں جس کا بدلہ ضروری ہو، اور بزرادوست تجھے قسم دیتا ہے کہ اس کی خاطر اس کا بدلہ نہ بھیجنا اور یہ اس لئے ہونا چاہیئے کہ وہ مکافات کے خیال کی زحمت سے بچ جائے خواہ ایک لحظہ ہی کے لیے سہی۔

تحفہ کینہ کو دور کرتا ہے | ایک دفعہ میں نے اپنے دوست شیخ شمس الدین برھنوشی رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس تھوڑا سا تحفہ بھیجا تو انہوں نے اس سے کئی گنا زیادہ بدلہ دیا جس سے مجھے ان کی بڑی مروت معلوم ہوئی، لیکن مخفی نہ رہے کہ ہدیہ کی ابتدا کرنا شرعاً مطلوب ہے خصوصاً اُن لوگوں کے درمیان جن میں پوشیدہ عداوت ہو کیونکہ حدیث میں ہے تھا دوا تحابوا یعنی تحفہ دو اور محبت بڑھاؤ۔ دوسری حدیث میں ہے کہ تحفے سے دل کا کینہ یعنی کدورت اور بُرائی دُور ہو جاتی ہے۔ پس اے دوست تحفہ کی ابتداء شرعی طریقے سے کر اور جو سفر سے آئے اس سے ہدیہ کی اُمید نہ رکھ، اور جس کو تو تحفہ دے اس سے بدلہ کا انتظار نہ کر، اور اگر تو ان باتوں کی مخالفت کرے گا تو سلف کے طریق سے خارج ہو جائے گا۔ پس اس کو خوب یاد رکھ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۲۶۔ کھانے پینے میں احتیاط

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کھانے پینے کے بارے میں نہایت احتیاط کرتے یہاں تک کہ ان میں سے بعض تو اس وقت تک کھانا نہ کھاتے جب تک کہ وہ حلال طریق پر نوبت بنوبت سات یا تین ہاتھوں میں ادل بدل نہ ہوا ہوتا، اور اگر ان کو ایسا کھانا نہ ملتا تو وہ بھوکے رہتے یہاں تک کہ ان کے منشاء کے موافق ان کو حلال کھانا ملتا۔

شیخ افضل الدینؒ کا عمل میرے دوست شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالےٰ ایسے محتاط بزرگوں میں سے آخری شخص ہیں جن کو میں نے دیکھا ہے، وہ جب تک طعام حلال طریق پر سات شخصوں کے قبضہ میں نہ گذر لیتا نہ کھاتے۔ اگر ان کو ایسا کھانا نہ ملتا تو برابر کئی کئی دن تک فاقہ کرتے یہاں تک کہ ان کی انتڑیاں ایک دوسرے کو کاٹنے لگتیں اور ان کو عقل و دین کے برباد ہونے کا اندیشہ ہو جاتا، پس اس وقت مضطر ہو کر کھا لیتے۔ وہ اس دست بدست ادل بدل کو بذریعہ کشف معلوم کر لیتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے اتباع کی برکت سے مجھ پر بھی یہ احسان کیا ہے لیکن فقط تین ہاتھوں کے تداول تک، اور اگر مجھے اس میں شک ہو تو فوراً قے ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی وہ کھانا خود مجھے بتا دیتا ہے۔ پس سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

سلف صالحین کی نفوس کی جانچ پڑتال

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہر وقت اپنے نفوس کی جانچ پڑتال میں لگے رہتے تاکہ اس میں سے منافقوں کی صفات نکال دیں اور مومنین کی صفات پیدا کریں کیونکہ یہ دونوں صفات ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مومنین کے اخلاق میں سے بعض وہ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنے قول التائبون العابدون الخ میں اور اپنے قول قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتہم خاشعون الخ اور ان کے مثل دوسری آیات میں بیان فرمایا ہے اور حدیث میں آیا ہے لایؤمن احدکم حتّٰی یحبّ لاخیہ ما یحب لنفسہ (تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے دوست کے لئے ایسی بات کو پسند نہ کرے جسے وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے) ایک اور حدیث میں ہے لایؤمن احدکم حتّٰی یامن جارہ بوائقہ (تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا ہمسایہ اس کی بلاؤں سے بے خوف نہ ہو) لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ بلاؤں سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا دھوکا اور ظلم۔

امیرالمؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب تم مجھے راہِ راست سے بھٹکا دیکھو تو مجھے سیدھا کر دو اور نصیحت کرو کیونکہ ہر مومن اپنے بھائی کا خیرخواہ ہوتا ہے۔

مومن کی صفات یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک رسالہ میں مومن کی کچھ صفات بیان فرمائی ہیں اور لکھا ہے کہ مومن کو نہایت باحیا، کم ضرر، کثیر الخیر،

قلیل الفساد، راست گو، کم سخن، کثیر العمل، کم چوکنے والا، بو الفضولی سے دور رہنے والا، بہت بخشش کرنے والا، صلہ رحمی کرنے والا، باوقار، شکر گزار، تنگیٔ رزق کے وقت اللہ تعالیٰ سے راضی رہنے والا، بُردبار، دوستوں پر مہربانی کرنے والا، پاک دامن اور شفیق ہونا لازم ہے، اور وہ لعنت باز، گالی گلوچ بکنے والا، عیب چین، غیبت کرنے والا، چغلخور، جلد باز، حاسد، کینہ ور، متکبر، خود پسند، طالبِ دنیا، طویل الامل، کثیر النوم، غافل، ریاکار، منافق اور بخیل نہ ہو۔ ہشاش بشاش ہو، خسیس اور عیب جو نہ ہو۔ اللہ ہی کے واسطے دوستی رکھے اور اسی کے لئے دشمنی، اللہ ہی کی خاطر راضی ہو اور اسی کی خاطر خفا ہو، اس کا زادِ راہ تقویٰ ہو، اس کی ہمت آخرت ہو۔ اس کا مونس ذکرِ الٰہی ہو، اس کا محبوب اس کا مولیٰ ہو اور اس کی تمام کوشش آخرت کے لئے ہو۔ غرضکہ اس قسم کے تین سو اوصاف بیان کئے ہیں۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر منافقوں کے دُم پیدا ہونے لگیں تو ان کی کثرت کے باعث مومنوں کو زمین پر چلنے کی بھی جگہ نہ ملے۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی کے منہ سے ایک ہی دفعہ کوئی بات نکلتی تو اس سے وہ اپنی نظر میں منافق ہو جاتا تھا مگر اب میں اس قسم کی بات تم سے ایک مجلس میں دس دفعہ سُنتا ہوں مگر تم اس سے متنبہ نہیں ہوتے۔

منافق اور مومن میں امتیاز: حدیث میں آیا ہے المنافق همته فی الطعام والشراب والمومن همته فی الصيام والصلوٰة (منافق کی تمام سعی کھانے پینے میں ہوتی ہے اور مومن کی سعی نماز و روزہ میں) عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مومن کی قوت اس کے دل میں ہوتی ہے اور کافر و منافق کی قوت اس کے

بانقدیں۔

حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے مومن کی علامت یہ ہے کہ عبادات بجالائے اور اس کے باوجود روتا رہے اور منافق کی علامت یہ ہے کہ عمل کو بھول جائے اور اس کے باوجود ہنستا رہے۔ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مومن درخت خرما لگاتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں اس کا پھل کانٹا نہ ہو اور منافق کانٹے بوتا ہے اور خواہش کرتا ہے کہ اس پر کھجوریں لگیں۔

پس اے دوست اس کو یاد رکھ اور موت سے پہلے اپنے نفس کی چھان بین کر اور اگر اس میں منافقوں کے اخلاق ہوں تو اس پر رو اور بکثرت استغفار کر۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۲۸- مالِ دُنیا سے نفرت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ابتدائی حالت میں درہم و دینار جمع نہ کرتے، مگر منتہی ہونے کی حالت میں ان کو خرچ کرنے کی غرض سے جمع کرتے، کیونکہ ابتدائے طریقت میں ان کی حالت شیر خوار بچّہ کی سی ہوتی ہے کہ دودھ چھڑاتے وقت ایلوے وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے جو پستان پر لگایا جاتا ہے تاکہ بچہ اس دودھ سے نفرت کرے جو اسے مضر ہے پس جب اسے یقین ہو جاتا ہے کہ پستان کے چوسنے سے اسے نفرت ہو گئی ہے تو وہ بھی اس کے پینے کو بُرا جاننے لگتا ہے۔ یہی کیفیت فقیر کے اختتام مراتب میں ہوتی ہے کہ وہ دنیا سے نفرت کرنے لگتا ہے اور اس مقام میں مال کا جمع کرنا اس کا کمال ہوتا ہے تاکہ اس کی بدولت لوگوں سے سوال کرنے سے بچے اور اس میں سے اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کی راہ میں خرچ کرے، یہی مقصود سلف میں سے اُس شخص کے کلام کا ہے جو دنیا سے نفرت دلاتا ہے اور جو دُنیا کے جمع کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

مسلم نخاتؒ کا قول | مسلم نخات رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جب درہم و دینار ضرب کئے گئے تو شیطان نے ان کو ہاتھ سے لگایا اور بوسہ دیا اور کہا جو تجھ سے محبت کرے گا وہ میرا سچا بندہ ہے (میں کہتا ہوں) جو شخص مال کو راہِ خدا میں خرچ کرنے کی غرض سے جمع کرتا ہے وہ بالضرور اس حکم کے اطلاق سے مستثنیٰ ہے۔ واللہ اعلم، کیونکہ اس کا اطلاق محلِ تفصیل میں ہے۔

کہمش بن حسن رحمہ اللہ تعالے درہم و دینار کو ہاتھ نہ لگاتے تھے اور فرماتے تھے پخرا سنگینوں سے بھری ہوئی ہتھیلی مجھے سونے کی ہتھیلی سے زیادہ محبوب ہے۔

ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں کامل فقیر دنیا کو ترک کرنے اور دنیا کے بارے میں اپنے بھائیوں کو اپنے نفس پر مقدم رکھنے سے ہوتا ہے بجز اس صورت کے کہ اس کو ان سے زیادہ اس کی ضرورت ہو۔ ایک آدمی نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالے سے ان کی صحبت میں رہنے کی خواہش کی۔ انہوں نے فرمایا اگر شرط یہ ہے کہ تیرے مال میں تیرا حق مجھ سے زیادہ نہ ہو گا اس نے کہا مجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے۔ اور یہ کہہ کر چلا گیا۔

تورات میں مذکور ہے کہ جو دل دنیا کو پسند کرتا ہے اسے سچ بولنا حرام ہے۔

درہم بچھو کی مانند ہیں یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں اے لوگو جان لو کہ درہم بچھو ہیں جس کو ان کا منتر نہیں آتا اس کو ان کا زہر مار ڈالتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اس کا منتر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا ان کو حلال طریق سے حاصل کرے اور ان کے محل پہ خرچ کرے۔

سمیط بن عجلان رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے کہ درہم منافقوں کی نکالیں ہیں جن کے ذریعے سے وہ ہلاکت کے مقامات تک پہنچ جاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں انسان اُس وقت تک صالح نہیں ہوتا جب تک کہ اُس کے نزدیک سونا اور مٹی یکساں نہ ہو۔

شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں جو شخص حصول دنیا سے خوش ہو وہ منافق ہے، اس سے وہ شخص مراد ہے جو لوگوں میں دنیا سے بے رغبتی کا اظہار کرتا ہو، لیکن جو اس کا اظہار نہیں کرتا وہ منافق نہیں۔ واللہ اعلم

حضرت علیؓ کا قول امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ درہم کو اپنے ہاتھ میں لیتے اور فرماتے افسوس تو میرے پاس سے جاتے بغیر مجھ کو نفع نہیں دے سکتا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جب درہم حرام گھر کے دروازہ سے داخل ہوتا ہے تو سچائی نابدان سے نکل جاتی ہے کسی نے کہا کہ حضرت اگر نابدان بند کر دیا جائے تو پھر؟ انہوں نے فرمایا وہ جہاں ملک الموت آتا ہے وہاں سے نکل جاتی ہے۔

علاء بن زیاد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ عالم اُس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ دُنیا اور عورتوں سے پرہیز نہ کرے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے ؎

إنّي وجدت فلا تظنّوا غيره ان التورع عند هذا الدرهم

فاذا قدرت عليه ثم تركته ؎ فاعلم بان تقاك تقوى المسلم

(ترجمہ) میں نے معلوم کر لیا ہے پس تم بھی اس کے خلاف نہ سمجھو، یقیناً پرہیزگاری اسی مال میں ہے یعنی اگر تم اس کو حاصل کر کے چھوڑ دو تو جان لو کہ تمہارا تقویٰ مسلمانوں کا تقویٰ ہے۔

پس اے دوست دُنیا کی فضول باتوں سے پرہیز کر اور سلف صالحین کے زہد کی تقلید کر کے دُنیا وی مصائب سے محفوظ رہ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۹۲۔ اعمالِ اُخروی کا تقدّم

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اعمالِ اخروی کو اعمالِ دنیوی پر مقدم رکھتے، پس وہ صبح کی نماز کے بعد وظیفہ کو تمام کاموں پر مقدم سمجھتے جس طرح کہ وہ سردیوں کی رات میں تہجد کو لحاف میں سونے پر ترجیح دیتے۔ تمام سلف صالحین رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی یہی عادت تھی۔ پس جو اس قاعدہ کا پابند نہ ہو اور اس کی ہمت دنیا ہی سے وابستہ ہو وہ اُن کے طریق سے خارج ہے۔

ایک دفعہ میں نے ایک بزرگ کو باغ کی سیر کا قصد کرتے دیکھا اور اس نے اس دن کا وظیفہ اور صبح کی جماعت چھوڑ دی۔ وہ صوف کا عمامہ باندھے ہوئے تھا اور شملہ بھی چھوڑ رکھا تھا۔ پس میں نے اسے کہا اے دوست اگر تو دھاری دار عمامہ اور قمیص پہنتا جو دنیا دار پہنتے ہیں، صبح کی نماز با جماعت ادا کرتا اور اپنا ورد پڑھتا تو یہ تیرے لئے اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ تھا۔ یہ سُن کر وہ خاموش رہا اور کچھ جواب نہ دیا۔

یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جس شخص کے نزدیک ایک بار کی تسبیح و تہلیل دنیا و ما فیہا سے بہتر نہ ہو وہ اُن لوگوں میں سے ہے جس کے لئے دنیا آخرت سے مقدم ہے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جس شخص نے دُنیا کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا تو وہ اپنے مہر میں اس کا پورا دین مانگے گی اور اس کے سوا

راضی نہ ہوگی۔

دنیا ابلیس کی بیٹی ہے۔ سیدی شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ دُنیا ابلیس کی بیٹی ہے جس نے اس سے نکاح کیا اُس کے گھر اس کے باپ ابلیس کی آمدورفت بڑھ جاتی ہے اور جب اُس سے مجامعت کرلیتا ہے تو پھر اس کا باپ ابلیس بالکل وہیں قیام کرلیتا ہے، (میں کہتا ہوں) دنیا کی طرف پیغام نکاح بھیجنے سے مراد اس کی خواہش کرنا ہے اور مجامعت سے مراد اس کا جمع کرنا ہے یعنی ضرورت سے زیادہ مال کو سوائے غرض شرعی کے جمع کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ ابلیس کی بیٹی سے شادی بھی کرے اور ابلیس اس کے گھر میں نہ رہے وہ امر محال کا طالب ہے۔ اسی وجہ سے جن لوگوں کو نماز اور وضو اور دیگر تمام اعمال صالحہ میں شیطانی وساوس پیدا ہوتے ہیں اُن میں سے اکثر وہ ہیں جو دُنیا کو دل سے محبت کرتے ہیں، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

۴۰ - اولاد کے لئے بہترین ورثہ

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے بعد اولاد کے برباد ہونے کا خوف نہ کھاتے اور اسی لئے دنیا کا جو مال ان کے ہاتھ میں آتا خرچ کر دیتے اور کوئی چیز جمع نہ کرتے۔ اگر ان کو اپنی اولاد کے برباد ہونے کا خوف ہوتا تو ان پر حرص، بخل اور خست غالب ہو جاتی اور وہ صوفیہ کی صفات سے خارج ہو جاتے۔

اولاد بخل اور بزدلی کا سبب ہے | حدیث شریف میں آیا ہے الولد مبخلۃ مجبنۃ یعنی اولاد بخل اور بزدلی کا سبب ہے، کیونکہ جہاد وغیرہ میں جان و مال خرچ کرنے سے باز رکھ کر بزدل اور بخیل بنا دیتی ہے۔ نیز حدیث میں آیا ہے مالک ما قدمت ومال وارثک ما اخرت یعنی تیرا مال وہ ہے جو تو آگے بھیج چکا ہے اور جو تو پیچھے چھوڑ جائے گا وہ تیرے وارثوں کا مال ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے اے ابن آدم! فی سبیل اللہ خرچ کر اور یہ ضرر رساں وارث جو تیرے گرداگرد ہیں یعنی اولاد، بیویاں، دوسرے وارث اور خادم تجھے دھوکے میں نہ ڈالیں کیونکہ تیری اولاد تیرے ایام میں تیری طرح تیرے ساتھ چھینا جھپٹی کرتی ہے کہ تیرا مال صرف اسی کے قبضہ میں رہے، نہ وہ تیری طرف سے اس میں سے صدقہ دیتی ہے اور نہ تجھے اللہ تعالے کی خوشنودی میں خرچ کرنے دیتی ہے۔ اور تیری بیوی تو کتیا کی طرح کبھی دُم ہلا کر چاپلوسی کرتی ہے اور کبھی بھونکتی ہے اور دوسرے وارث

سو بخدا اس کا ایک درہم جو تیرے مرنے کے پیچھے رہ جائے گا وہ تیری زندگی سے زیادہ بُرا ہے۔ رہا تیرا خادم سو وہ تو شہری کی طرح ہر وقت حیلہ سازی اور چوری میں لگا رہتا ہے۔ پس ان میں سے کسی کے ساتھ محبت کی خواہش کر کے ان کی خاطر مال کو ذخیرہ مت کر اور اپنی پشت کو بوجھل نہ بنا کیونکہ وہ تیرے ساتھ خیانت پر کمربستہ ہیں۔ جب تجھے لحد میں رکھیں گے تو وہ اپنے گھروں کی طرف لوٹ کر اپنے کپڑوں کو خوشبو لگائیں گے اور عورتوں سے معانقہ کریں گے اور کھائیں پئیں گے اور تیرے مال کو ضائع کریں گے اور تو اس کے بدلے محاسبہ میں گرفتار ہو گا۔

ابوحازم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے مال خرچ کرو اور اولاد کی خاطر اس کے ضائع ہونے کا خیال نہ کرو کیونکہ اگر وہ مومن ہوں گے تو اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ ان کو بے حساب دے گا اور اگر وہ فاسق ہوئے تو تم کیوں اپنے مال سے فسق میں ان کے مددگار بنتے ہو۔

سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں جو کچھ آتا فوراً خرچ کر دیتے۔ اس پر ان کی بیوی نے ان کو ملامت کی۔ انہوں نے فرمایا مجھے خود نیکی لے کر تجھے بُرائی میں چھوڑ جانا اس سے زیادہ پسند ہے کہ خود بدی لے جاؤں اور تجھے نیکی میں چھوڑ جاؤں۔

نیک دوست بہتر وارث ہے | محمد بن یوسف رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اپنے نیک دوست پر خرچ کر کیونکہ وہ تیرے حق میں تیرے وارثوں سے بہتر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تیرے لئے اس وقت دُعا کرے گا جب کہ تو قبر میں مٹی کی تہوں میں پڑا ہو گا یہاں تک کہ جب تو قیامت کے روز قبر سے نکلے تو شاید اس کی دُعا کی بدولت تجھ پر ایک بھی گناہ نہ ہو، لیکن وارث

تیرے مال کو تقسیم کریں گے اور تجھے یاد بھی نہیں کریں گے اور نہ تیرا احسان مانیں گے بلکہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ہمارا حق بنایا ہے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے گھر میں چٹائی، قرآن مجید اور لوٹے کے سوا کوئی چیز نہ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ کسی نے ان کو ایک نیا آبخورہ دیا۔ صبح ہوتے ہی انہوں نے وہ آبخورہ ایک دوست کو دے دیا اور کہنے لگے اے دوست یہ تم لے لو، اس نے میرے دل کو فکر میں مبتلا کر دیا ہے کہ کہیں کوئی اسے چرا کر نہ لے جائے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں اپنے ایک دوست کو ملنے گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں مارے بھوک کے اندر گھسی ہوئی ہیں۔ میں نے دو درہم نکالے اور اسے کہا یہ لے لو اور ان سے اپنے کھانے کے لئے کچھ خرید لو جس سے تمہیں عبادت کی طاقت ہو جائے۔ اس نے انہیں لینے سے انکار کیا اور کہا اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ مجھے کچھ کھائے پیئے بغیر آج کی رات عبادت کی ہمت دے اور میں ڈرتا ہوں کہ میں ان کو لے لوں اور وہ میرے پاس رہیں اور میں ان سے کوئی چیز خریدے بغیر مر جاؤں۔ حالانکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی تو اس وقت آپؐ کے گھر سے نہ کوئی دینار ملا تھا اور نہ درہم۔

بہترین ورثہ | مروی ہے کہ جب محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کا وقت ہوا تو انہوں نے اپنا تمام مال خرچ کر دیا۔ لوگوں نے کہا آپ نے اپنی اولاد کے لئے کچھ مال کیوں نہ باقی رکھا تو فرمانے لگے مال کا اپنے لئے جمع کرنا اچھا ہے میں نے اپنی اولاد کے لئے فضل ربی جمع کیا ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم دنیا کی ذلت اور مفلسی

سے ڈرتے ہیں لیکن آخرت کی ذلت و خواری سے نہیں ڈرتے ، حالانکہ آخرت میں انسان کا اعمالِ صالحہ سے خالی ہونا لوگوں میں بڑی شرمندگی کا باعث ہوگا ، افسوس ہم بہت برا کر رہے ہیں ۔ نیز فرماتے تھے کہ نان نفقہ اور کھانے پینے کے فکر نے غافلوں کے قلوب کو ہر طرح کی نیکی سے روک رکھا ہے ورنہ آدمی کے لئے اپنی زندگی میں ایک درہم صدقہ کرنا اُن ہزار دیناروں سے بہتر ہے جو وہ مرنے کے بعد چھوڑ جائے ۔

ادب کا ورثہ مال کی وراثت سے بہتر ہے

ھدانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اولاد کو ادب کا ورثہ دے جانا مال کی وراثت سے بہت بہتر ہے کیونکہ ادب سے مال ، عزت اور دوستوں کی محبت حاصل ہو سکتی ہے اور اس سے دُنیا و آخرت کی خوبیاں جمع ہو سکتی ہیں ۔ لیکن مال بہت جلد ضائع ہو جاتا ہے اور اولاد نہ دُنیا کی رہتی ہے نہ آخرت کی ۔ ہم نے اُس مال کا جو لوگوں کو میراث میں ملتا ہے اکثر تجربہ کیا ہے اس میں خیر و برکت نہیں ہوتی کیونکہ وہ وارث کا کمایا ہوا نہیں ہوتا اور بسا اوقات مُورِث اس کو وارث وغیرہ پر صرف کرنے میں بُخل بھی کرتے ہیں ۔ پس اے دوست اس کو یاد رکھ ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ۔

۱۳۔ زیارت قبور

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد زوروا القبور فانہا تذکرکم الآخرۃ (قبروں کی زیارت کیا کرو وہ تمہیں آخرت کی یاد دلائیں گی) کے مطابق ہر قلیل العمل مسلمان کی قبر کی زیارت کو جاتے۔ یہ خُلق آج کل بہت کم ہو گیا ہے اور اگر ہو بھی اور لوگ قبرستان میں چلے بھی جائیں تو ان کے دلوں کے اندر عبرت نہیں ہوتی اور یہ محض ایک عادت کے طور پر ہوتا ہے مثلاً پہلے جمعہ یا مہینہ کے اختتام پر میت کی زیارت کو جانا اس خیال سے کہ اس کے وارث خفا نہ ہو جائیں، خصوصاً جب کہ وہ لوگ زیارت کرتے ہیں جن پر میت کا حق زیادہ بھی ہوتا ہے جیسے باپ اپنے بیٹے کی قبر کی زیارت کرتا ہے یا بیٹا باپ کی قبر کی اور یہ آخری غرض ہماری بحث سے خارج ہے۔

سب سے آخری شخص جن کو میں نے اس خُلق پر عمل کرتے دیکھا ہے سیدی شیخ محمد بن عنان رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ وہ ہر جمعہ کو قبرستان میں جاتے اور ہر واقف و ناواقف میت کی زیارت کرتے۔ جب وہ قبور کو دیکھتے تو روتے اور جو ذکر اس مقام میں وارد ہے پڑھتے، پھر فرماتے ان تمام میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو کم از کم دو رکعت نماز کا آرزومند نہ ہو یا ایک ہی مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کی خواہش نہ کرتا ہو۔ پس تم اپنی عمر کو غنیمت سمجھو۔

یزید رقاشی رحمہ اللہ تعالیٰ جب قبرستان کو دیکھتے تو روتے اور فرماتے

کاش تجھے معلوم ہو جائے کہ تم اپنے کس عمل پر رشک کرتے ہو اور کس پر خوش ہو پھر کیوں چیخنے جیسے بیل چیختا ہے۔

ہشام دستوائی رحمہ اللہ تعالٰے حبیب مقابر کی زیارت کر کے گھر واپس آتے تو کئی کئی دن چراغ روشن نہ کرتے، اور فرماتے ہیں اس سے قبر کا اندھیرا یاد کرتا ہوں۔

(مصیبتیں قبروں کے اندر ہوتی ہیں) عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالٰے اپنے آباء و اجداد (بنی امیہ) کی قبور کی زیارت کرتے تو فرماتے اے میرے بزرگو! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کبھی دنیا والوں کے ساتھ لذت اور تنعم میں شریک ہی نہ تھے اور فرماتے قبروں کی ظاہری حالت کیا اچھی ہے لیکن مصیبتیں تو ان کے اندر ہوتی ہیں!

حسن بصری رحمہ اللہ تعالٰے نے ایک شخص کو دیکھا جو گورستان میں ہنس رہا تھا تو اسے کہنے لگے کیا تجھے اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عمل کو ناپسند فرماتے تھے۔

(میت کے لئے صدقہ) سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے تھے میت قبر میں سات روز تک آزمائش میں رہتی ہے اسی لئے لوگ ان دنوں میں اس کی طرف سے صدقہ کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں تاکہ اس کو مدد پہنچے اور حق تعالٰے کی طرف سے اس کو جواب تلقین کر دیا جائے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ میں ایک قبرستان کے پاس سے گزرا تو میں نے ایک شخص کو قبر کے باہر سر سے پاؤں تک آگ میں جلتے دیکھا۔ اس نے مجھے کہا اے عبداللہ مجھے پانی پلا دے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ اس نے میرا نام پہچان کر لیا یا ویسے عبداللہ کہہ کر پکارا

جیسے ناواقف کو بلاتے ہیں۔ خبر ہیں سنے اسے پانی پلانے کا ارادہ کیا تو مجھے اس کے توکل نے کہا اسے پانی نہ پلانا، اور وہ برابر کوڑے کے ساتھ اس کو مارتا رہا حتیٰ کہ وہ اپنی قبر میں گھس گیا اور قبر بند ہوگئی۔

عطا سلمی رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر عشاء کے بعد مقابر میں جاتے اور صبح تک ان سے باتیں کرتے رہتے۔ جب واپسی کا قصد کرتے تو فرماتے اے قبرستان والو تم مرگئے واے موت! اور تم نے اپنے اعمال کو دیکھ لیا واے عمل!

عبداللہ بن عمرؓ کا قول | عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک دن کسی قبرستان کے پاس سے گزرے تو اپنی چادر بچھا کر وہیں دو رکعت نماز ادا کی۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا۔ انہوں نے فرمایا میں نے اہل قبور کا خیال کیا کہ ان کے اور عبادت کے درمیان رکاوٹ ہوگئی ہے لہٰذا میں نے چاہا کہ ان کے درمیان دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کروں۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ تمہارے اعمال تمہارے مردہ بزرگوں کو دکھائے جاتے ہیں تو کبھی ان کو خوشی ہوتی ہے اور کبھی رنج۔ نیز وہ اکثر فرماتے اے اللہ میں تجھ سے ایسے اعمال سے پناہ مانگتا ہوں جس سے میرے مردہ بزرگ دوسرے مردوں میں رسوا ہوں۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی میت کے دفن کے وقت پہنچتے تو آپ کو غشی آجاتی، پھر فرماتے واللہ جس امر کا انجام یہ ہو اس کے اول سے اعراض کرنا اور اس کے آخر سے ڈرتے رہنا مناسب ہے۔

اے دوست تجھے معلوم ہو کہ اسلاف کے اخلاق میں سے یہ نہ تھا کہ وہ زندگی ہی میں اپنی قبر کھود رکھتے، اور ایسا کرتے ہیں وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے اسی قول کا ادب کرتے وما تدری نفس بای ارض تموت

یعنی کسی نفس کو معلوم نہیں کہ وہ کہاں مرے گا۔ یعنی کہاں دفن ہوگا، لیکن ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے دیر سمعان میں اپنی قبر کھود دی تھی۔ آپ کھودتے جاتے اور غلام مٹی کو ایک طرف کرتے جاتے تھے حتیٰ کہ آپ اس سے فارغ ہو گئے اور پھر ساتویں روز اسی میں مدفون ہوئے۔ اسی قسم کی خبر بنی خولان کے دو آدمیوں کی نسبت ملی ہے کہ ان دونوں نے مصر کے قبرستان کے دروازے پر دو قبریں کھودیں اور وہیں ایک پتھر کی تختی پر اپنے نام لکھے۔ اور لکھا کہ وہ شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔ میں نے اس کتبہ کو اپنی بیدحت کے زمانہ میں پڑھا ہے۔

سلف صالحین میں سے کسی نے بھی اپنی قبر پر قبہ نہیں بنوایا اور نہ اپنے لئے کوئی حجرہ بنوایا۔ اور نہ اس کی دیواروں کو آراستہ کیا اور نہ قبہ کے طبقات میں روشن دان بنوائے، برخلاف آج کل کے بعض متصوفین کے کہ انہوں نے یہ کام کئے ہیں اور اکثر اوقات یہ کام کسی ظالم کے مال سے کئے جاتے ہیں۔ پس اے برادرِ صالح تجھے اس قسم کی باتوں سے بچنا چاہیئے۔

کہتے ہیں کہ بہت سی قبریں ایسی ہیں کہ لوگ ان کی زیارت کرتے ہیں لیکن صاحبِ قبر دوزخ میں ہوتے ہیں۔

<u>ایک عجمی شیخ کی حکایت</u> میں نے مشائخ عجم میں سے ایک شیخ کو دیکھا جس نے اپنی کتابیں، کپڑے اور گھر کا سامان بیچ کر اپنے لئے قبہ، تابوت اور پردہ بنوایا اور شیخ بن بیٹھا، اس نے ان چیزوں پر رقم کثیر صرف کر دی اور اس کے بعد دروازے پر یہ اشعار لکھے۔

قف علی الباب خاضعًا	واحسن الظن وادتہ
ذو بباب مجرب	لقضاء الحوائج

اور جو اس دروازے پر عاجزی سے کھڑا ہو اور حسنِ ظن رکھ کر امیدوار ہو کیونکہ ضرورتوں کو پورا کرنے میں یہ دروازہ مجرّب ہے۔

جو کوئی اس قبہ اور اس تحریر کو دیکھتا وہ اس فقیر کی حالت پہ ہنستا اور کہتا اسے اندیشہ تھا کہ لوگ اس کے مرنے کے بعد کہیں اس کی پروا ہی نہ کریں اس لئے اس نے زندگی ہی میں ایسا کیا ہے کہ لوگ اسے بزرگ کہیں۔ یہ سب باتیں دھوکا دہی کی ہیں اور صالحین کے ساتھ تمسخر کا دروازہ کھولتی ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

۴۲۔ ذکرِ الٰہی سے موانست

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جس مجلس میں بیٹھتے ذکرِ الٰہی اور درود شریف سے غفلت نہ کرتے۔ ایسا کرنے میں وہ اس حدیثِ نبویؐ پر عمل کرتے کہ کوئی قوم کسی جگہ نہیں بیٹھتی جس میں اُس نے اللہ کا ذکر اور اپنے نبیؐ پر درود نہ پڑھا ہو مگر قیامت کے دن اُس جگہ پر ہلاکت یعنی نقص اور کمی شمار ہوتی ہے، نیز وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر عمل کرتے کہ اہلِ جنت کو کسی چیز پر حسرت نہ ہوگی بجز اس ساعت کے جو اُن پر یوں گزری ہے کہ جس میں انہوں نے ذکرِ الٰہی نہیں کیا۔

ذکرِ الٰہی کے لئے کوئی جگہ معیّن نہیں

حسن بصری رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اللہ سبحانہٗ و تعالےٰ نے اپنے قول فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) سے ہم پر آسانی کر دی ہے کہ ذکرِ الٰہی کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں فرمائی۔ اگر اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ ہمارے لئے ذکر کے لئے کوئی جگہ معیّن فرما دیتا تو وہاں جانا واجب ہوتا خواہ وہ مقام ایک صدی کی مسافت پر ہوتا جیسا کہ حج کے لئے لوگوں کو کعبہ میں بلایا ہے پس اُس کا شکر اور احسان ہے۔

ذکرِ الٰہی، ذکرِ مخلوق کی بیماری کی دوا ہے

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جب تم اپنی مجلسوں میں کسی مخلوق کا ذکر کرتے ہو تو اللہ تعالےٰ کو یاد

کر لیا کرو کیونکہ ذکر الہٰی مخلوق کے ذکر کی بیماری کا علاج ہے۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ کی مجلس میں جو شخص بیٹھنا چاہتا آپ اس سے شرط کر لیتے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالےٰ کے ذکر سے غفلت نہ کرے گا۔

عطا سلمی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اپنے آپ پر ظلم کرنے والے کو چاہیئے کہ وہ اللہ کا ذکر توبہ واستغفار کے بعد کرے کیونکہ اللہ تعالےٰ ظالم کو جب وہ ظلم پر اصرار کرنے کی حالت میں اُسے یاد کرے لعنت کرتا ہے (میں کہتا ہوں) اس سے مراد وہ توبہ ہے جو صوفیہ احتیاطاً اللہ عزوجلّ کا ذکر کرنے سے پہلے کرتے ہیں اس خیال سے مبادا انہوں نے اپنے نفس پر کوئی ظلم کیا ہو خواہ وہ کسی امر مکروہ کے ارتکاب یا غفلت یا خیالِ مذموم وغیرہ کی وجہ ہی سے ہو واللہ اعلم۔

ذاکرین کے سوا تمام آدمی دنیا سے پیاسے نکلتے ہیں

داؤد طائی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ ذاکرین کے نفوس کے سوا باقی تمام نفوس دُنیا سے پیاسے نکلتے ہیں۔

وہیب بن الورد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ کے نزدیک سب سے اچھا وہ ہے جو مجلس کا افتتاح ذکر الہٰی سے کرے۔

ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جب اللہ تعالےٰ میرا ذکر کرتا ہے تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیوں کر؟ — انہوں نے فرمایا جب میں اُس کا ذکر کرتا ہوں تو وہ میرا ذکر کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا)

ابوالملیح کا قول ابوالملیح رحمہ اللہ تعالےٰ جب ذکرِ الٰہی کرتے تو ان کو وجد آجاتا اور فرماتے کہ مجھے اس پر وجد آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے یاد کرتا ہے، کیونکہ اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ فرماتا ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا)؛ اگر وہ کسی جگہ جاتے ہوئے راستہ میں اللہ تعالےٰ کے ذکر سے غافل ہو جاتے تو واپس آجاتے اور دوبارہ اس راستہ میں اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے جاتے اگرچہ ایک منزل کا فاصلہ ہوتا، اور فرماتے میں چاہتا ہوں کہ میں جس جس بقعۂ زمین سے گزروں وہ سب قیامت میں میرے ذکرِ الٰہی کی شہادت دیں۔

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا فرمایا کرتے تھے اے اللہ مجھے اپنی یاد کرنے والوں میں کر، اور اگر تو مجھے ذاکرین کی مجلس سے اٹھ کر غافلوں کی مجلس میں جاتا دیکھے تو میرے پاؤں توڑ دے کیونکہ وہ مجھ پر تیری نعمت ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اپنے دلوں کو ہر وقت خدا کی یاد دلاتے رہو کیونکہ وہ فی الفور غافل ہو جاتے ہیں۔

وہب بن منبہؒ فرماتے تھے تعجب ہے ان لوگوں پر جو میت پر روتے ہیں جس کا جسم مُردہ ہو چکا ہے اور اس شخص پر نہیں روتے جس کا دل مردہ ہو چکا ہے حالانکہ یہ اس سے زیادہ سخت حادثہ ہے۔

لوگوں سے میل جول غفلت کا محل ہے بشر بن منصور رحمہ اللہ تعالےٰ لوگوں سے بہت کم نشست و برخاست رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ لوگوں سے میل جول غفلتوں کا محل ہے۔ بخدا میرے پاس کبھی کوئی ایسا شخص نہیں بیٹھا کہ جس کی مجلس کو میں نے ترک کرنا مناسب نہ جانا

ہو کیونکہ ایسا کرنا میرے لئے اور اس کے لئے بھی مفید ہے۔ پس اے دوست اسے خوب یاد رکھ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۳۳ - رقتِ قلبی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رقیق القلب ہوتے اور ادائے حقوق اللہ میں کوتاہی کرنے پر بہت روتے اس خیال سے کہ شاید اللہ تعالےٰ ان پر رحم فرمائے۔ اس خصلت میں حضرت ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب اور ابو درداء رضی اللہ عنہم اعلےٰ درجہ رکھتے تھے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ ان کے چہرہ مبارک پر آنسوؤں کے جاری ہونے کے مقام میں دو سیاہ خط بن گئے تھے۔ یہی حال عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا تھا اور اسی طرح عمر بن عبدالعزیز، یزید رقاشی، فضیل بن عیاض، بشر حافی اور معروف کرخی رضی اللہ عنہم کی حالت تھی۔

یزید رقاشی رحمہ اللہ علیہ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو روتے اور جب ان کے سامنے کھانا رکھا جاتا تو روتے اور جب ان کے احباب ان کے پاس بیٹھتے تو روتے اور ان کو بھی رلاتے اور فرماتے کہ دوزخ کی آگ میرے ایسوں ہی کے لئے بنائی گئی ہے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کی آہ وزاری — عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ کا قاعدہ تھا کہ وہ رات بھر روتے رہتے اور گھر میں گھومتے رہتے اور صبح تک آہ وزاری کرتے رہتے اور بسا اوقات بے ہوش ہو کر گر پڑتے۔ وہ بالاخانے کی چھت پر نماز پڑھتے اور سجدہ میں اتنا روتے کہ آنسوؤں کے قطرے بہہ کر پرنالے میں سے گرنے لگتے

اور نیچے سونے ہوؤں پر پڑتے یہاں تک کہ ان کو گمان ہوتا کہ کوئی بادل گزرتا گزرتا ٹپک رہا ہے۔

رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا روپا کرتیں تو آنسوؤں کو اپنے پاس چھڑکتی جاتیں یہاں تک کہ ان کے پاس آنے والا خیال کرتا کہ یہ وضو کا پانی ہے۔

ابن سماک رحمہ اللہ تعالےٰ کی مجلس گرم ہو جاتی اور لوگ رونے لگتے تو وہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام، سفیان ثوریؒ، داؤد طائیؒ، فضیل بن عیاضؒ اور عمر بن عبدالعزیزؒ اور ان کے مثل دوسرے بزرگوں کی رونے کی حالت کا بیان کرتے جس سے لوگ اپنے گریہ کو معمولی سمجھتے۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میرا خدا کے خوف سے ایک ہی آنسو بہانا مجھے اس سے زیادہ عزیز ہے کہ میں سخت دلی کی حالت میں سونے کا پہاڑ صدقہ کروں۔

صالحین کی علامت | حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں صالحین کی علامت یہ ہے کہ ان کی رنگت زرد ہو آنکھیں چندھی ہو گئی ہوں اور ان کے ہونٹ پژمردہ ہوں یعنی بکثرت جاگنے، گریہ کرنے اور بھوکا رہنے کے باعث۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے آنکھوں کا رونا حقیقی رونا نہیں ہے بلکہ دل کا رونا حقیقی رونا ہے، کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کی آنکھیں روتی ہیں مگر اس کا دل سخت ہوتا ہے، چنانچہ منافق کا رونا سر سے ہوتا ہے نہ کہ دل سے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں گریہ کے دس حصے ہیں، ان میں سے ایک اللہ تعالےٰ کیلئے ہے اور باقی نو سب ریا سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن اگر سال میں ایک دفعہ بھی وہ حصہ آجائے جو اللہ تعالےٰ کے

لئے ہے تو امید ہے کہ آدمی دوزخ سے بچ جائے گا۔ انشاء اللہ تعالے (میں کہتا ہوں) رونے میں آدمی کا مقام آنکھ اور دل دونوں کے رونے بغیر کامل نہیں ہوتا صرف ایک سے رونے والا ناقص ہے خصوصًا جب کہ اُس شخص کے متبعین بھی ہوں چونکہ دل کے رونے کو اس کے متبعین نہیں دیکھ سکتے اس لئے آنکھ سے رونا بھی ضروری ہے اگرچہ اُس شخص کا مقام اس سے ترقی کر گیا ہو۔ واللہ اعلم۔

ایک شخص صلہ بن اشیم کی مجلس میں ریا سے رویا۔ لوگوں کو اس پر رحم آیا تو اسے خواب میں کہا گیا تو اپنے رونے کا بدلہ اُسی سے لے جس کو رو کر دکھلانا چاہتا تھا۔ سمیط بن عجلان رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے کہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالے جب روتے تو اپنے آنسوؤں کو آنکھوں ہی میں پھیرتے رہتے اور فرماتے کہ اس سے غم دیر تک باقی رہتا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالے جب روتے تو اُن کے ساتھ ان کی بیوی بچے اور خادم بھی رونے لگتے گو انہیں یہ معلوم نہ ہوتا کہ وہ کیوں رو رہے ہیں۔

گناہ دلوں کو زنگ آلودہ کر دیتے ہیں | صالح المری رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے گناہ دلوں کو زنگ آلودہ کر دیتے ہیں جو رونے بغیر نہیں اُترتا۔

شعیب بن حرب رحمہ اللہ تعالے ایک مرتبہ طاؤس رحمہ اللہ تعالے کی مجلس میں روئے یہاں تک کہ تمام لوگ رونے لگ گئے۔ اس پر انہیں خیال آیا کہ انہوں نے بڑا کام کیا ۔۔۔۔ طاؤس رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا اے دوست تجھے معلوم ہو کہ اگر تیرے ایک گناہ پر تیرے ساتھ زمین و آسمان والے بھی روئیں تو بھی تھوڑا ہے پھر تجھے یہ خیال کیونکر آیا کہ ایک ہی دفعہ رونے سے تمہارے تمام گناہ مٹ گئے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ کو کسی نے کہا کیا آپ کے پاس کوئی
قاری لائیں جو آپ کو قرآن مجید سنائے؟ آپ نے فرمایا کہ بیاں جس عورت کا
بچہ مر جائے اس کو نوحہ گر کی ضرورت نہیں ہوتی ۔

ضحاک رحمہ اللہ تعالےٰ ہر شام کو اتنا روتے کہ غشی آجاتی تھی اور فرماتے
کہ میں نہیں جانتا کہ میرا آج کا بُرا عمل جو آسمان پر گیا ہے اللہ تعالےٰ نے
معاف کر دیا ہے یا ابھی تک میرے اعمال نامہ میں موجود ہے اور میں اسے
قیامت کے دن دیکھوں گا ۔

قساوتِ قلب اخلاقِ صالحین کے منافی ہے

مکحول دمشقی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جب تم کسی کو روتے
دیکھو تو اس کے ساتھ رونے لگ جاؤ، یہ خیال نہ کرو
کہ وہ ریا سے ایسا کرتا ہے کیونکہ میں نے ایک مرتبہ ایک آدمی کی نسبت یہی
خیال کیا تھا تو اس کی سزا میں ایک سال تک رونے سے محروم رہا۔ اس سے
معلوم ہوا کہ جو شخص نیک ہونے کا مدعی ہو اور قرآن سننے کے وقت اس کا دل
نہ روئے تو وہ جھوٹا ہے کیونکہ دل کی قساوت اخلاقِ صالحین کے منافی ہے۔
پس اسے خوب یاد رکھ۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے
جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۴۳- طاعات میں کوتاہی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ عبادات میں کوتاہی کرنے کے سبب اپنی ہلاکت کا یقین رکھتے چہ جائیکہ ان سے گناہ واقع ہوں اور فرماتے کہ اللہ سبحانہ، و تعالٰے سے معافی کا امیدوار ہونا تحصیل حاصل ہے، بلکہ اس کا خیال ہو کہ اللہ تعالٰے ذرہ ذرہ پر مواخذہ کریگا تاکہ قیامت کے دن حساب کے لئے کھڑے ہونے سے خوف کھائے، کیونکہ جو کوئی یہاں دُنیا میں اپنا حساب نہیں کرتا وہ قیامت میں دیر تک حساب کے لئے کھڑا کیا جائے گا۔ ہم اللہ تعالٰے سے لطف و کرم کے خواستگار ہیں۔

اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو! عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں اپنے نفس میں برائیوں کی تلاش کرتے رہو کیونکہ کل قیامت میں ہر شخص اپنے اپنے ہم جنس کے ساتھ اٹھے گا۔ سو جو شخص ہر قسم کے گناہوں میں پڑا ہوگا اس کا حشر ہر جماعت کے ساتھ ہوگا۔ آپ اکثر اپنے نفس پر عتاب کرتے رہتے اور اس کو ڈانٹتے رہتے، اور فرماتے جب منادی قیامت میں آواز دے گا اے فلاں گناہ والو! کھڑے ہو جاؤ، تو اے اعرج تو بھی ان کے ساتھ کھڑا ہوگا، اور پھر کہے گا اے فلاں گناہ والو! کھڑے ہو جاؤ، تو اے اعرج تو ان کے ساتھ بھی کھڑا ہوگا، پھر پکارے گا اے فلاں گناہ کا ارتکاب کرنے والو! کھڑے ہو جاؤ؛ تو اے اعرج تو ان کے ساتھ بھی کھڑا ہوگا۔ غرض اے اعرج میرا گمان ہے کہ اس دن تجھے ہر جماعت کے ساتھ اٹھنا ہوگا۔

سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے کہ فقیر اس وقت تک کامل
نہیں ہوتا جب تک اس کی یہ حالت نہ ہو کہ احوالِ قیامت رات دن اس
کے پیشِ نظر رہیں تاکہ وہ اس دنیا ہی سے ان کے لئے تیار ہو جائے۔ نیز
وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص قبر میں آسانی چاہتا ہے وہ پوشیدہ کوئی ایسا
فعل نہ کرے جس سے آخرت میں رسوا ہو اور جب تک اس کے اندر
کوئی بری خصلت ہے اس کے لئے خوف لازم ہے یہاں تک کہ وہ قبر سے
بھی خوفزدہ اٹھے گا۔

اسی لئے لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو فرمایا کرتے تھے کہ بیٹا جس طرح
تم سوتے ہو اسی طرح مرو گے اور جس طرح تم سو کر جاگتے ہو اسی طرح تم قبر سے
اٹھو گے پس تو نیک عمل کر کہ تو دلہن کی طرح سوئے اور اٹھے اور اعمالِ بد
نہ کر کہ تو اس مجرم کی طرح خوفزدہ سوئے اور جاگے جس کو بادشاہ قتل کے لئے
طلب کرتا ہو۔

اویس قرنی رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے اس دنیا میں خوف کو کام میں لا
کیونکہ یہ آخرت میں تجھے عذاب سے نجات دے گا۔

منافق مومن کے نور سے مستفیض نہ ہو سکے گا

سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے اپنے
خود عمل کر اور کسی دوسرے ساتھی یا شیخ پر بھروسہ نہ کر
کیونکہ قیامت میں ہر ایک اپنی فکر میں لگا ہوگا، اور اپنے اعمال کو رعونات سے
پاک کر کیونکہ قیامت کے روز ان کا نور تمہارے اخلاص کے مطابق ہوگا اور
یاد رکھ کہ منافق مومن کے نور سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا جیسا کہ اندھا بینا کی
نظر سے مستفیض نہیں ہو سکتا۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس شخص نے دروازہ بند کر کے

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گویا مخلوق سے شرم کی اور اللہ تعالیٰ سے شرم نہ
کی اللہ تعالیٰ اُس کا حساب سختی سے لے گا اور اس کو سخت ملامت کریگا
پھر اس کی طرف غضب کی نظر سے دیکھے گا اور فرشتوں کو حکم دے گا کہ اسے
پکڑ لو۔ پس ہزار یا اس سے زیادہ فرشتے اُس کے پکڑنے کو دوڑیں گے اور
اس کو منہ کے بل کھینچیں گے۔ کہتے ہیں کہ وہ اُن کے ہاتھوں میں ٹکڑے ٹکڑے
ہو جائے گا۔ پس اے ابنِ آدم سوچ کہ تُو تو اس عذاب میں گرفتار نہیں ہو گا،
اور اللہ کے انبیاء اور رسولوں کو شفیع بنا، ممکن ہے کہ جن کو تو نے شفیع بنایا ہو
ان کی شفاعت سے تیری مغفرت ہو جائے۔

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے کو مخاطب کر کے فرماتے اے ربیع
تیرا کیا حال ہو گا جب زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر دفعتہً ریزہ ریزہ کر دیا
جائے گا۔ ابو عمران الجونی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے قیامت کو جو کچھ انسان
کے ساتھ ہو گا جانور دیکھیں گے تو کہیں گے شکر ہے اس خدا کا جس نے ہمیں
بنی آدم نہ بنایا۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم ان لوگوں سے نہ ہو جن کو
قیامت میں میزان اور حساب رسوا کرے گا۔

مروی ہے کہ اہلِ محشر سب کے سب اللہ تعالیٰ سے شرمندگی اور
خجالت کی وجہ سے انگلیاں کاٹیں گے اور ہر ایک کا غم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری
میں اپنی کوتاہی کے مطابق ہو گا۔

اکابر پر مرض کی تشدید ترقیٔ درجات کے لئے ہوتی ہے

میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ انسان پر روح
کا نکلنا اسی قدر آسان کرے گا جس قدر اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا میں مصیبتیں

اٹھائی ہوں گی۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ انبیاء تو تمام لوگوں سے زیادہ مبتلائے مصائب رہتے ہیں باوجود اس کے مروی ہے کہ ان پر مرض وغیرہ میں نہایت سختی کی جاتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا اکابر پر مرض کی شدت درجات کی ترقی کے لئے ہوتی ہے نہ کہ دنیاوی تعلقات کے باعث جو ان کو اپنی طرف کھینچتے ہوں، بلکہ ان کے حق میں یہ خیال کرنا بھی جائز نہیں، اور بعض کو اپنے تلامذہ کی وجہ سے روح کے نکلنے میں نہایت تکلیف ہوتی ہے کہ وہ دنیا سے جانا نہیں چاہتے جب تک ان کے شاگرد کامل نہ ہو جائیں اور مقام معرفت کے کمال تک نہ پہنچ جائیں باوجودیکہ وہ اللہ تعالےٰ سے ملاقات کے بھی خواہشمند ہوتے ہیں۔ پس ان دو امور کی کشاکش کی وجہ سے ان کو روح کے نکلنے میں دشواری ہوتی ہے اور اگر انہیں اپنے شاگردوں پر کمال شفقت مانع نہ ہو تو ان کی روح اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے شوق میں نہایت آسانی سے نکل جائے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل نے عیسیٰ علیہ السلام سے سام بن نوح علیہما الصلوٰۃ والسلام کے دوبارہ زندہ کرنے کی درخواست کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھے ان کی قبر دکھا دو۔ لوگ آپ کو ان کی قبر پر لے گئے۔ آپ نے ان کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا اے سام اللہ تعالےٰ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو۔ کہتے ہیں کہ سام زندہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ دیکھا تو ان کا سر اور ڈاڑھی سفید تھی۔ عیسےٰ علیہ السلام نے کہا اے سام جب تمہارا انتقال ہوا تھا اس وقت تو تمہارے بال سیاہ تھے۔ سام نے کہا ہاں لیکن جب میں نے ندا سنی تو خیال کیا کہ قیامت ہو گئی اس لئے میری ڈاڑھی اور سر اسی وقت سفید ہو گیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا آپ کو فوت ہوئے کتنا

زمانہ گزرا ہے؟ انہوں نے فرمایا پانچ ہزار سال، لیکن اب تک مجھے روح نکلنے کی سختی نہیں بھولی۔ عیسٰے علیہ السلام کے سامنے جب قیامت کا ذکر ہوتا تو آپ یوں چیختے جیسے وہ عورت چیختی ہے جس کا بچہ مرگیا ہو۔ اور فرماتے کہ ابن مریم کے لئے زیبا نہیں کہ وہ قیامت کا ذکر سن کر خاموش رہے۔

دہیب المکی رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے کہ دنیا میں کسی بھی شخص کو ہنسنا کیونکر مناسب ہے جب کہ اسے معلوم ہے کہ اس کے آگے روز قیامت ہے جب بکثرت نالہ وفریاد، بھاگنا، دوڑنا اور کھڑے ہونا پڑیگا اور شدت رعب وخوف سے اس کے جوڑ ٹوٹنے کے قریب ہو جائیں گے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے کے قول فِی یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ مقدار ہشت کے روز طلوع آفتاب سے نصف النہار تک ہوگی اور نصف النہار سے پہلے پہلے مخلوق حساب سے فارغ ہو جائے گی۔ اہل جنت جنت میں چلے جائیں گے اور اہل دوزخ دوزخ میں۔

کامل ولی کو کوئی امر ذکر الٰہی سے مانع نہیں

سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ جس شخص کے نفس میں باغات کی سیر کرنے اور خوبصورت عورتوں کے ساتھ نرم بچھونوں پر سونے اور خوشبودار لباس پہننے کی رغبت ہو وہ اہوالِ قیامت سے غافل ہے لیکن اگر وہ اولیاء کا ملین سے ہو تو اسے دو جہان میں کوئی امر بھی ذکر الٰہی سے غافل نہیں کرتا۔ پس اے دوست اسے یاد رکھو، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

۳۵۔ طولِ اَمل سے اجتناب

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مکانات وغیرہ بنانے کا اہتمام نہ کرتے اور اگر ان میں سے کوئی مکان بناتا بھی تو اسی قدر پر اکتفا کرتا جس سے ضرورت رفع ہو جائے اور آرائش و زیبائش کا اہتمام نہ کرتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس اس قدر حلال مال نہ ہوتا اور نہ ان کو لمبی امیدیں ہوتیں۔ پس امید کی کوتاہی ان کو ایسا کرنے کی اجازت نہ دیتی۔ سیدی احمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خانقاہ اور اپنا مکان اینٹ گارے سے بنوایا تھا اور کھجور کی شاخوں کی چھت ڈالی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی بزرگی کا مدعی ہو اور پھر وہ بخوشی دنیا میں مضبوط مکان بنوائے تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ خصوصاً جو انقطاع الی اللہ کا مدعی ہو کیونکہ یہ بات اس کو کسی وقت بھی مناسب نہیں، مگر جب اس کو خیرات یا صدقہ وغیرہ کے خیال سے بنائے تو اس وقت اس کے مضبوط بنانے کا باعث اپنی موت کے بعد صدقہ کا جاری رکھنا ہوگا جیسا کہ سیدی مدینؒ اور سیدی ابو العباس غمریؒ وغیرہما کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا ہے۔ پس ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں۔

سیدی شیخ عبد القادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اپنے لیے ایک مضبوط مکان بنوا رہا تھا تو آپ نے یہ اشعار پڑھے

اتبنی بناء الخالدین وانما   مقامک فیہا لو عقلت قلیل

لقد کان فی ظل الاراك کفایۃ لمن کان یوماً یقتضیہ رحیلٌ

(ترجمہ) کیا تو دائمی رہنے والے کی طرح گھر بنواتا ہے حالانکہ اگر تو غور کرے تو اس میں تیرا مقام بہت تھوڑا ہے۔ اس شخص کے لئے تو پیلو کے درخت کا سایہ ہی کافی ہے جس نے کہ ایک دن کے بعد کوچ کرنا ہو۔

سیدی علی خواصؒ کی روش | جن حضرات کو ہیں نے اس روش پر پایا ہے ان میں سے شیخ سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالٰی ہیں سو جب کسی فقیر کو گھر بناتے دیکھتے تو اس کے لئے یہ فعل برا سمجھتے اور اس سے فرماتے جتنا تو نے اس گھر کی تعمیر پر خرچ کیا ہے اتنا اس میں آرام نہیں کرے گا۔

میرے دوست ابوالعباس رحمہ اللہ تعالٰی نے جامع البشیر میں گھر بنایا تو اس پر سات سو دینار خرچ کئے۔ اس پر شیخ نے ان کو ڈانٹا اور کہا اگر تو کرایہ پر رہتا تو تیرے لئے اس کا دسواں حصہ ہی کافی تھا جتنا کہ تو نے اس مکان پر صرف کیا ہے اور باقی روپیہ کو صدقہ کر سکتا تھا۔ اس کے سات سال بعد یا کچھ کم و بیش ابوالعباسؒ کا انتقال ہو گیا۔

شیخ رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے تھے کہ جب کوئی فقیر اپنے مسلمان بھائیوں کے مال سے گھر بناتے تو ان کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ اس کو نصیحت کریں کہ وہ ان کا مال اس پر صرف نہ کرے اور اس کو اس بات کی ہدایت کی جائے جس سے قیامت کے دن ان کی میزان بوجھل نہ ہو۔ یہ اس وقت ہو سکتا ہے کہ اس سے بار بار اس کے متعلق پوچھیں اور اگر اس سے اس کے متعلق تعریضاً یا تصریحاً سوال کریں تو کیا اچھا ہو۔

سلف صالحین کا دستور | تمام سلف صالحین کا یہ دستور رہا ہے کہ وہ حرص اور طول امل سے بچتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے ایک لونڈی ایک مہینے کے اقرار پر خریدی ہے آپ نے فرمایا کیا تم اسامہؓ کی حالت پر تعجب نہیں کرتے جس نے ایک مہینے کے اقرار پر خریداری کی ہے ۔ واللہ اسامہ طویل الامل آدمی ہے ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ میں اپنا قدم اٹھا کر یہ نہیں خیال کرتا کہ مرنے سے پہلے اسے زمین پر بھی رکھ سکوں گا ، اور میں اپنی آنکھ کھول کر یہ نہیں خیال کرتا کہ مرنے سے پہلے اسے بند کر سکوں گا اور میں ایک لقمہ منہ میں ڈال کر یہ نہیں خیال کرتا کہ میں مرنے سے پہلے (اور ایک روایت میں ہے حتیٰ کہ موت سے میرا گلا گھٹنے لگے) اسے نگل جاؤں گا ۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص بھوکا رہے اور امید کو تاہ رکھے اس کے دل میں شیطان جگہ نہیں پاتا ۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اے ابن آدم تیری عمر چند دنوں کا مجموعہ ہے اس لئے جب کوئی دن گزرتا ہے تو گویا تیرا بھی ایک جزو ختم ہو جاتا ہے ۔

ایک دفعہ لوگوں نے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اقامت کہی اور ایک فقیر کو نماز پڑھانے کے لئے آگے کرنے لگے ۔ اس نے انکار کر دیا اور کہا مجھے خوف ہے کہ میں نماز ہی میں مر جاؤں اور لوگوں کی نماز پریشان ہو ۔ لوگوں نے اصرار کیا تو اس نے کہا میں اس شرط پر پڑھاتا ہوں کہ پھر دوسری نماز نہ پڑھاؤں گا ۔ اس پر معروف کرخیؒ نے اسے کہا اے دوست پیچھے ہٹ جا ، تو دیوانہ ہے ، پہلے تو تو نماز میں مر جانے سے ڈرتا تھا ۔ اس کے بعد تیرے جی میں خیال آیا کہ تو دوسری نماز تک زندہ رہے گا ۔ پھر دوسرے آدمی کو آگے بڑھایا اور اس نے جماعت کرائی ۔

داؤد طائی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جو شخص ہمیشہ طویل الامل ہو اسے اکثر عمل یاد نہیں رہتا اور توبہ کرنے میں دیر کرتا ہے۔

قصیر الامل کون ہے؟ | حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں قصیر الامل یہ سمجھتا ہے کہ جو چیز وہ کھائے گا اس کے مرنے کے بعد اس کے پیٹ سے غسال کے ہاتھ پر نکلے گی اور وہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ اس نے جمع کیا ہے اس سے وہ فائدہ نہ اٹھائے گا بلکہ اس سے دوسرے ہی نفع اٹھائیں گے۔ اگر اس نے اس کے مخالف خیال کیا تو وہ طویل الامل ہو گا۔

ابو عثمان النہدی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے اس وقت میری عمر ایک سو تیس سال کی ہے اور میری تمام چیزوں میں تغیر آگیا ہے بجز میری امید کے کہ میں اسے اسی طرح پاتا ہوں فَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

دنیا زاہدوں کی مطلقہ ہے | یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ دنیا زاہدوں کی مطلقہ ہے جس کی عدت کبھی ختم نہیں ہوتی، کیونکہ جب کوئی اسے طلاق دیتا ہے تو دوسرا فوراً اس کو نکاح میں لے آتا ہے۔

میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ سے سنا ہے کہ ہم میں کوئی شخص طول امل سے خالی نہیں مگر ہر ایک کا اپنا مقام ہے۔ سب سے اعلیٰ وہ ہے جس کو صرف ایک سانس کی امید ہو۔ پس طول امل ہر ایک کے لئے رحمت الٰہی ہے، اگر یہ نہ ہوتی تو کوئی شخص زندگی بسر نہ کر سکتا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں دریا میں مچھلی کی پیٹھ پر اور کھجور کے اندر گٹھلی کی پشت پر لکھا ہوا ہے کہ فلاں بن فلاں کا رزق

ہے، اس کو اس کے سوا کوئی نہیں کھا سکتا مگر اس کے باوجود حریص آدمی کوشش میں مرا جاتا ہے اور ڈرتا ہے کہ ایسا نہ ہو اُس کے رزق کو کوئی اور لے لے۔ پس اے دوست اسے خوب یاد رکھ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۴۶۔ مخلوق پر شفقت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام مسلمانوں پر خواہ نیک ہوں یا بد اور تمام حیوانات پر بہت شفقت کرتے، اور ایسے کام کرتے کہ ان کی وجہ سے دوسروں کے دین میں کوئی نقص واقع نہ ہو، اور یہ ان کا ایک نہایت اعلےٰ وصف ہے، اس پر وہی عامل ہو سکتا ہے جس کی بصیرت کو اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے منور کیا ہو، اور وہ بحکم وراثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پر ان کے نفسوں سے بھی زیادہ مشفق ہوتے تھے یہی وجہ تھی کہ لوگ ان کے قریب رہنے میں بہت رغبت کرتے یہاں تک کہ اکثر اوقات ان کے پڑوس والے مکان کے خریدنے میں اس مکان سے زیادہ دام خرچ کر دیتے تھے جو اُن کے اپنے رشتہ داروں کے پڑوس میں ہوتا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ گھر کا ہمسایہ اگر کشادہ رو اور شیریں زبان ہو تو گھر کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔

ابو مسلم خولانی رحؒ کا عمل ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں پر رحم کرنے کے متعلق میں بہت مبالغہ کرتے تھے۔ بعض اوقات آپ کسی جماعت کے پاس سے گزرتے تو اُن کو سلام نہ کہتے اور فرماتے میں ڈرتا ہوں کہ مبادا یہ لوگ مجھے حقیر سمجھ کر میرے سلام کا جواب نہ دیں اور میرے سبب سے گنہگار ہوں۔

ابو عبداللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جب تمہیں یہ معلوم ہو کہ لوگ تمہیں دیکھ کر تمہاری آبرو میں دست اندازی کریں گے تو تم اُن پر رحمت کے

لئے سوائے اوقاتِ نماز کے ان کے ساتھ ملاقات نہ کرو۔

گنہگار کو بنظرِ رحمت نہ دیکھنے والا طریق سے خارج ہے ابو عبداللہ مغاربی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جو شخص گنہگاروں کو بنظرِ رحمت نہ دیکھے وہ طریقِ صوفیہ سے باہر ہو گیا۔ معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی گنہگار کو دیکھتے تو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے اور اس کے لئے رحمت کی امید رکھتے اور فرماتے اللہ تعالےٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی نجات اور ان پر رحمت کے لئے مبعوث کیا ہے اور شیطانِ لعین کو لوگوں کے ہلاک کرنے اور ان کی برائی پر خوش ہونے کے لئے بھیجا ہے۔

ایک دفعہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ایسی جماعت پر گزر ہوا جو دریائے دجلہ میں کشتی پر سوار تھی اور ان کے پاس شراب وغیرہ رکھی ہوئی تھی۔ لوگوں نے آپ سے کہا آپ ان نافرمانوں کے لئے بددعا کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا اے اللہ جس طرح تو نے ان کو دنیا میں خوش کیا ہے اسی طرح ان کو آخرت میں بھی خوش رکھ۔ لوگوں نے عرض کی ہم نے آپ سے بددعا کی گذارش کی تھی اور آپ نے تو ان کے حق میں دعا کی۔ آپ نے فرمایا معاذ اللہ میں کسی مسلمان کے لئے بددعا کروں، بے شک اللہ تعالےٰ آخرت میں ان کو اسی وقت خوش کرے گا جب دنیا میں توبہ کی توفیق دے کر ان کو معاف کر دے گا اور یہ آپ کے حسنِ سیاست کی دلیل ہے۔

ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالےٰ کی عادت تھی کہ جو کوئی انہیں ستاتا اس کے حق میں کبھی بددعا نہ کرتے، اور فرماتے کہ اس کے لئے اپنے ظلم کا بوجھ ہی کافی ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ کا قاعدہ تھا کہ جب کچھ ہم سفر لوگ ان

کے گھر کے پاس فروکش ہوتے تو آپ تمام رات صبح تک بیدار رہ کر ان کے اسباب کی نگرانی کرتے اور ان کو اس کی خبر نہ ہونے دیتے۔

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا کون ہے

روایت ہے کہ موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی اے اللہ مجھے وہ شخص بتلا جو تجھے مخلوق میں سب سے پیارا ہے۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ اے موسٰے مجھے وہ شخص سب سے زیادہ پیارا ہے جو کسی مومن کے کانٹا لگنے کی خبر پاکر اس طرح غمگین ہو کہ گویا خود اسی کے لگا ہے۔

سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے تھے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن سایہ میں تشریف رکھتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم دھوپ میں تھے، تو اس وقت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور فرمانے لگے اے محمدؐ! آپ سایہ میں بیٹھے ہیں اور صحابہؓ دھوپ میں، یعنی آپ پر امّت کی ہدایت کے لئے عتاب فرمایا گیا۔

ابو عبداللہ بن عون رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں اس امّت میں سے سب سے پہلے رحمت و شفقت اٹھائی جائے گی۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالٰی کی یہ حالت تھی کہ جب کسی مسلمان کو کوئی تکلیف وہ امر پیش آتا تو ان کو نہایت ملال ہوتا یہاں تک کہ دل تنگی کی وجہ سے بعض اوقات خون کا پیشاب کرتے۔

ابدال کی علامت

حسن بصری رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے تھے ابدال کی علامت یہ ہے کہ وہ عام مسلمانوں پر نہایت شفقت و رحمت کرتے ہیں۔ معروف کرخی رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے تھے جو شخص ہر روز یہ دعا کرے کہ اے اللہ امّت محمدیہ پر رحم فرما، اے اللہ! امت محمدیہ کی اصلاح فرما۔ اے اللہ!

امتِ محمدیہ کو کشائش دے، تو اللہ تعالےٰ اُس کو ابدال میں لکھتا ہے۔

پس اے دوست اس کو یاد رکھ اور ہر حال میں اپنے سلف کی پیروی کر۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۳۷- موجودہ پر قناعت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ موجودہ پر قناعت کرتے اور دُنیا میں ضرورت سے زیادہ کھانے پینے، لباس، سواری، نکاح اور مکان وغیرہ کے طالب نہ ہوتے۔

عزّت اور غنا کی جائے قیام | وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ عزت اور غنا دونوں اپنی جگہ سے نکل کر ایسے شخص کی تلاش میں ڈھونڈتی پھریں کہ جس کے پاس ہمیشہ رہیں۔ راستے میں انہیں ایک قانع شخص مل گیا تو اسی کے پاس ٹھہر گئیں۔

محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالےٰ نمک یا سرکہ سے روٹی کھاتے اور فرماتے کہ جو شخص دُنیا میں ان چیزوں سے خوش ہے وہ لوگوں کے سامنے ذلیل نہیں ہوگا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جو شخص اس زمانہ میں بخوشی روزی پر قناعت نہ کرے وہ ضرور ذلیل وخوار ہوگا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے مال جمع کرنے کی اجازت چاہی تو اسے فرمایا جو شخص مال جمع کرتا ہے وہ پانچ خصلتوں میں مبتلا ہوتا ہے یعنی طولِ امل، شدتِ حرص، بخل، آخرت سے فراموشی، اور قلتِ پرہیزگاری۔

حامد لفاف رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جو شخص قناعت سے تونگری حاصل کرنا چاہے وہ راہ راست پر ہے اور جو اس کو مال سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ راستے سے چوک گیا ہے۔

میں نے بحمد اللہ تعالےٰ بہت سے لوگ اس صفت سے موصوف دیکھے ہیں۔

ان میں سے چار یہ ہیں شیخ الاسلام زکریا، شیخ امین الدین امام جامع الغمری، شیخ عبد الحلیم بن مصلح، شیخ علی نبتیتی، شیخ علی البحیری، شیخ محمد بن عنان، شیخ محمد المنیر اور شیخ محمد العدل وغیرہم ہیں۔ میں نے ان کو دیکھا ہے کہ یہ لوگ خشک روٹی کے ٹکڑے کر کے پانی میں ڈالتے اور اسی پر گزارا کرتے تھے۔

قناعت کیا ہے؟ | شیخ تاج الدین ذاکر رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے قناعت اس کا نام نہیں کہ انسان کو بغیر کلفت کے جو کچھ حاصل ہو اسے کھالے، بلکہ قناعت یہ ہے کہ مال کثیر اور کھانا ہونے کے باوجود پانچ دن یا تین دن میں تھوڑا سا کھالے۔

سیدی علی خواص کے اقوال | سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالے جب کھانا کھاتے تو نو لقموں سے زیادہ نہ کھاتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حسب ابن آدم لقیمات یقمن صلبہ۔ یعنی آدمی کے لئے چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں۔ "لقیمات" تین سے لے کر نو لقموں تک کیلئے آتا ہے۔ اور یہ مسلّم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صحیح ہے لہٰذا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر کامل ایمان رکھتا ہے اسے نو لقمے ہی کافی ہیں اور اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں۔

ایک دفعہ میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ جس شخص کو رات دن میں نو لقمے کفایت نہیں کرتے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر کامل ایمان نہیں رکھتا۔ میں کہتا ہوں، اس حدیث کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جو محنت کے کام نہیں کرتے لیکن جو محنت کے کام کرتے ہیں مثلاً کسان، کھیتی کاٹنے والے، ڈھال بنانے والے، ملاح وغیرہ ان کے لئے اتنی مقدار کافی نہیں ہے بجز اس صورت کے کہ ان میں فرشتوں کی سی قوت ہو اور ان کی روحانیت ان

کی جسمانیت پر غالب ہو جیسا کہ احادیث میں آیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے قوم لوط کی بستیاں اکھاڑ لی تھیں اور ان کو آسمان کی طرف اٹھا لے گئے تھے یہاں تک کہ آسمان والوں نے مرغوں اور کتوں کی آوازیں بھی سنیں۔ حالانکہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔

پس اس میں غور کرو اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے

○

۱۳۵ - رزق کے لئے عدم اہتمام

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رزق کے لئے مطلقاً اہتمام نہ کرتے، اور اگر ان کے پاس درہم و دینار نہ ہوتے تو خوش رہتے، اور کل کے لئے خوراک جمع کرنا بھی برا سمجھتے، اگر ان میں سے کوئی ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ وغیرہ کا کھانا جمع رکھتا تو یہ اپنے لئے نہ ہوتا بلکہ صرف عیال کے اس اضطراب کے خیال سے جمع کرتے جو کچھ نہ ہونے پر ان کے دل میں پیدا ہونا ممکن ہے بلکہ بسا اوقات ان کے دل میں اپنے رب عزّ وجلّ کی نسبت بدگمانی پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔
بعض کہتے ہیں کہ یہ لوگ اس خوراک کو جمع کرتے جس کی نسبت بطریق کشف ان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ خالص انہیں کا رزق ہے اور دوسرے کو اس میں سے لینا روا نہیں۔ لیکن میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو کہتے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ عارف باللہ کا کمال یہ ہے کہ جب اسے معلوم ہو کہ فلاں شے اس کی قسمت کا رزق ہے تو اسے جمع نہ کرتے بلکہ جو قدرت الٰہی نے اس چیز کا اس کے پاس مقرر کیا ہے اس کا انتظار کرتے دنیا سے بے پرواہی اور زہد کے خیال سے، کیونکہ اس کے جمع کرنے میں چنداں فائدہ نہیں۔

خضر سے عارفین کی ملاقات | میں نے شیخ علی نبتیتی البصیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ خضر علیہ السلام کی اولیاء اللہ سے ملاقات کی یہ شرط ہے کہ وہ ایک دن کا بھی کھانا جمع نہ کریں، جو فقیر ایک دن کا کھانا جمع کرے گا

اس کے ساتھ ملاقات نہ ہوگی اگرچہ اس کی عبادت ثقلین کی عبادت کے برابر ہو۔ نیز فرماتے تھے کہ خضرؑ عارفین کے پاس تو حالت بیداری میں آتے ہیں اور مبتدیوں سے خواب میں ملتے ہیں کیونکہ مبتدی بیداری میں ملنے کی تاب نہیں رکھتے۔ اس لئے خواب میں ان کو طریقت کے آداب سکھانے میں بجز وہ نہیں جاتے۔

ابو عبداللہ لیسری رحمۃ اللہ تعالےٰ جو دربار رسالت میں حاضر ہونے والوں میں سے تھے آپ کے پاس حضرت خضرؑ بیداری میں آتے تھے اور دیر تک باتیں ہوتی رہتیں، بعد ازاں آپ سے بیداری میں ملاقات بند ہوگئی اور خواب میں تشریف لانے لگے۔ آپ نے اس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا ہم اس کے پاس نہیں آتے جو اگلے دن کا کھانا جمع کرے، تم نے فلاں وقت اپنی زوجہ سے کہا تھا کہ یہ درہم نے اور کل کے لئے الماری میں رکھ چھوڑے۔ ابو عبداللہؒ نے عرض کی یہ صحیح ہے مگر میں نے جمع کرنے سے توبہ کر لی ہے لیکن پھر بھی اس کے بعد خضر علیہ السلام مرتے دم تک آپ کو بیداری میں نہ ملے جیسا کہ آپ نے مرض موت میں خود بیان کیا تھا۔

اویس قرنیؓ کا قول | اویس قرنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس وقت تک کسی بندے کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا جبتک کہ وہ اپنے رزق کے اہتمام میں لگا ہو کیونکہ رزق کا اہتمام کرنے والا گویا اللہ تعالےٰ پر بدگمانی کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ پر بدگمانی کرنے والے کا عمل مقبول نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کبھی انسان اللہ تعالےٰ کے حکم سے کسب کے ذریعے رزق کا اہتمام کرتا ہے اور اس کی طلب میں ہر طرح کی کوشش کرتا ہے اس لئے اطمینانی سے نہیں کہ اللہ تعالےٰ اس کی خبر نہ لے گا۔ پس اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے کلام کو اس کے خلاف پر محمول کرنا چاہیئے

اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بغیر نماز نہیں ہوتی

ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالےٰ سے کسی نے کہا کہ آپ کا کھانا پینا کہاں سے آتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا جہاں سے اللہ تعالیٰ مکھی اور مچھر کو دیتا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ مکھی اور مچھر کو تو دے گا اور ابویزید کو بھول جائے گا؟ آپ نے ایک امام کے پیچھے عرصہ تک نمازیں پڑھیں۔ ایک دن اس نے دریافت کیا۔ میں نے تمہیں کوئی کام کرتے نہیں دیکھا پھر تم کھاتے کہاں سے ہو؟ ابویزید نے کہا ٹھہر جاؤ جو تمہارے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں پہلے ان کو لوٹا لینے دو، پھر تمہیں جواب دوں گا کیونکہ تم اللہ ہی کو نہیں پہچانتے اور جو اللہ سبحانہ وتعالےٰ کو نہ پہچانے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں! یہ قول حدیث صلوا خلف کل بر وفاجر جو ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو، کے منافی نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث اماموں کے خلاف بغاوت کو روکنے کے لئے ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ امام کو کامل ہونا چاہیئے۔

واضح ہو کہ آئندہ کے لئے جمع نہ کرنے پر صوفیوں کی ایک یہ دلیل ہے جو منقول ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تین پرندے ہدیۃً لایا۔ ان میں سے ایک پرندے کو آپؐ کا خادم کھلاتا رہا چنانچہ اگلے دن وہ اسی پرندے کو لے کر آپؐ کے پاس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نے تمہیں منع نہ کیا تھا کہ اگلے دن کے لئے کوئی شے نہ رکھا کرو، کیونکہ اللہ تعالےٰ ہر روز کا رزق ہر روز دیتا ہے۔

پس اے دوست دوسرے دن کے لئے کھانا جمع کرنے میں اپنے نفس کا امتحان کر، اگر وہ اس کیلئے بے چین ہو تو اس سے کہو کہ صالحین کے مقام میں تمہارا کچھ حصہ نہیں۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۳۹۔ رنج و مصیبت کو ترجیح

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ نعمت اور آسودگی کے مقابلہ میں مصیبت اور بلا کو ترجیح دیتے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رہتی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہو وہ ایسی باتوں کو بھی پسند کرتا ہے جو اللہ کا مقرب بنائیں اور اس کی یاد دلائیں۔

آسودگی باعث مصیبت ہے

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص بلا کو نعمت اور آسودگی کو مصیبت نہ سمجھے وہ دانا نہیں ہے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس کچھ لوگ آئے۔ آپ اس وقت ایک اندھیری کوٹھڑی میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ایک روٹی تھی لوگوں نے کہا حضرت کیا آپ کے پاس چراغ نہیں ہے اور کوئی ایسی شے نہیں جس پر روٹی رکھیں۔ آپ نے فرمایا مجھے رہنے دو، بخدا مجھے اپنی گذشتہ باتوں پر ندامت ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جس شخص پر اللہ تعالیٰ دنیا میں فراخی کرے اور اسے یہ اندیشہ نہ ہو کہ مبادا یہ مکر ہو تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے مکر سے غافل ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جس شخص کو ہر رات سوکھا ٹکڑا کھانے کو مل جائے وہ فقیر نہیں ہے بلکہ فقیر وہ ہے جسے کچھ بھی نہ ملے۔

ربیع بن انسؓ کا قول | ربیع بن انس رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ مچھر جب تک بھوکا رہے زندہ رہتا ہے اور جب سیر ہو جائے تو موٹا ہو جاتا ہے اور جب موٹا ہو جاتا ہے تو مر جاتا ہے یہی حال آدمی کا ہے کہ جب وہ دنیا سے سیر ہوتا ہے تو اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔

حفص بن حمید رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ تمام علماء، فقہاء، حکماء اور شعراء اس پر متفق ہیں کہ آخرت میں نعمتوں کا کمال دنیا میں نعمتوں کی کمی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

واضح ہو کہ اس تعلق پر صوفیائے کرام کی ایک یہ دلیل ہے جو مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کیسے خوش ہو سکتا ہوں جب کہ اسرافیلؑ منہ میں صور لئے ہوئے ہیں اور کان دھرے حکم کے منتظر ہیں کہ کب حکم ہو اور وہ صور پھونکیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کامل لوگ اسی دنیا میں یوم قیامت کے خوفناک واقعات کو دیکھتے رہتے ہیں اور یہی بات ان کو کھانے پینے، سونے اور جماع وغیرہ کی لذت سے محظوظ ہونے سے مانع ہوتی ہے۔ پس اس میں غور کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

۴۴۔ دُنیا کی روگردانی پر خوشی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ اُن سے دنیا کا رُخ پھیر دیتا تو وہ خوش ہوتے، یہ اس لئے کہ وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے تھے اور جو اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے وہ بالضرور دُنیا کو ناپسند کرتا ہے کیونکہ یہ کمال عبادت سے روکتی ہے۔ لہٰذا اُن کا سب سے اعلیٰ خُلق یہ تھا کہ دنیا کے آنے سے اُن کے دل منقبض ہوتے تھے، پس اے دوست غور کر کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب لوگوں سے بڑھ کر محبت رکھتے تھے وہ اپنے دن رات کیسے بسر کرتے تھے حالانکہ ان میں سے اکثر کے پاس نہ درہم و دینار نہ ہوتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ اس شدید محبت کے جو آپ کو اہلِ بیت اور اہلِ بیت کو آپ سے تھی ان کے لئے یہ دعا فرمائی تھی کہ اللھم اجعل رزق آل محمد قوتاً (اے اللہ آلِ محمد کو بس روز کے کھانے کے لئے رزق دینا) یہ اس لئے کہ آدمی اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ رہے اور اسے کوئی شے اس سے مانع نہ ہو، بالخصوص مثال کے طور پر اگر کوئی شخص بھوک پہ صبر نہ کرے گا تو وہ صبح و شام اللہ تعالےٰ ہی کی طرف متوجہ رہے گا اور اپنی روز کی خوراک مانگتا رہے گا اور اس میں سستی نہ کرے گا۔

دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے | عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ دنیا مومن

کے لئے قید خانہ ہے اور قید خانے میں اس کا سب سے بڑا عمل صبر اور غصے کا ضبط کرنا ہے۔ مومن کے لئے دنیا میں دولت نہیں ہے بلکہ اس کی دولت کل آخرت میں ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئیگا کہ اس میں مومن ایک لونڈی سے زیادہ ذلیل ہوگا اور وہ یوں زندگی بسر کریگا جس طرح سرکنڈا کا کیڑا سرکنڈ میں رہتا ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ جس شخص سے اللہ تعالے تین دن تک دنیا کو روکے رکھے اور وہ اس پر صبر کرے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

عبداللہ بن بکر المزنی رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے کہ اللہ عزّ وجلّ اپنے مومن بندے کو اس کی محبت کے سبب مصائب کے گھونٹ پلا کر ان کی تلخی کا مزہ چکھاتا ہے جیسا کہ عورت اپنے بچے کو اس کی تندرستی کے لئے ایلوا پلاتی ہے۔

اس خلق پر حضرات صوفیہ کی یہ دلیل ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں تو اس پر آپ نے فرمایا اگر تجھے مجھ سے محبت ہے تو فقر کے لئے پاکھر تیار رکھ کیونکہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس کی طرف مفلسی سیل کے پانی سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ دوڑتی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے دنیا ہم پر سخت اور مکدر رہی اور جب آپ رحلت فرما گئے تو بہہ پڑی آگئی یعنی ہم آپ کی برکت سے دنیا سے محفوظ تھے پھر جب آپ تشریف لے گئے تو وہ حفاظت جاتی رہی اور ہم میں نقص آگیا۔

عارف کے دل میں دنیا کی کوئی جگہ نہیں

میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا تھا وہ فرماتے تھے کہ جب آدمی مقاماتِ عرفان میں ترقی کرتا ہے تو دنیا اس سے زیادہ نفرت کرنے لگتی ہے حتیٰ کہ اگر وہ اسے بلاتا بھی ہے تو بھی نہیں آتی کیونکہ دُنیا اس کے دل میں اپنے لئے کوئی جگہ نہیں دیکھتی جس میں ٹھہر سکے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص فقر کا جھوٹا دعوے کرے اس کے پاس بڑھاپے میں دُنیاوی مال و اسباب کا بڑھ جانا اس کے جھوٹ کی علامت ہے۔ پس اس پر غور کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۴۱ - اُمرا کی مخالطت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ امرا کی مخالطت پر اپنے دوستوں کو خوب سخت سُست کہتے اور جو شخص اُن کو نصیحت کرتا اس کا بہت شکریہ ادا کرتے اور جس قدر وہ علم میں ترقی کرتے اسی قدر وہ اپنے بارے میں فسق کا اعتقاد رکھتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آدمی کی اکثر حالت یہ ہے کہ وہ اپنے تمام علم پر عمل کرنے سے عاجز ہے اور جب آدمی اپنے تمام علم پر عمل نہ کر سکے تو اس کو جتنے پر عمل نہیں کیا اس کے اعتبار سے فاسق کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ علم پر عمل کرنے کے منجملہ یہ ہے کہ امرا سے دُور رہے اور علم کو دنیا اور مناصب دُنیاوی کے شکار کا جال نہ بنائے اور اپنے حلقۂ درس کے بڑا ہونے پر خوش نہ ہو اور لوگوں کے یہ کہنے سے لذت حاصل نہ کرے کہ فلاں عالم باعمل ہے یا فلاں اپنے شہر کا سب سے بڑا عالم ہے وغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ علم پر عمل نہ کرنے کے منجملہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا اوصاف یعنی امرا کی مخالطت وغیرہ حاصل نہ ہونے سے تنگ دل ہو۔

علم پر عمل نہ کرنے کی علامت سیّدی علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ آدمی کے علم پر عمل نہ کرنے کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ نیک مشہور ہونے کا خواہشمند ہو اور لوگوں کے یہ کہنے سے خفا ہو کہ فلاں شخص محبِّ دنیا ہے یا اپنے علم و عمل میں ریاکار ہے وغیرہ وغیرہ جس کا ہم نے اپنی کتاب البحر المورود فی المواثیق والعہود میں ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص مذکورہ اوصاف پر خوش ہو یا ان کی

ضد پر تنگدل ہو وہ اپنے علم پر عمل نہیں کرتا، پس اس کو اپنی حالت پر رونا چاہیے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکثر منافقی امتی قراءھا یعنی میری امت کے اکثر منافق اس کے عالم ہوں گے۔ وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل میں فاسق عالم تھے اور اس امت میں بھی ان جیسے ضرور ہوں گے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ وہ اوصاف جو دو سو سال کے بعد علماء میں پیدا ہوں گے ان سے اللہ کی پناہ مانگو اور یقین کر لو کہ جو شخص فسق کے سبب دوزخ میں داخل ہوگا وہ عذاب میں ان لوگوں سے کم ہوگا جو بدعت کے سبب اس میں داخل ہوں گے اور ان سے بھی کم ہوگا جو تقرب کے باوجود علم و عمل کی ریاکاری کے سبب اس میں داخل ہوں گے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص ظاہری گناہوں کے باعث دوزخ میں جائے گا وہ عذاب میں اس شخص کی نسبت کم ہوگا جو ریا اور شہرت کے باعث اس میں داخل ہوگا۔

حبیب العجمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ مجھے یہ خیال نہ تھا کہ ہم ایسے زمانہ تک زندہ رہیں گے جس میں شیطان علماء سے یوں کھیلے گا جیسے لڑکے گیند سے کھیلتے ہیں۔ عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت کے فاسق ہمارے زمانے کے علماء سے زیادہ باحیا ہوتے تھے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بخدا مجھے ڈر ہے کہ جب قیامت کے دن آواز دی جائے گی کہ فاسق علماء کہاں ہیں تو کہیں میری نسبت نہ کہہ دیا جائے کہ یہ بھی ان میں سے ہے اس کو بھی پکڑ لو۔

ایک شخص نے حماد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کرو۔

آپ نے فرمایا اس بات سے ڈرتے رہو کہ صحیفہ میں تمہارا نام علماء کی فہرست میں لکھا جائے۔

سفیان ثوریؒ کا قول | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ تم علماء سے ڈرتے رہو اور مجھ سے بھی ڈرتے رہو کیونکہ اگر میں اپنی محبت کے سبب ایک آثار کے بارے میں ان میں سے اکثر کی مخالفت کروں اور کہوں کہ وہ کھٹا ہے اور وہ کہیں کہ نہیں بلکہ میٹھا ہے تو میں اس بات سے مامون نہ ہوں گا کہ وہ ظالم بادشاہ کے پاس شکایت کر کے میرے قتل کی کوشش کریں۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ میرا گھر عالموں سے دور رہوا بھلا مجھے ان لوگوں سے کیا واسطہ جن کی یہ حالت ہو کہ جب مجھے راحت میں دیکھیں تو حسد کریں اور اگر مجھ سے کوئی لغزش ہو جائے تو مجھے رسوا کریں۔

ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ علماء کے تقرب سے پرہیز کرو کیونکہ بسا اوقات وہ تجھ پر حسد کر کے جھوٹی تہمت اور بہتان باندھیں گے اور لوگ ان کی بات مان بھی لیں گے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ قلیل التقویٰ عالم بہت ہی برا ہے اور لوگوں کا یہ کہنا بھی بہت ہی برا ہے کہ فلاں عالم فلاں امیر کے مال یا فلاں عورت کے مال سے حج کو گیا۔

ارشادِ نبویؐ | حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ عنقریب میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں کسی شخص کا نام سننا اس کے دیکھنے سے بہتر ہوگا اور اس کی ملاقات اس کے آزمانے سے بہتر ہوگی کیونکہ اگر تم اسے آزماؤ گے تو اس کو اور اس کے عمل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھو گے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ تم لوگ عالموں کی کس طرح تعریف کرتے ہو حالانکہ اُن کی گود میں موٹی اور ان کے لباس باریک اور ان کی خوراک گیہوں کا چھنا ہوا آٹا ہے۔ بخدا اللہ سے خائف رہنے والے اور متقی کے لئے خاکستر کا پھانکنا بھی بہت ہے!

یوسف بن اسباط رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب سفیان ثوریؒ کا انتقال ہو گیا تو لوگوں نے علماء سے کہا اے قاریو! اب دُنیا کو دین کے ذریعے خوب کھاؤ کیونکہ سفیان ثوریؒ تو مر گئے ہیں۔ وہ تمام لوگوں سے بڑھ کر علماء پر سختی کرتے تھے اور ان کے ساتھ بکثرت بحث مباحثہ کرتے تھے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ علماء اُس وقت تک اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہیں گے جب تک کہ وہ امراء کی طرف محبت کے ساتھ میلان نہیں کریں گے لیکن جب وہ امراء کی طرف مائل ہوں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے اپنا ہاتھ کھینچ لے گا اور ان پر ظالموں کو مسلّط کر دے گا جو اُن کو بری طرح عذاب دیں گے اور اُن کے دلوں میں رُعب بھر دیں گے۔

فرقد سنجی رحمہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ایک چادر اوڑھے رہتے تو حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا، کیا تم یہ قیمتی چادر اوڑھ کر لوگوں پر فضیلت چاہتے ہو۔ یاد رکھو حدیث میں آیا ہے کہ اکثر جہنمی چادروں والے ہوں گے۔

ایک دفعہ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کو کسی نے کہا کہ آپ اُس جوان سے جو قاری اور عالم ہے کیوں بے رُخی کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ اس لئے کہ میں نے اکثر عالموں کو آزمایا ہوا ہے۔

اُمراء کے دروازے فتنوں کے مقام ہیں | حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں اُس عالم کو برا جانتا ہوں جو امراء کے دروازوں پر جائے کیونکہ دنیا کے گھر میں ان

کے دروازے فتنوں کے مقام ہیں۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں بادشاہوں کے دروازوں سے بچنے کی یوں تعلیم دی جاتی تھی جس طرح ہمیں قرآن کی سورت یا آیت کی تعلیم دی جاتی تھی۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جب تم کسی عالم کو بادشاہ کے دروازے پر جاتا دیکھو تو جان لو کہ وہ چور ہے۔

بادشاہوں کی صحبت خطرناک ہے | میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ بادشاہ کی صحبت نہایت خطرناک ہے کیونکہ اگر تو اس کی اطاعت کرے گا تو اپنے دین کو خطرے میں ڈالے گا اور اگر اس کی نافرمانی کرے گا تو اپنے نفس کو خطرے میں ڈالے گا پس سلامتی اسی میں ہے کہ نہ تو اسے جانے اور نہ وہ تجھے جانے۔

زہری رحمہ اللہ تعالےٰ نے جب بادشاہ سے اختلاط شروع کیا تو زاہد لوگ ان کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور انہیں کہنے لگے کہ تم اس کی وحشت میں اس کے مونس بن گئے ہو۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص صرف فرائض ادا کرتا ہو اور بادشاہ کے پاس نہ جاتا ہو وہ اس شخص سے بہتر ہے جو دن کو روزہ رکھے اور رات بھر قیام کرے اور جہاد و حج بھی کرے مگر بادشاہ کے پاس آتا جاتا ہو۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جب تم کسی عالم کو بلا ضرورت قاضی کے پاس جاتے دیکھو تو اسے بھلا خیال نہ کرو اور نہ اسے سلام کرو بلکہ اسے بد دین خیال کرو۔

ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ میں ایک مرتبہ تمام رات

ایسی بات سوچتا رہا جس سے بادشاہ راضی ہو اور اللہ تعالےٰ خفا نہ ہو لیکن مجھے کوئی بات نہ ملی۔

اصمعی رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ امراء میں سے بدترین وہ ہیں جو علماء سے دور رہیں اور علماء میں سے بدترین وہ ہیں جو امرائے کے قریب ہوں۔ میں نے اُن تمام احادیث کو جن میں امراء کے قُرب سے ڈرایا گیا ہے اپنی کتاب العهود المحمدیہ میں بیان کیا ہے پس اس کی طرف رجوع کرو اور اپنی حالت پر غور کرو کہ کیا تم اخلاقِ حسنہ سے موصوف ہو جیسا کہ اسلاف تھے، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

باب سوم

۴۴۔ سوءِ خاتمہ کا خوف

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ سوءِ خاتمہ سے سخت ڈرتے اور اللہ تعالےٰ سے ہمیشہ پناہ مانگتے رہتے اگرچہ وہ ثقلین جتنی عبادت کرتے ہوں یہ اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالےٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور کسی مخلوق کو اپنے خاتمہ کے متعلق یقینی علم نہیں۔ ایک شخص زیادہ سے زیادہ اپنی حالت پر اللہ عز وجلّ کے ساتھ حسنِ ظن رکھ سکتا ہے، اُس کو کلمۂ شہادت پر بھی ہمیشہ قائم رہنے کا یقین نہیں ہے کہ اُس کی روح اس پر قبض ہو گی۔

حدیث نبوی | حدیث شریف میں وارد ہے کہ انسان اہلِ جنت کے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان چند گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر تقدیر غالب آتی ہے تو وہ اہلِ دوزخ کے اعمال کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں جاتا ہے۔

جس کا خاتمہ کلمہ پر ہو وہ جنت میں داخل ہوگا | حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جس کا خاتمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پر ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر روتے اور فرماتے اس بات کا کون ذمہ دار ہے کہ میرا خاتمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پر ہوگا۔

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ ہم اھواز میں ایک شخص کے پاس گئے۔ اس وقت وہ نزع کی حالت میں تھا۔ ہم اسے بار بار کہتے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہو۔ وہ کہتا "دہ یازدہ اسے خرید! قطعہ نہایت عمدہ ہے"۔ یہ اس لئے کہ

صحت کی حالت میں اُس پر یہی کام غالب تھا۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے ہم نے سُنا ہے کہ ایک آدمی ہزار سال کے بعد دوزخ سے نکالا جائے گا۔ پھر فرماتے کاش وہ آدمی میں ہی ہوتا کیونکہ اس کا دوزخ سے نکلنا یقینی تو ہے۔

لہٰذا اے دوست تو اس بات سے پرہیز کر کہ اپنے آپ کو شرعی ضرورت سے زیادہ دُنیاوی امور میں مبتلا کرے کیونکہ ممکن ہے کہ تیری موت غفلت کی حالت میں ہو اور تُو دونوں جہان میں نامراد رہے العیاذ باللہ تعالےٰ۔ پس اے دوست اس کو یاد رکھ اور اس میں غور کر، اللہ تجھے ہدایت دے، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۳۴ - آدابِ مسجد

سلف صالحین رضوان اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مسجد کے قریب مکانوں میں رہنا پسند کرتے تاکہ ان کو اکثر اوقات مسجد میں بر عایت آداب مسجد بیٹھنا سہل ہو، کیونکہ مرفوعًا مروی ہے کہ المساجد بیوت المتقین (مسجدیں پرہیزگاروں کے گھر ہیں) اور جن لوگوں کے لئے مسجدیں گھر ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے راحت و آرام اور پل صراط سے عبور کا ضامن ہے۔

ابو صادق اندی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ مسجدوں میں بیٹھنا لازم پکڑو کیونکہ میں نے سنا ہے کہ مسجدیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بیٹھنے کی جگہیں تھیں۔

حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مسجدوں کو گھر بناؤ۔ ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ مسجدیں اللہ تعالےٰ کے پیارے بندوں کے گھر اور ان کے بیٹھنے کی جگہیں ہیں۔ نیز مروی ہے کہ مسجد ہر متقی کا گھر ہے۔

مسجدیں آخرت کا بازار ہیں | حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس شخص کو مسجد میں زیادہ بیٹھنے سے روکتے تھے جو آدابِ مسجد سے ناواقف ہوتا۔ ایک دفعہ آپ نے ایک جماعت کو مسجد میں بیٹھے بیہودہ گفتگو کرتے دیکھا تو آپ نے اپنی چادر کا کوڑا بنایا اور سب کو مار کر نکال دیا، اور فرمایا کیا تم مسجدوں کو دنیا کے بازار سمجھتے ہو، یہ تو آخرت کے بازار ہیں۔

عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالےٰ نے چالیس برس کی مدت تک مسجد ہی

کو گھر بنائے رکھا۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر بول و براز کی حاجت نہ ہوتی تو میں رات دن مسجد سے باہر قدم نہ رکھتا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں لوگوں کو عذاب کرنا چاہتا ہوں لیکن جب میں مساجد کے آباد رکھنے والوں اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے والوں اور مسلمان بچوں کو دیکھتا ہوں تو میرا غصہ ٹھہر جاتا ہے۔

خلف بن ایوب رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن کا غلام کسی دنیاوی ضرورت کے بارے میں پوچھنے کو آیا۔ آپ اُٹھے اور مسجد سے باہر جا کر اُس کو جواب دیا۔ پھر واپس آ گئے اور فرمایا کہ مجھے مسجد میں دُنیاوی کلام کرنا بُرا معلوم ہوا تھا۔

حضرت عمرؓ کا فعل | امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب کسی کو مسجد میں بلند آواز سے بولتا سنتے تو اُسے درّے لگواتے اور فرماتے تم جانتے ہو کہ کہاں بیٹھے ہو؟ جو شخص مسجد میں بیٹھا ہوتا ہے گویا وہ اللہ عزوجل کے حضور میں بیٹھا ہے۔

سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت ہوا کہ آپ کو نماز جنازہ میں شامل ہونا پسند ہے یا مسجد میں بیٹھنا؟ آپ نے فرمایا مجھے مسجد میں بیٹھنا زیادہ مرغوب ہے کیونکہ میں جب تک مسجد میں بیٹھا رہوں گا ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام میرے لئے استغفار کرتے رہیں گے اور یہ نماز جنازہ کے ایک یا دو یا تین قیراط ثواب سے افضل ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ جب تک وہ مسجد میں رہتے کسی دُنیاوی معاملے کے متعلق ایک دوسرے سے کوئی گفتگو نہ کرتے۔

پس اے دوست جو کچھ میں نے تیرے سامنے بیان کیا ہے اس میں غور کر، اور جب تک تو مسجد میں رہے نیت صالحہ کے بغیر کوئی بات نہ کر اسی میں تیری سلامتی اور فائدہ ہے۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۴۴۔ احکامِ معاملات کا علم

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جب تک وہ معاملات میں احکامِ شرعی معلوم نہ کرلیتے بازار میں خرید و فروخت کے لئے نہ بیٹھتے، وہ اس خیال سے ایسا کرتے کہ کہیں یہ مشغولیت اُن کو اعمالِ اُخروی سے نہ روکے کیونکہ جو فعل انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کردے وہ دنیا و آخرت میں اُس کے فاعل کے حق میں نامبارک ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں آتے تو یہ دُعا پڑھتے اللھم انی اسئلك من خیر ھذہ السوق واعوذبك من الکفر والفسوق (اے اللہ میں تجھ سے اس بازار کی خوبی کا سوال کرتا ہوں اور کفر وفسق سے پناہ مانگتا ہوں)

بازاریوں کی ہم نشینی غافل بنا دیتی ہے

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تم بازاریوں کی ہم نشینی سے بچتے رہو کیونکہ یہ غافل بنا دیتی ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ تم فاجروں اور دیگر بازاریوں کے ظاہری لباس کو نہ دیکھو کیونکہ ان کے نیچے پھاڑنے والے بھیڑیے ہوتے ہیں۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ بازار مال کو بڑھاتا ہے اور دین کو خراب کرتا ہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے تونگروں اور تعلیم یافتہ امراء اور بازاری لوگوں کی ہم نشینی سے اجتناب کرو۔

ابنِ سماک رحمہ اللہ تعالےٰ جب بازار میں داخل ہوتے تو کہتے اے بازار والو!

تمہارے بازار کاسد ہیں اور تم ویسے اچھے حاسد ہیں اور تمہاری بیع و شراء فاسد ہے پس اپنے آپ کو بیدار کرو۔

حماد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تاجر کبھی مفلس نہیں ہوتا مگر ان خصلتوں میں سے کسی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے یعنی لغو، جھوٹ، جھوٹی قسم، کدورت، خیانت، حسد، نماز جماعت اور مجالس علمی کا ترک کرنا اور شہوات دنیویہ میں گرفتار ہونا۔

امام مالکؒ کا طرز عمل | امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اُمراء کو حکم کرتے تو وہ تجار پیشہ اور اہل بازار کو جمع کرتے پھر اُن سے سوال کرتے اور ان میں سے جس کو احکام معاملات معلوم نہ ہوتے اور حلال و حرام کی تمیز نہ ہوتی اُس کو بازار سے اٹھا دیتے اور اس کو حکم دیتے کہ بیع و شراء کے احکام سیکھو اس کے بعد بازار میں بیٹھو کیونکہ جو شخص بازار میں بیٹھے اور فقیہ نہ ہو وہ سود کھاتا ہے خواہ وہ اس کو چاہے یا نہ چاہے۔

قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تاجر کے لئے تعجب ہے کہ وہ کیونکر سلامت رہے گا جب کہ دن بھر وہ قسمیں کھاتا ہے اور رات کو حساب کرتا ہے۔

ابلیس کی مجلس بازار میں ہے | حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اچھا تاجر وہ ہے جس سے دُنیا خفا ہو اور آخرت خوش ہو۔ نیز فرماتے تھے کہ مجھے معلوم ہوا ہے ابلیس لعنہ اللہ تعالیٰ نے عرض کی یا اللہ میں اپنا گھر کہاں بناؤں؟ تو حکم ہوا حمام میں۔ پھر اس نے پوچھا میرا جال کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عورتیں۔ پھر اُس نے پوچھا میری مزامیر کیا ہوں گی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اشعار۔ پھر عرض کی کہ میں اپنی مجلس کہاں بناؤں؟ اللہ

تعالےٰ نے فرمایا بازار ہیں۔

پس اے دوست اِس میں غور کرو اور کسی تاجر کی تعریف نہ کر جب تک تجھے اِس بات کا علم نہ ہو کہ وہ آفات و شبہات سے بچا ہُوا ہے۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۴۵ - کثرتِ حلم

حضرت صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جو کوئی
اُن پر ظلم کرتا اس پر بہت ترحم کرتے اور غصہ کو ضبط کرتے۔ ایسا کرنے میں وہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پر عمل کرتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے ذاتی نقصان پر کبھی خفا نہ ہوتے لیکن جب کوئی اللہ عزوجل کے احکام
کی خلاف ورزی کرتا تو سخت ناراض ہوتے تھے۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ظالم کے ظلم پر صبر کرنے
والے کا پہلا بدلہ یہ ہے کہ تمام لوگ اس کے مددگار ہوتے ہیں۔

غصہ شیطان کا سب سے بڑا مکر ہے | شیطان لعین نے یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
سے عرض کی کہ میرا سب سے بڑا مکر غصہ ہے جس کے سبب میں لوگوں کو تباہ
کرتا ہوں اور جنت کے راستہ سے روکتا ہوں۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ
کو جب کہا جاتا کہ فلاں شخص آپ کی بدگوئی کرتا ہے تو فرماتے بخدا میں اس کے
فعل سے ابلیس کو ناراض کروں گا۔ پھر فرماتے اے اللہ اگر وہ سچا ہے تو مجھے
معاف کر دے اور اگر وہ کاذب ہے تو اس سے درگزر کر۔

ظالم کے لئے استغفار | ایک آدمی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا تو ابوہریرہ
ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر اس نے کہا کیا تو بلی کا چور ہے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
نے اس کے جواب میں فرمایا اے اللہ مجھے اور میرے اس بھائی کو معاف کر دے۔
پھر فرمایا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم ہے کہ جو ہم پر ظلم کرے اس کے

لئے استغفار کریں۔

ایک شخص نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا تمہیں ہو جس کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے جلاوطن کیا تھا۔ اگر تم نیک ہوتے تو وہ تمہیں جلاوطن نہ کرتے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے دوست میرے سامنے ایک سیاہ گھاٹی ہے اگر اس سے بچ گیا تو تیرا برا کہنا مجھے کچھ نقصان نہ دے گا اور اگر اس سے نہ بچا تو جو تو کہتا ہے میں اس سے بھی برا ہوں۔

ایک عورت نے مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ سے کہا اے ریاکار! تو آپ نے فرمایا اے فلانی تو نے میرا وہ لقب معلوم کر لیا جسے اہلِ بصرہ نہیں جانتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے جو کوئی ایک برا کلمہ برداشت کرتا ہے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے جب تم کوئی برا کلمہ سنو تو اس سے اعراض کرو اور اس کا جواب نہ دو کیونکہ اس کے کہنے والے کے پاس اور بھی ایسے کلمات ہیں جو وہ جواب میں تمہیں کہے گا۔

محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے اپنے برتنوں کے ٹوٹنے پر خفا نہ ہو کیونکہ ان کے لئے بھی تمہاری طرح وقت مقرر ہے۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے وہ شخص بردبار نہیں جو اپنا غصہ گدھے یا بلی پر نکالے نیز فرماتے تھے کہ بے وقوف آدمی کو اس کی بات کا جواب نہ دینا یا اس کے کہنے پر کسی اثر کا اظہار نہ کرنا سخت برا معلوم ہوتا ہے۔

امام حسین کا طریقِ عمل | امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو جب کوئی گالی دیتا تو فرماتے اے بھائی اگر تو اپنے قول میں سچا ہے تو اللہ تجھے تیری سچائی کا بدلہ

دے گا اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالےٰ مجھ سے زیادہ سخت بدلہ لینے والا ہے
ایک مرتبہ ایک آدمی نے آپؒ کے منہ پر طمانچہ مارا۔ آپ ناراض نہ ہوئے
بلکہ پوچھا کہ یہ کس نے مقدر کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ تعالےٰ نے۔ آپ
نے فرمایا تو تم مجھے تقدیرِ الٰہی کا لوٹانے والا خیال کرتے ہو؟

حزن اور غضب میں فرق | ابن مقنع رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے غصّے کو پی جانا
عذر کرنے کی ذلّت سے بہتر ہے۔ ایک دفعہ کسی نے آپ سے حزن اور غضب
میں فرق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا حزن تو تجھ سے کسی بڑے آدمی کا تیری
آرزو کے خلاف ہونے سے پیدا ہوتا ہے اور غضب کمزور آدمی کا تیری آرزو
کی مخالفت کرنے سے۔

ابو معاویہ الاسود رحمہ اللہ تعالےٰ سے اگر کوئی کچھ برا بھلا کہتا تو آپ اس
کے لئے دعا فرماتے۔ ایک آدمی نے بکر بن عبداللہ المزنی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بہت
سی گالیاں دیں۔ آپ خاموش رہے۔ کسی نے آپ سے کہا آپ اسے کیوں
گالیاں نہیں دیتے جس طرح اس نے آپ کو گالیاں دی ہیں۔ آپ نے فرمایا
میں اس کی کوئی برائی نہیں جانتا جس کی وجہ سے میں اسے برا کہہ سکوں اور بہتان
لگانا مجھے جائز نہیں۔

ایک آدمی نے ثور بن یزید رحمہ اللہ تعالےٰ سے کہا "اے قدری، اے
رافضی" آپ نے اس سے کہا اگر میں ایسا ہی ہوں جیسا تو نے کہا تو میں برا آدمی
ہوں اور اگر میں ایسا نہیں ہوں تو تجھے میری طرف سے معافی ہو۔

مکحول دمشقی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں انسان کا حلم اس پر جاہلوں کے
مسلط ہونے سے معلوم ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے سالم بن عبداللہ بن
عمر رضی اللہ عنہم سے کہا اے برے شیخ، سالم نے کہا اے بھائی! میرے خیال میں

تم راستی سے کچھ دور نہیں گئے۔

روایت ہے کہ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے بیٹا! اگر تو کسی کو دوست بنانا چاہے تو اس پر ناراض ہو۔ اگر ناراضگی میں بھی وہ تجھ پر انصاف کرے تو اسے دوست بنالے ورنہ اس سے پرہیز کر۔

حلم کی اقسام

ایک مرتبہ سری سقطی رحمہ اللہ تعالےٰ سے کسی نے پوچھا کہ حلم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تو کون سے حلم کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہے کیونکہ حلم کی پانچ قسمیں ہیں اوّل حلم عزیزی ہے جو اللہ تعالےٰ کا بندہ پر انعام ہے جس کے ذریعے وہ ظالم کو معاف کرتا ہے اور جو اسے نہ دے اُسے دیتا ہے اور جس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے۔ دوسرا حلم وہ ہے جس کا اظہار آدمی ثواب کی امید پر اپنے غصہ کو پی جانے سے کرتا ہے لیکن اس کے دل میں کراہت ہوتی ہے تیسرا حلم مذموم ہے یعنی انسان ریا کے طور پر اپنے ہم نشینوں کو دکھانے سنانے کے لئے اپنی حق تلفی کرنے والے سے حلم کرے مگر دل میں دشمنی بھری ہو۔ چوتھا حلم کبر ہے یعنی وہ شخص دوسرے کو قابلِ جواب نہیں سمجھتا۔ پانچواں حلم اپنی ذلت اور خواری کے باعث ہے۔

پس اس کو خوب یاد رکھ کیونکہ یہ ایک نفیس نکتہ ہے اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۱۴۹۔ دُعا میں تاخیر

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص انہیں دُعا کو کہتا تو اس کے لئے فی الفور دعا نہ فرماتے حتیٰ کہ انہیں معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے۔ اور اللہ کی خوشی اپنے اعمال کو کتاب و سنت کے مطابق ہونے سے معلوم کرتے۔ اگر اعمال میں کچھ نقص دیکھتے تو اولاً پہلے اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے معافی کی التجا کرتے، پھر اس کے بعد اس کے لئے دعا مانگتے۔ اس خلق سے آج کل کے اکثر فقراء غافل ہیں۔

دُعا ترکِ گناہ کا نام ہے

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دعا در حقیقت ترکِ گناہ کا نام ہے پس جو کوئی گناہوں کو ترک کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بغیر سوال کے اس کا مقصود پورا کرتا ہے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں نے کسی کتاب الٰہی میں دیکھا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے تم مجھ سے کس طرح دعا کر سکتے ہو جب کہ تمہارے دل تو اور طرف متوجہ ہیں۔ نیز اللہ تبارک و تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل سے کہو میرے کسی گھر میں پاک قلوب، خوف زدہ نفوس، خاشع آنکھوں اور فواحش سے پاک اعضاء کے بغیر داخل نہ ہوں کیونکہ جو شخص میرے گھر میں گناہوں سے لتھڑا ہوا آتا ہے میں اس پر لعنت کرتا ہوں، اور ان کو بتلا دو کہ تم میں سے کسی کی دعا قبول نہ کروں گا جب تک کہ اس کے ذمہ کسی کا حق ہو یا اس کے پیٹ میں حرام کا لقمہ ہو۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے خلوت میں انسان کی دعا عام مجلس میں دعا کرنے سے افضل ہے۔

ایک آدمی نے زیاد بن ظبیان رحمہ اللہ تعالےٰ سے کہا اللہ تعالےٰ مسلمانوں میں تیرے جیسے لوگ زیادہ پیدا کرے، تو آپ نے جواب دیا کہ تو نے اللہ تعالےٰ سے اچھی بات نہیں مانگی بلکہ تو نے اس سے سوال کیا ہے کہ تمام لوگ بُرے ہو جائیں۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ سے ایک شخص نے کہا اللہ تیری عمر دراز کرے، تو آپ نے فرمایا یہ ایسا امر ہے جس سے فراغت ہو چکی ہے تو میرے لئے صلاحِ حال کی دعا کر (میں کہتا ہوں) اپنے دوست کے لئے درازیٔ عمر کی دعا کرنا اس صورت میں مناسب ہے کہ دل میں یہ نیت بھی کرے کہ اگر اس کے لئے مفید ہو جیسا کہ اس شخص کی نسبت کہا جاتا ہے جس کے فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو ورنہ درازیٔ عمر اس کے لئے مضر ہو گی کیونکہ وہ معاصی اور مخالفِ شریعت امور کا مرتکب ہو گا۔ واللہ اعلم۔

دعا ایک قسم کی شفاعت ہے | عامر بن قیس رحمہ اللہ تعالےٰ کو ایک شخص نے کہا میرے لئے دعا فرمایئے آپ نے فرمایا بخدا مجھے اللہ عزوجل سے شرم آتی ہے کہ میں اپنی پسندیدہ بات کا سوال کروں چہ جائیکہ غیر کے لئے، کیونکہ یہ ایک قسم کی شفاعت ہے اور اسے مقربین کے سوا کوئی نہیں کر سکتا، میں کہتا ہوں اس زمانے میں جو شیخ مسندِ مشیخت پر جانشین ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ جلدی سے کسی کی شفاعت نہ کیا کریں جب تک انہیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو معاف کر دیا ہے اور ان کے پیٹ میں ایک لقمہ بھی مالِ شبہ کا نہیں ہے اور اگر اس نے کسی کے لئے دعا کی اور وہ ان عیوب سے سالم نہ ہو تو اسے مناسب ہے کہ دعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے سخت شرمندہ اور خجل ہو اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۴۷ تقربِ الٰہی پر خوفِ خدا

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر جس قدر احسان کرے اور ان کو مقربِ بارگاہ بنائے اسی قدر وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ خوف کرتے ہیں جیسا کہ بادشاہوں کے مصاحبین کا حال ہے۔ و للہ مثل الاعلیٰ۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ جتنا ان کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے انعام و اکرام ہوتا اتنا ہی وہ اللہ سے ڈرتے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے عام لوگوں کا اللہ تعالیٰ سے اتنا ہی ڈرنا کافی ہے کہ وہ ان باتوں سے بچتے رہیں جن سے اللہ تعالےٰ نے منع کیا ہے۔ پھر فرماتے کاش میں بھی ان لوگوں میں سے ہوتا۔

عذابِ الٰہی سے بے خوف نہیں ہونا چاہیئے | حماد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ پنجے پاؤں پر اکڑوں بیٹھتے۔ جب ان کو اس کے متعلق کہا جاتا تو فرماتے کہ مطمئن ہو کر وہ بیٹھے جو اللہ عزوجل کے عذاب سے بے خوف ہو، لیکن میں ہمیشہ دن رات اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھ پر آسمان سے آگ نہ برسے جو مجھے جلا دے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے اللہ تعالےٰ نے بعض اوقات مخلوق کو غفلت دے کر ان پر بڑا احسان کیا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتی تو تمام لوگ

اللہ تعالیٰ کے خوف سے مر جاتے۔

عطا سلمی رحمہ اللہ تعالیٰ کا دستور تھا کہ جب ہوا ذرا تیز چلتی تو مضطرب ہو کر کبھی کھڑے ہوتے اور کبھی بیٹھتے کبھی اندر جاتے اور کبھی باہر نکلتے اور اپنے پیٹ کی جلد کو پکڑ لیتے جیسے وہ عورت کرتی ہے جس کو درد زہ ہوتا ہے۔

خوف و رجا | ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب خوف پر امید غالب آتی ہے تو دل بگڑ جاتے ہیں جیسا کہ ہمارے جیسے احمقوں کا حال ہے۔ شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ امن حاصل ہو کیونکہ یہ تیرے نزدیک اس امید سے بہتر ہے جس کے بعد خوف ہو۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے واللہ مجھے خوف ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے ہی منہ کے بل آگ کی طرف گھسیٹا جائے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ پر اس قدر خوف طاری ہوا کہ آپ خون کا پیشاب کرنے لگے۔ لوگ ایک یہودی طبیب کو لائے۔ اس نے آپ کا پیشاب ٹٹولا اور کہا میں نے راہبوں میں اس جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ پھر وہ یہودی طبیب لوٹنے لگا اور اس نے کہا کہ اس آدمی کے جگر کو خوف الٰہی نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں۔

عطا سلمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر آگ جلائی جائے اور کہا جائے کہ جو اپنے کو اس میں ڈالے گا وہ معدوم ہو جائے گا اور اس بڑی آگ یعنی نار جہنم سے بچ جائے گا تو میں اپنے آپ کو اس میں ڈال دوں۔

امیر المؤمنین عمرؓ کا قول | امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے اگر مجھے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے اور مجھے اختیار دیا جائے کہ چاہوں تو جل کر خاک ہو جاؤں یا چاہوں تو صبر کروں تاکہ معلوم ہو

جائے کہ کہاں جاؤں گا تو میں جل کر خاک ہونا پسند کروں گا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ میرا رب عزّ و جلّ مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کے کہے اے مالک میں تجھ پر راضی ہوں پھر اس کے بعد میں خاک ہو جاؤں۔

علی بن بکار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ عطاء سلمی خوفِ الٰہی کی شدت سے اپنے بستر پر چالیس برس پڑے رہے اور لوگ آپ کی عبادت کرتے تھے۔ یہ خبر کسی عابد کو ملی تو کہنے لگا چالیس سال کیا ہیں، بخدا اگر انسان اپنے سر کے بالوں کی مقدار ہزاروں سال بھی اللہ کی عبادت کرے تو وہ بھی ایک گناہ کے مقابلہ میں کم ہے جو انسان سے سرزد ہوتا ہے۔

عمر بن عبد العزیز کا اللہ تعالےٰ سے خائف ہونا فاطمہ بنت عبد الملک رحمہا اللہ تعالیٰ فرماتی تھیں کہ میں نے عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالےٰ سے زیادہ کسی کو اللہ تعالےٰ سے خائف نہیں دیکھا۔ آپ جب عورت کے پاس قضائے ضرورت کو بیٹھتے تو مارے خوف کے مذبوح پرند کی طرح مضطرب ہوتے۔ جب خلافت آپ کے سپرد ہوئی تو آپ نے ہم کو اور اپنی تمام لونڈیوں کو جمع کر کے فرمایا اب میرے ذمّے ایک ایسا کام لگا ہے جس کے باعث میں تم سے بالکل غافل ہو جاؤں گا اور تمہارے لئے فارغ نہیں ہوں گا حتیٰ کہ قیامت کے حساب سے فارغ ہو جاؤں۔ پس اگر تم میرے پاس رہنا چاہو اور مجھ سے مطالبہ نہ کرو تو رہو ورنہ جو چاہے مجھ سے علیحدہ ہو جائے، پھر آپ نے قربِ زوجات ترک کر دیا یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

عطاء سلمی رحمہ اللہ تعالےٰ رات میں اکثر اپنے جسم کو اس خوف سے ٹٹولتے کہ کہیں مسخ تو نہیں ہو گیا۔ سری سقطی اور بشر حافی رحمہما اللہ تعالےٰ کی بھی یہی

حالت تھی۔

خائف کون ہے؟ اسحاق بن خلف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ خائف وہ نہیں جو رو کر اپنی آنکھوں کو پونچھ ڈالے حالانکہ وہ گناہ کا مرتکب ہو بلکہ خائف وہ ہے جو اپنے رب کے خوف سے گناہ ترک کر دے۔ سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے خائف وہ نہیں ہے جس کو مثلاً تلاوت قرآن کے وقت رقت پیدا ہو بلکہ خائف وہ ہے جو کھانا پینا چھوڑ دے یہاں تک کہ اسے اپنا انجام معلوم ہو جائے۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ علی بن فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ مرتے دم تک سورۃ القارعہ نہ سن سکے۔ ایک دفعہ اتفاقاً آپ نے سن لی تو تین دن رات بالکل بے حواس پڑے رہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

اذا ما اللیل اظلم کابدوہ — فیسفر عنهم وهم رکوع

اطار الخوف نومهم فقاموا — واهل الامن فی الدنیا هجوع

ترجمہ:- جب رات ہوتی ہے تو عابد لوگ اس کی سختی اٹھاتے ہیں اور جب وہ چلی جاتی ہے تو وہ رکوع کی حالت میں ہوتے ہیں۔ خوف الٰہی نے ان کی نیند کو اڑا دیا ہے لہٰذا وہ کھڑے ہیں اور بے خوف لوگ دنیا میں آرام کی نیند سو رہے ہیں۔

پس اے دوست اس کو یاد رکھ اور اپنے سلف کی پیروی کر۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۴۰۔ حقوق الٰہی میں کمی پر غم

حضرت صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ
اگر اللہ تعالیٰ کے حقوق میں کمی ہو جاتی تو وہ سخت غمگین ہوتے اور اگرچہ وہ
تمام عالم سے عبادت میں بڑھ کر ہوتے پھر بھی اپنے آپ کو حقوق الٰہی کے ادا
کرنے والے نہ سمجھتے اس صفت میں بلندی اور منتہی کا کچھ فرق نہیں، برخلاف
آج کل کے بعض متصوفین کے جو کہتے ہیں کہ خوف مبتدی کو ہوتا ہے لیکن عارف
کو کسی قسم کا حزن و خوف نہیں یہ ان کی سخت جہالت ہے کیونکہ تمام اکابر
جنہوں نے مراتب حاصل کئے مرتے دم تک غم میں رہتے لیکن جن اکابر نے
یہ کہا ہے کہ عارف کو غم نہیں ہوتا ان کا مطلب یہ ہے کہ امور دنیاوی کے فوت
ہو جانے کا غم نہیں ہوتا۔ لیکن امور آخروی کے فوت ہو جانے پر رنج نہ کرنا مذموم
ہے کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے ان اللہ تعالیٰ یحب کل قلب حزین
(اللہ تعالیٰ ہر دل غمگین کو پسند کرتا ہے) یعنی وہ دل جو آخرت کا حصہ فوت
ہو جانے پر غمگین ہو۔

نیک اعمال کا نتیجہ غم ہے موسیٰ بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ نیک
اعمال کا نتیجہ غم ہے۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس دل
میں غم نہ ہو وہ خراب ہو جائے گا جیسا کہ وہ گھر جس میں کوئی ساکن نہ ہو خراب
ہو جاتا ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے بخدا مومن کے لئے دنیا میں

حزن کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ داؤد طائی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جس شخص پر ہر گھڑی نئے نئے مصائب یعنی گناہ ہوں وہ دنیا میں کیونکہ غمگین نہ ہو۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ کا جب انتقال ہوا تو وکیعؒ نے فرمایا آج زمین سے شدید غم اٹھ گیا۔ عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے اگر تم حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ کو دیکھتے تو ان کی کثرتِ آہ و بکا کے باعث تم کہتے کہ اللہ نے انہیں تمام خلائق کا غم دے دیا ہے۔

دُنیا میں مومن سے زیادہ کوئی غمگین نہیں

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ دنیا میں مومن سے زیادہ اور کوئی غمگین نہیں کیونکہ معاش میں اہلِ دنیا کے ساتھ شریک ہوتے ہوئے اس پر آخرت کا اہتمام زیادہ ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ کی یہ حالت تھی کہ جو کوئی اُن کو دیکھتا تو ان کے شدید محزون ہونے کی وجہ سے گمان کرتا کہ ان پر ابھی کوئی مصیبت نازل ہوئی ہے اور یہی حالت اُن کے دوستوں کی تھی۔

ہرم بن حیان رحمہ اللہ تعالےٰ ہمیشہ مغموم رہتے تھے۔ جب ان کو اس بارے میں کہا جاتا تو فرماتے مجھ سے زیادہ اور کون اس کا مستحق ہے کیونکہ مجھے اپنا انجام معلوم نہیں۔

اے دوست تو بھی غم کو لازم کرنا کہ تجھے کوئی ایسا وقت نہ ملے جس میں دُنیا میں خواہشاتِ نفس میں مشغول ہو جائے ورنہ تو دھوکے میں ہوگا۔ پس اے دوست بیدار ہو جا، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے

۴۹۔ مصائب پر کامل صبر

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مصائب و حوادث پر نہایت صبر کرتے اور تقدیر الٰہی پر خفا نہ ہوتے اور فرماتے کہ جس کو صبر نہ آئے۔ وہ بتکلف صبر کرے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص تکلف سے صبر کرے گا اللہ تعالےٰ اسے صابر بنا دے گا پس معلوم ہوا کہ جو شخص دنیا کے فضولیات مثلاً کھانا پینا، سونا، گفتگو کرنا اور جماع وغیرہ سے صبر نہیں کرتا اس کو قیامت میں ملائکہ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ (تمہارے صبر کے باعث تم پر سلام ہو) نہ کہیں گے بلکہ وہ اس دن نہایت رنج و غم اور بے امنی میں ہوگا برخلاف اس شخص کے جس کو ملائکہ سلام کہیں گے پس وہ بالکل امن میں ہوگا اور رنج و غم اس سے دور ہوگا اور آخر کار وہ فرحت و سرور و امن حاصل کرے گا۔

صابرین کون ہیں؟ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آیت وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان سے مراد افلاس اور بیماری ہے۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے صبر سے وہی شخص موصوف ہو سکتا ہے جو لوگوں کی تکالیف پر صبر کرے اور ظاہراً و باطناً ان کا مقابلہ نہ کرے اور نہ بد دعا کرے اور اس میں اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو اور آدمی کے لئے سب سے بڑھ کر صبر ان باتوں سے ہے جن سے اللہ تعالےٰ نے روکا ہے اور جن

سے گھر کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے تھے کہ اللہ سبحانہ و تعالٰی اپنے مومن بندے پر متواتر بلا پر بلا نازل کرتا ہے یہاں تک کہ وہ بغیر گناہ کے چلتا پھرتا ہے۔

ایک دفعہ فتح الموصلی کی بیوی کا پاؤں اکھڑ گیا اور ناخن اتر گیا۔ اس پر وہ ہنسنے لگی۔ لوگوں نے کہا کیا تجھے تکلیف معلوم نہیں ہوتی؟ اس نے کہا کیوں نہیں مگر ثواب کے خیال نے مجھ کو درد کے احساس سے باز رکھا ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے تھے کہ اگر ابن آدم کے سر پر افلاس، مرض اور موت نہ ہوتی تو شدت کبر کے باعث وہ کبھی سر تسلیم خم نہ کرتا۔ باوجود ان کے وہ پھر گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔

احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالٰی نے اپنے چچا سے داڑھ کے درد کی شکایت کی تو انہوں نے کہا اے احنف تو ایک ہی رات میں درد کی شکایت کرتا ہے واللہ مجھے یہ درد تقریباً تیس سال سے ہے مگر تیرے سوا اور کسی کو معلوم نہیں۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے تھے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کا پیٹ درندوں نے پھاڑ ڈالا تھا اور گوشت نوچ لیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پہچان لیا اور اس کے پاس کھڑے ہو کر عرض کی اے پروردگار یہ شخص تیرا مطیع تھا تو یہ ایسا کیوں ہے؟ اللہ سبحانہ نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰ اس نے مجھ سے وہ درجہ طلب کیا تھا جس تک اپنے اعمال کی بدولت نہ پہنچ سکتا تھا پس میں نے اس کو وہاں تک پہنچانے کے لیے اس مصیبت میں مبتلا کیا۔

مخلوق کے پاس شکایت سے پرہیز کرنا چاہیئے | کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص مصیبت کی شکایت غیر اللہ کے پاس کرے تو اس کے بعد اس کو اپنی عبادت میں حلاوت محسوس نہیں ہوتی جب تک اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہ کرے۔

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے عزیر علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اگر تجھ پر کوئی بلا نازل ہو تو میری مخلوق کے پاس شکایت سے بچ اور میرے ساتھ ایسا معاملہ کر جیسا کہ میں تیرے ساتھ کرتا ہوں۔ پس جس طرح میں تیری شکایت فرشتوں کے سامنے نہیں کرتا جب تیرے برے اعمال میرے پاس آتے ہیں ایسے ہی تجھے مناسب ہے کہ جب تجھ پر کوئی مصیبت نازل ہو تو میری شکایت مخلوق کے پاس نہ کر۔ نیز مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تمام مال برباد کر دیا تو وہ گھر کے اندر گئے اور اپنے کپڑے اتار دیئے اور فرمانے لگے میں دنیا میں اسی حالت میں آیا تھا اور ویسا ہی یہاں سے جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی اے داؤد تو میری مصیبت پر صبر کر، تمہارے پاس اللہ کی طرف سے امداد پہنچے گی۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر دنیا ایسی نعمت ہوتی جس میں تکلیف کی آمیزش نہ ہوتی تو یہی جنت تھی اور ہمیں یہاں سے نکلنے کی ضرورت نہ تھی۔

محمد بن حنفیہ رضی فرماتے تھے کہ مصیبت کی شکایت سے پرہیز کر کیونکہ اس سے تیرا دشمن خوش ہوتا ہے اور دوست غمگین۔

پس اے دوست ان باتوں کو خوب یاد رکھ اور صابرین کر فائدہ حاصل کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

۵۰۔ قضائے الٰہی پر کثرتِ تسلیم

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے احکام پر کثرتِ تسلیم کرتے اور اس کی قضا مثلاً بیٹے یا بھائی یا اعزہ واقارب میں سے کسی کے مرحوم ہو جانے پر راضی رہتے اور اللہ عزّ و جلّ کے مقصود کو اپنی مرادوں پر مقدم رکھتے۔

ایک دفعہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لڑکا فوت ہو گیا تو آپ نے اس پر شدید غم کیا۔ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کے نزدیک اُس کی کہاں تک قدر تھی؟ آپ نے فرمایا اگر میں زمین بھر سونا اللہ عزّ و جلّ کی راہ میں صدقہ کروں تو اس کے برابر ہو گا۔ پس اللہ تعالےٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ تجھے اتنا ہی اجر ملے گا۔

بکر المزنی رحمہ اللہ کا قول بکر المزنی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ والد کی موت بادشاہت کا حادثہ ہوتا ہے اور بھائی کی موت بازو کا ٹوٹ جانا ہے اور بیٹے کی موت دل میں ایسا رخنہ پڑنا ہے جو بند نہیں ہو سکتا۔

مورق العجلی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے ایسا کوئی شخص نہیں جس کے متعلق مجھے یہ علم ہو کہ اس کے مرنے پر مجھے اجر ملے گا ورنہ میں اس کے مرنے کو پسند کروں۔

موت کے بعد جزع وفزع بے فائدہ ہے ابن ابی کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ موت کے بعد جزع وفزع سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ مرنے والا واپس نہیں

آئے گا۔ حاتم الاصم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جب کسی مصیبت زدہ کو کپڑے پھاڑتے اور جزع و فزع کرتے دیکھو تو اس کی تعزیت نہ کرو کیونکہ وہ گنہگار ہے جو اس کی تعزیت کرے گا وہ اس کے گناہ میں شریک ہوگا بلکہ اس کو اس فعل سے روکنا واجب ہے۔

ابو سعید بلخی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جسے کوئی مصیبت پہنچے اور وہ اپنے کپڑے پھاڑے یا منہ پیٹے تو گویا اس نے اپنے رب عزّ و جلّ کے ساتھ جنگ کے لئے ہاتھ میں نیزہ اُٹھا لیا ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جسے کوئی مصیبت پہنچے تو اسے پہلے دن وہی کام کرنا چاہیئے جو وہ مصیبت کے پانچویں دن کرے گا یعنی ہنسنا، کھانا، پینا وغیرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من سعادۃ العبد رضاہ بقضاء اللہ تعالےٰ یعنی بندے کی سعادت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی قضا پر راضی ہو۔
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے پہلی چیز جس کو اللہ تعالےٰ نے لوح محفوظ میں لکھا ہے وہ انّی انا اللہ لا الٰہ الا انا محمد رسولی من لم یستسلم لقضائی ولم یصبر علی بلائی ولم یشکر نعمائی فلیتخذ ربا سوائی ومن استسلم لقضائی وصبر علی بلائی وشکر نعمائی کتبتہ صدیقا وبعثتہ مع الصدیقین (ترجمہ) میں اللہ ہوں میرے سوا اور کوئی معبود نہیں محمد میرے رسول ہیں۔ جو شخص میری قضا تسلیم نہ کرے اور میری مصیبت پر صابر نہ ہو اور میری نعمت کا شکر نہ کرے اُسے میرے سوا کوئی اور مددگار بنا لینا چاہیئے اور جو شخص میری قضا کو تسلیم کرے اور مصیبت پر صابر رہے اور میری نعمت کا شاکر رہے اس کو میں نے صدیق لکھ چھوڑا ہے اور اس کو صدیقوں کے ساتھ مبعوث کرونگا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ایمان کی بلندی اللہ جل جلالہٗ کی فرمانبرداری ہے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جو شخص دوسرے کے مال پر غمناک ہو یعنی اپنے بھائی کے رزق پر حسد کرے وہ قضائے الٰہی سے ناخوش ہے

اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ نے داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی اے داؤد اگر تو نے میری قضا کو تسلیم کر لیا تو میں بھی تیری آرزوؤں کے لئے کافی ہوں گا اور اگر تو نے تسلیم اختیار نہ کی تو میں بھی تجھے حصول مراد میں تکلیف دوں گا پھر وہی ہو گا جو میں چاہوں گا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ سے کسی نے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں وہی چاہتا ہوں جو حق تعالےٰ چاہتا ہے اور یہ کہ میرا دل گناہوں کو بُرا جانے۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جو شخص قضا پر راضی نہیں اس کی حماقت کا کوئی علاج نہیں۔

عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ عبا پہننے اور سرکہ اور جو کھانے میں کوئی خوبی نہیں ہے بلکہ خوبی یہ ہے کہ بندہ اپنے رب سے راضی رہے۔

مصیبت کی شکایت پر تنبیہ | عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے ایک نبی نے اپنے رب عزّ وجلّ کے پاس مصیبت کی شکایت کی تو اللہ نے اُن کی طرف وحی فرمائی کہ تو کب تک میری شکایت کریگا میں شکایت اور مذمت کے قابل نہیں ہوں، عالم الغیب میں تیرے کام کی ابتدا اسی طرح تھی، پس تو کیوں میرے حسن قضا پر ناراض ہوتا ہے، کیا تو چاہتا ہے کہ تیری

خاطر دنیا کو بدل دوں اور تیرے سبب لوحِ محفوظ میں ردّو بدل کر دوں اور جو تو چاہے اسے تیرے لئے پورا کر دوں اور اپنی مرضی نہ برتوں اور جیسے تو چاہے وہ ہو جائے اور جو میں چاہوں وہ نہ ہو۔ پس مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر دوبارہ تیرے سینے میں یہ بات کھٹکے تو میں تیسری نبوت کا لباس اتار دوں گا اور تجھے دوزخ میں ڈال دوں گا اور مجھے کچھ پروا نہیں۔ میں کہتا ہوں، علماء کا اتفاق ہے کہ معصوم سے سلب نہیں ہو سکتا اس سے معلوم ہوا کہ یہ منقولہ علیٰ سبیل الفرض و التقدیر ہے اور نہ یہ فائدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو جس بات سے ڈرائے وہ ہو کر رہے۔ پس اس میں غور کرو۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

محمد بن شقیق رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ میں نے ایک دفعہ اپنی والدہ کے لئے خربوزہ خریدا مگر انہیں پسند نہ آیا اور خفا ہوئیں۔ میں نے عرض کی، اماں جان! آپ کس پر خفا ہوتی ہیں بیچنے والے پر یا خریدار پر یا اس کے خالق پر؟ واللہ اس کا خالق تو احسن الخالقین ہے اور بائع و مشتری تجھے وہی دیتا ہے جو ازل میں تیرے لئے لکھا ہے۔ پھر میری والدہ نے استغفار اور توبہ کی۔

| اللہ تعالےٰ کے ہر فعل پر شکر یہ لازم ہے | عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے |

تھے کہ اگر میری زبان کو آگ جلا دے تو یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ ایک چیز جو واقع ہو گئی ہو اس کو کہوں کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ کا ہر فعل ایسا ہے کہ انسان پر اس کا شکریہ لازم ہے کیونکہ وہ علیم و حکیم ہے اور اس حیثیت سے کہ انسان نے اس فعل کو کیا ہے اگر برا ہے تو اس کو اللہ عزوجل کی تعظیم کے خیال سے برا جاننا واجب ہے۔

ایک دفعہ محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاؤں میں سخت پھنسی نکلی تو

اُن کے ایک دوست نے کہا بخدا مجھے یہ حالی دیکھ کر تم پر رحم آتا ہے۔ محمد بن واسع نے جواب دیا اے دوست اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کہ یہ پھنسی میری زبان، آنکھ یا شرمگاہ میں نہیں نکلی۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کے جب اگلے دانت گر پڑے تو انہوں نے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ میری سماعت اور بصارت نہیں گئی۔

حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک دن جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا مجھ کو تمام لوگوں سے زیادہ عابد شخص دکھاؤ۔ تو جبریل علیہ السلام نے ایک شخص دکھایا جس کے ہاتھ پاؤں جذام سے قطع ہو چکے تھے اور اس کی بصارت، سماعت اور بال بھی جا چکے تھے۔ یونس علیہ السلام اس کے قریب ہوئے تو اُسے کہتے سنا اے اللہ تو نے اپنی مرضی سے مجھے قوت دی تھی، پھر تو نے اپنی مرضی سے میری قوت چھین لی۔ اب صرف نیکی کی امید میرے پاس رہنے دے۔ مجھ پر تیرا یہ بھی احسان ہے۔

بشر بن حارث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں اپنی سیاحت میں ایک مجذوم و مبروص کو ملا جو اندھا اور دیوانہ بھی تھا۔ وہ دھوپ میں پڑا تھا اور چیونٹیاں اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہی تھیں۔ میں نے زمین سے اُس کا سر اٹھا کر گود میں رکھ لیا جب اسے ہوش آیا تو کہنے لگا یہ بیہودہ کون ہے جو میرے اور میرے پروردگار کے درمیان داخل ہوتا ہے؟ مجھے اللہ کی عزت و جلال کی قسم ہے اگر اللہ تعالےٰ میرا بند بند جُدا کر دے تو بھی اُس کے ساتھ میری محبت زیادہ ہی ہوتی جائے گی۔

مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اندھے مبروص جانماز شخص کے پاس سے گزرے جس کے دونوں اطراف جذام و فالج سے مارے ہوئے

تھے اور اس کا گوشت جذام سے جھڑا ہوا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے قریب ہوئے تو اس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے اس بلا سے عافیت دی ہے جس میں بہت سے لوگوں کو مبتلا کیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے شخص وہ کون سی بلا ہے جس سے خدا نے تجھے بچا رکھا ہے؟ وہ کہنے لگا اے حضور اس نے مجھ سے جہالت کو روک رکھا ہے اور مجھے اپنی معرفت کا شرف عطا کیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا بے شک، تو نے سچ کہا، اپنا ہاتھ بڑھا۔ اس نے ہاتھ بڑھایا آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس کی بیماری بالکل جاتی رہی اور وہ خوبصورت جوان بن گیا۔ پھر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی رحلت تک آپ کے ساتھ رہ کر عبادتِ الٰہی میں مصروف رہا۔

مرسلین کا اخلاق ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ سے راضی ہونا اور مخلوقات پر رحم کرنا مرسلین کے اخلاق میں سے ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ سے راضی ہونا زہد فی الدنیا سے افضل ہے کیونکہ اللہ عزوجل سے راضی رہنے والا اپنے مرتبہ سے بڑھ کر تمنا نہیں کرتا۔

دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اگر اللہ تعالےٰ نے مجھے دوزخ میں ڈال دیا تو میں اس سے راضی رہوں گا۔

سلیمان خواص رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جس شخص نے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ مجھ سے راضی ہو جا وہ اللہ سے راضی نہیں۔

ابو عبداللہ الباجی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے دنیا کے بندے اپنے آقاؤں کو اپنے سے راضی کرنا چاہتے ہیں لیکن جو اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں ان کے بارے میں اللہ ارادہ کرتا ہے کہ وہ اس سے راضی رہیں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ لوگوں کا راضی ہونا ایک غایت ہے جو کبھی حاصل نہیں ہوتی۔

پس اے دوست اس خلق میں جسے ہم نے بیان کیا ہے غور کر، اگر تو اپنے آپ کو صابر پائے تو شکر کر ورنہ استغفار کر اور تائب ہو، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۱۵- شکرِ نعمت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے نفوس میں یہ بات مشاہدہ کرتے تھے کہ انہوں نے اللہ کا ذرہ بھر بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ جس قدر شکر ہم ادا کرتے ہیں یہ بھی اس کی نعمتوں میں سے ہے پس اللہ تعالےٰ کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہوتیں اور نہ کسی سے ان کے مقابلہ میں شکر کرنا ممکن ہے۔

بکر بن عبداللہ المزنی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جو شخص الحمد للہ کہتا ہے اس پر اس کا بھی شکر واجب ہو جاتا ہے۔ وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جب وہ چیز جس کے مقابلے میں تو شکرِ الٰہی کرتا ہے تجھ پر اللہ کا انعام ہے تو فی الحقیقت اللہ کا شکر پورا نہیں ہوا۔ شکر تو یہ ہے کہ تو اس کی بے شمار نعمتوں کا اقرار کرے اور اعتراف کرے کہ تو ان پر اللہ عزوجل کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔

انعامات کیا ہیں؟ سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ تیرا شکر کرنا یہ ہے کہ تو اللہ تعالےٰ کے انعامات پر نافرمانی نہ کرے چونکہ تیرے تمام اعضاء بھی اللہ تعالےٰ کے انعامات میں سے ہیں لہذا ان میں سے کسی کے ذریعہ اس کی نافرمانی نہ کر۔

مجاہد اور مکحول رحمہما اللہ تعالےٰ آیت ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ (پھر اس دن تم سے نعمتوں کی بابت پوچھا جائے گا) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نعمتوں

سے مراد ٹھنڈا پانی، گھروں میں سایہ، سیر شکمی، اعتدال خُلق اور نیند کی لذت ہیں۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ سے کسی نے نا وردہ کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ سبحانہ و تعالےٰ کی طرف سے ٹھنڈا میٹھا پانی ہمارے لئے اس سے بڑھ کر نعمت ہے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ ایک روز ایک گونگے بہرے مصیبت زدہ شخص کے پاس سے گزرے تو ایک شخص نے آپ سے پوچھا کیا اس شخص پر کوئی انعام باقی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں کھانے اور پینے کا آسانی سے گلے میں اتر جانا اور آسانی سے خارج ہونا ان ظاہری نعمتوں سے بہتر ہے جو گم ہو گئی ہیں۔

شعبی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اگر لوگ چھوٹی مصیبت کا مقابلہ اس سے بڑی مصیبت سے کریں تو بعض مصائب کو بھی عافیت سمجھیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے سامنے جب کھانا رکھتے تو فرماتے شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے بھوک دی، بہت سے لوگ کھانے پر قادر ہوتے ہیں لیکن کھا نہیں سکتے یعنی بیماری یا درد کی شدت کے باعث۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس سے جب کوئی کوتوالی کا آدمی گزرتا تو آپ سجدہ میں گر پڑتے اور فرماتے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے پولیس کا سپاہی یا چنگی وصول کرنے والا نہیں بنایا۔ پھر اپنے دوستوں کو فرماتے تمہارے پاس سے جب کوئی مبتلا شخص گزرتا ہے جیسے اپنی مصیبت پر اجر ملے گا تو تم اللہ تعالےٰ سے عافیت کی درخواست کرتے ہو لیکن جب یہ ظالم جو اپنی مصیبت پر گناہگار رہتے ہیں تم پر گزرتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ تم لوگ اللہ تعالےٰ سے عافیت نہیں مانگتے ہو؟

عافیت مخفی بادشاہت ہے | زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تورات میں لکھا ہے کہ عافیت، مخفی بادشاہت ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ جس کے پاس بیوی، گھر، سواری اور خادم ہو وہ بادشاہ ہے۔

جعفر بن سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ آیت اَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً (اللہ نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کو پورا کیا ہے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ظاہری انعام اسلام، حسن صورت اور تمہارا رزق ہے اور باطنی انعام لوگوں سے تیرے عیوب و ذنوب کو مخفی رکھنا ہے۔ اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔

عون بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنے حسن کرم کے مطابق انعام دیئے اور ان سے ان کی حالت کے مطابق شکر چاہتا ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ آیت اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَکَنُوْدٌ (بے شک انسان اپنے رب کا ناشکرگزار ہے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں یعنی انسان مصائب کو گنتا ہے اور انعامات کو فراموش کرتا ہے۔ عون بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ یُنْکِرُوْنَهَا (اللہ کے انعام کو پہچانتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں) کی تفسیر میں فرمایا ہے یعنی ہم دیکھتے ہیں کہ انعامات اللہ عزوجل کی طرف سے آتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ سے نازل ہو کر ان کو غیروں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر فلاں نہ ہوتا تو یہ چیز نہ ملتا۔

حقیقی شاکر کون ہے؟ | ابشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کا شکر دیگر اعضاء کے سوا صرف زبان سے ادا کیا اس کا شکر کم ہے کیونکہ آنکھ کا شکر یہ ہے کہ اگر اس سے اچھی چیز دیکھے تو اس کو یاد رکھے یا بری چیز دیکھے تو اس کی پردہ پوشی کرے اور کان کا شکر یہ ہے کہ اگر نیک آواز سنے تو

یاد رکھے۔ یا بری آواز سنے تو بھول جائے۔ ہاتھوں کا شکر یہ ہے کہ ان سے جو ملے یا لے وہ حق ہو۔ پیٹ کا شکریہ ہے کہ اس کو علم اور حلم سے پر کرے۔ فرج کا شکریہ ہے کہ اسے مباح جگہ پر استعمال کرے اور پاؤں کا شکریہ ہے کہ ان سے نیک کام ہی کی طرف چل کر جائے۔ پس جس نے اس طرح کیا وہ حقیقی شاکر ہے۔

پس اے دوست اپنے نفس کی تفتیش کر اور دیکھ کیا تو بھی ان لوگوں کی طرح شکر کرتا ہے یا اس میں قصور وار ہے؟ پھر استغفار کر۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۵۲۔ تقویٰ میں کمال تحقیق

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے تقوے میں پوری چھان بین کرتے اور کسی کو متقی ہونے کا دعوے نہ ہوتا کیونکہ حق تبارک و تعالے نے بندہ کے ذرہ ذرہ اعمال شمار کر رکھے ہیں۔ اِس زمانے میں یہ خلق بالکل معدوم ہے بلکہ اکثر لوگ متقی ہونے کا دعوے کرتے ہیں اور اپنے آپ میں غور نہیں کرتے۔ مثلاً وہ صبح و شام ذکر کرنے ہی پر قناعت کرتے ہیں اور اپنے قول، فعل، کھانے پینے اور لباس میں مطلق غور نہیں کرتے بلکہ یہ لوگ پیاسے کتے کی طرح حرام پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ دیکھنے میں ان کا عمامہ اور شملہ مشائخ جیسا ہوتا ہے مگر ان کے اقوال و افعال فاسقوں اور منافقوں جیسے ہیں۔

مقامِ تقوے کب حاصل ہوتا ہے؟ | عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے تم میں سے کوئی بھی تقوے کے مقام پر نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ اس کا قول و فعل ایسا ہو جس سے دنیا و آخرت میں فضیحت نہ ہو۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے عرض کی کہ انسان تقوے کی بلندی پر کب پہنچ سکتا ہے؟ فرمایا کہ جب وہ اپنے تمام دلی خیالات کو طباق میں رکھ کر بازار میں چکر لگائے اور ان سے شرمندہ نہ ہو۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے کہ ایمان ننگا ہے اور اس کا لباس تقوے ہے۔

امیرالمؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو عمل تقوےٰ کے ساتھ ہو وہ کم نہیں ہوتا کیونکہ وہی مقبول ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالےٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (اللہ تعالےٰ پرہیزگاروں ہی کا عمل قبول کرتا ہے)

متقی کی علامت | عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے تقوےٰ یہ نہیں کہ دن بھر روزہ رکھے اور رات کو قیام کرے اور اس کے ساتھ نیک و بد اعمال کو خلط ملط کرے، بلکہ تقوےٰ یہ ہے کہ محرماتِ الٰہی کو چھوڑ دے اور فرائض ادا کرے، پھر جو اس سے بڑھ کر کرے وہ تو خیر الی خیر ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے متقی کی علامت یہ ہے کہ وہ کلام کرنے سے لگام دیا گیا ہو جیسے احرام کی حالت میں محرم ہوتا ہے اور متقی کو تمام شریعت کا عالم ہونا بھی ضروری ہے ورنہ وہ اپنی جہالت کے باعث تقوےٰ کی حدود سے باہر نکل جائے گا اور اسے خبر تک نہ ہوگی۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تقوےٰ کا کمال یہ ہے کہ بندہ رائی برابر عمل میں بھی اپنے رب سے ڈرے۔

تقوےٰ ایک خاردار راستہ ہے | ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کسی نے تقویٰ کا سوال کیا، آپ نے فرمایا یہ ایک خاردار راستہ ہے اور اس میں چلنے والے کو شدید صبر کی ضرورت ہے۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہم نے ایسے آدمی دیکھے ہیں کہ جنہیں اگر کوئی کہتا اللہ سے ڈرو تو وہ اس سے محبت کرتے برخلاف آج کل کے لوگوں کے کہ ایسی باتوں سے آزردہ خاطر ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے عمر بن عبدالعزیزؒ سے کہا کہ اے عمر اللہ تعالےٰ سے ڈر تو آپ اللہ تعالےٰ کی ہیبت سے غش کھا کر گر پڑے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ سے ایک آدمی نے عرض کی کہ آپ میرے لئے کون سا شہر پسند کرتے ہیں کہ میں اس میں قیام کروں۔ آپ نے فرمایا کسی شہر میں اور تجھ میں کوئی رشتہ داری نہیں لیکن تیرے لئے وہ شہر اچھا ہے جہاں تجھے تقوےٰ کی ترغیب ہو۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اگر ہم میں سے کوئی متقی ہو تو اس کی زندگی کبھی خوشگوار نہ ہو اور نہ اُسے نیند آئے۔

پس اے دوست اپنے نفس کی تفتیش کر کہ کیا تو سلف کی طرح تقویٰ کرتا ہے یا اس میں کوتاہی کرتا ہے اور اپنے رب سے استغفار کر اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۵۳۔ حقیقی ورع

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے عیوب بالکل پوشیدہ رکھتے اور ورع کے بارے میں اپنے نفوس کی خوب چھان بین کرتے، پس وہ کسی کا عیب ظاہر کرنا پسند نہ کرتے اور اپنے اقوال و افعال اور کھانے پینے کا محاسبہ کرتے رہتے اور اپنے تمام اعضاء کے متعلق محرمات میں واقع ہونے کی جستجو کرتے، خصوصاً زبان، شکم، فرج اور آنکھ کے بارے میں اور میں نے اپنی کتاب المنہج المبین میں اس خلق کی خوب وضاحت کی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اس سے رکنے والا تمام لوگوں سے زیادہ پرہیزگار ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے اگر تم روزے رکھو یہاں تک کہ سوکھ کر تار بن جاؤ اور اتنی نمازیں پڑھو کہ سوکھ کر تنکا ہو جاؤ تو تمہیں اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جب تک کہ تمہارے پاس خاص ورع نہ ہوگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے جلیس اہل ورع و زہد ہوں گے۔

ورع بغیر فقہ بے فائدہ ہے۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ فقہ کام کی نہیں جس میں ورع نہ ہو جیسے وہ نماز کچھ نہیں جس میں خشوع نہ ہو اور وہ مال کچھ نہیں جس میں سخاوت نہ ہو۔

یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ حقیقی ورع شبہات سے

نکالنے اور ہر ہر قدم پر اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کا نام ہے۔ جو شخص یہ نہیں کرتا وہ متورع نہیں۔ ابو عبداللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے گناہ صغیرہ کو حقیر نہ جانو کیونکہ گناہ کو حقیر جاننا ترک ورع کی مینڈھی ہے۔

ابن سماک رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جس نے علم کو بغیر عمل کے طلب کیا اس کا پیشوا ابلیس ہے اور جو ریاست کا طالب ہوا اس کا رہبر فرعون ہے اور جس نے ورع تلاش کیا اس کے امام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

ضحاک رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے بہت ایسے لوگ دیکھے ہیں جو ورع سیکھا کرتے تھے اور اس کے سیکھنے میں تین تین مہینے یا اس سے بھی زیادہ عرصہ تک سفر اختیار کرتے تھے لیکن آج کل کوئی اس کو طلب نہیں کرتا، اگر یہ بتلایا بھی جائے تو بھی اس پر عمل نہیں کرتے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالےٰ جب کسی چیز کو مشتبہ دیکھتے تو اسے بالکل ترک کر دیتے اگرچہ سارا بیت المال ہی ہو۔ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے کہ ہم حلال کے نو حصے چھوڑتے تھے اس ڈر سے کہ کہیں حرام میں گرفتار نہ ہو جائیں۔

اسلاف کی عادت تھی کہ اگر کسی جگہ ان کا دینار گر پڑے اور اس کی تلاش میں وہاں جائیں اور دینار کو پڑا دیکھیں تو سے نہ اٹھاتے اور خیال کرتے کہ ممکن ہے کسی اور کا گرا ہو اور ہمارا کسی نے اٹھا لیا ہو۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالےٰ سے پوچھا گیا کہ غنیمت میں کستوری کو تقسیم کرتے وقت ناک کو بند کرنے والا کیسا ہے اور کیا اس میں کوئی ڈر ہے؟ آپ نے فرمایا میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ یہی سوال قاسم بن محمدؒ سے ہوا آپ نے فرمایا وہ شخص ظاہری طور پر ورع کرنے والے کے مانند ہے میں اس کو ادب

کے باعث ورع نہیں کہتا۔

عمر بن عبد العزیزؒ کا ورع رباح القیس رحمہ اللہ تعالےٰ سے کہا گیا کہ عمر بن عبد العزیزؒ کے ورع کے متعلق جو کچھ آپ نے دیکھا ہے سنائیں۔ آپ نے فرمایا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک شام ہمیں کھانے پر بلایا۔ ہم کھا رہے تھے تو فرمانے لگے ٹھہر جاؤ اس چراغ کا تیل عوام کا تیل ہے جس میں اُن کے حساب و کتاب کے کاغذات دیکھتا ہوں۔

طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ تعالےٰ جب کوئی دیوار یا مٹی کھڑی کرتے تو اس کو اپنی طرف جھکا دیتے تاکہ اس کی مٹی جس سے اس کی بنا کی گئی ہے راستہ میں نہ گرے۔

یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالےٰ کسی تعجب انگیز چیز کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ کے جلال کے خیال سے سبحان اللہ کہنے سے رُک جاتے۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالےٰ کا بیٹا اگر مالِ غنیمت سے ایک سیب منہ میں ڈال لیتا تو وہ سختی سے نکال دیتے اور فرماتے ہیں اس کو خوفِ الٰہی کے باعث نکالتا ہوں گویا کہ میں اس کو اپنے دل سے نکالتا ہوں۔

امام ابو حنیفہؒ کا ورع امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ کے بارے میں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنے ایک مقروض سے مطالبہ کے لئے گئے۔ اس آدمی کے گھر کے دروازے پر ایک درخت تھا۔ امام نے دھوپ میں کھڑے ہو کر مطالبہ کیا۔ کسی نے کہا کہ آپ درخت کے سایہ میں کیوں نہیں کھڑے ہوتے؟ آپ نے فرمایا نہیں میرا اس کے مالک پر قرض ہے اور جو فائدہ بھی قرض سے حاصل کیا جائے وہ سود ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں منقول ہے۔

مغیرہ بن شعبہ رحمہ اللہ تعالےٰ جب پھیری والوں سے کوئی چیز خریدتے تو

چلنے والوں کی دقت کے خیال سے راستہ سے ایک طرف کھڑے ہو جاتے اور اس سے سودا خریدتے۔

بکار بن قتیبہؒ کا ورع | قاضی بکار بن قتیبہ رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنی والدہ سے چادر مانگی تاکہ اوڑھ کر روٹی پکوا لائیں۔ راستہ میں ایک دوست نے آپ سے کلام کیا لیکن آپ جواب کے لیے کھڑے نہ ہوئے، اس نے پوچھا آپ کلام کیوں نہیں کرتے ؟ آپ نے کہا اے دوست میں نے اس چادر کو روٹی پکوانے کے لیے مستعار لیا ہے نہ اس لیے کہ اسے لے کر بازار میں کسی کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو میرے ساتھ باتیں کرے گا تو میں اس کی اجازت لے لیتا۔

بکر بن عبداللہ المزنی رحمہ اللہ تعالےٰ اپنے چھت کا پرنالہ کسی پر گرنے کے خیال سے راستے کو چھوڑ کر اپنے گھر کے اندر رکھتے۔ آپ کے پاس ایک بلی مر گئی تو آپ نے اسے گھر میں گڑھا کھود کر دفن کر دیا اور باہر ڈھیر پر نہ پھینکا کہ لوگوں کو اس کی بدبو سے تکلیف نہ ہو۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ تم مکہ کی طرف مشتبہ مال سے کر سفر نہ کرو کیونکہ حرام یا مشتبہ مال کا ایک دانگ بھی رد کرنا اللہ تعالےٰ کے نزدیک پانچ سو حج سے جو مشتبہ مال سے ہو بہتر ہے۔

یزید بن دریج رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کا بہت سا مال متروکہ نہ لیا اور فرمانے لگے مجھے اس کے پیشہ کی حلت میں شک ہے کیونکہ وہ اُمراء کے پاس اشیاء بیچا کرتا تھا۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ اپنے غلام کی کمائی سے نہ کھاتے جب کہ اس نے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر فروخت کی ہو اور فرماتے کہ تو نے درود شریف پڑھ کر اس چیز کی تعریف کی ہے اسی لئے لوگوں نے

اسے خریداسے میں تجھے مناسب ہے کہ ایسا نہ کیا کرے یا خریدار کو ایسی باتیں کہنے سے پرہیز کرے کہ یہ چیز ارزاں یا خوب صورت ہے بلکہ تم خاموش رہ کر فروخت کیا کرو۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دفعہ بازار میں اپنے عیال کے لئے روٹی لینے گئے تو دیکھا کہ نانبائی روٹی بیچنے کے وقت تسبیح و تہلیل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے، پس فضیل نے اس سے کچھ نہ خریدا اور آپ مع بال بچوں کے سب بھوکے سوئے یہاں تک کہ دوسرے دن ایک ایسے شخص کو دیکھا جو خاموشی سے روٹی بیچ رہا تھا پس اس سے خرید کر لائے کسی نے آپ سے کہا کہ اے ابا علی، یہ کام سہل ہے۔ آپ نے جواب دیا میں ڈرتا ہوں کہ یہ تہاون سہل انگاری مجھے جہنم میں نہ ڈال دے۔

یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ چادریں اور اوڑھنیاں فروخت کیا کرتے تھے لیکن جب آسمان ابر آلود ہوتا تو ان کو فروخت نہ کرتے اور نہ بازار لے کر جاتے تھے کسی نے اس کا باعث دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا ابر کے دن خریدار کو اکثر عیوب شے صاف نظر آتی ہے۔

اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ فقہاء میں سے جس نے مشتبہ امور کی رخصت طلب کی اس کا علم جہنم کا توشہ ہے۔

ابو علی سجودانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک کرتہ خریدا اور پہنا۔ ایک آدمی نے کہا میں نے اس کرتہ کو خریدا تھا تو اس میں ایک درہم مشتبہ تھا۔ کہتے ہیں کہ آپ پانی میں داخل ہو گئے اور کرتہ اتار کر ننگے ہو گئے اور فرمانے لگے مجھے ایک کرتہ کا صدقہ دیتا ہے کہ میں پانی سے نکلوں پس لوگوں نے آپ پر کپڑا ڈال دیا۔

پس اے دوست اس خلق کو غور سے دیکھ اور اپنے نفس کی چھان بین کر
اور ورع میں اپنے سلف کی پیروی کر، اور اگر تو ایسے عمل نہیں کرتا تو صلاحیت کے
دعوے کو چھوڑ دے کیونکہ جس کے ورع نہیں وہ متقین کے نزدیک
ناقص ہے اور اس کا ان کے مقام میں کوئی حصہ نہیں، اور سب تعریف
اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۵۴ - کمالِ عقل

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ آپس میں محبّت کرتے اور اطمینان و وقار سے رہتے اور کم گفتگو کرتے تھے اور یہ ان کے کمالِ عقل اور اپنے ہمعصروں کے پورے تجربے کے باعث تھا۔ امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے کہ انسان کے جسم کی بلندی بائیس سال تک ہوتی ہے اور اس کی عقل کی بلندی اٹھائیس سال تک، اس کے بعد آخر عمر تک تجربہ ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کم عقل شخص اللہ تعالےٰ کی طرف راہبر نہیں ہو سکتا کیونکہ جس چیز کو وہ بگاڑتا ہے وہ اس شے سے زیادہ ہے جس کو وہ سنوارتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کرم الرجل دینہ و مروءتہ عقلہ وحسن خلقہ یعنی انسان کی عزت دین سے ہے اور اس کی مروت عقل اور حُسنِ خُلق سے ہے۔

مردوں کی اقسام | قتادہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ مرد تین قسم کے ہیں۔ کامل مرد، نصف مرد اور لاشئے محض۔ کامل مرد وہ ہے جس کے پاس عقل ہو اور اس سے فائدہ حاصل کرے۔ نصف مرد وہ ہے جو عقلمندوں سے مشورہ لے اور کام کرے اور لاشئے محض وہ ہے جو نہ خود عقلمند اور اہل رائے ہو اور نہ کسی سے مشورہ لے۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے عمدہ چارپایہ بھی چابک سے مستغنی نہیں اور نہایت عقلمند عورت بھی خاوند سے مستغنی نہیں اور بہت دانا شخص بھی عقلمندوں سے مشورہ لینے سے مستغنی نہیں، علیٰ ہذا القیاس۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے وہ شخص جو بولنے سے پہلے سوچ لیا کرے سب لوگوں سے زیادہ عقلمند ہے۔

مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کہا کرتے تھے کہ لوگوں کی عقلیں ان کے زمانے کے مطابق ہوتی ہیں۔

عقل کا مسکن دل میں ہے

امیرالمؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ عقل کا مسکن کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا دل میں، پھر پوچھا گیا کہ رحم کا مسکن کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا جگر میں، پھر پوچھا گیا کہ رافت کا مسکن کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا تلی میں، پھر نفس کے مسکن کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا پھیپھڑوں میں۔

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص عقل کا مدعی ہو اور آخرت کی تیاری نہ کرے وہ کاذب ہے۔

محمد بن زیاد رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ انسان کی عقل اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اپنے دوست سے نہ ڈرے۔

ہشام دستوائی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی لاتعقل قوم کو دیکھنا چاہے وہ ہمیں دیکھ لے۔

زیاد رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی کام میں پڑنے کے بعد اس کا اہتمام کرے وہ عاقل نہیں ہے، بلکہ عاقل وہی ہے جو کسی کام میں پڑنے سے پہلے ہی اس کا اہتمام کرے کیونکہ پختہ رائے تمام رائے سے زیادہ اچھی ہوتی ہے۔

پس اے دوست اس میں غور کر اور اسلاف پاک کا اتباع کر، اس طرح تو آرام پائے گا، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

۵۵۔ حکمت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اکثر خاموش رہتے اور مخاطب کی آسانی کے لئے نہایت حکمت سے گفتگو کرتے، اور ایسا کرنے میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی مطابقت کرتے کہ اعطیت جوامع الکلم واختصر لی الکلام اختصاراً یعنی میں جوامع الکلم عطا کیا گیا ہوں اور میرے لئے کلام مختصر کیا گیا ہے۔

حکمت کے خصائل | ابوالحسن ہروی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ حکمت یعنی دانائی چار خصلتوں سے ترقی کرتی ہے۔ گناہ پر نادم ہونا، موت کے لئے تیاری کرنا، کم خوراک کھانا اور دنیا سے بے رغبت لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے محمد بن یوسفؒ عبادت میں مشغول رہے تو ان کو حکمت مل گئی، اور ہم کتابی علم میں مشغول رہے تو جھگڑوں میں پڑ گئے یعنی اس جھگڑے رہے ہیں۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حکمت آسمان سے اترتی ہے لیکن جس دل میں یہ چار خصائل ہوں اس میں گھر نہیں کرتی، دنیا کی طرف میلان، کل کا غم کھانا، بھائی کا حسد کرنا اور لوگوں پر بڑائی کو پسند کرنا۔ پس جس شخص میں ان میں سے کوئی خصلت ہو اس کے دل میں حکمت داخل نہیں ہوتی۔

حکمت مومن کی گم شدہ چیز ہے | منجملہ ان حکمت کی باتوں کے جو سلف رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک یہ مقولہ ہے لا تنظر الی من قال

وانظر الی ما قال (کہنے والے کو نہ دیکھو بلکہ جو کچھ وہ کہے اس کو دیکھو) اور
خذ الحکمۃ حیث وجدتھا فانھا ضالۃ المومن فاذا وجدتھا
تقیدھا ثم ابتغ ضالۃ اُخری (جہاں کسی سے دانائی پاؤ لے لو کیونکہ
وہ مومن کی گم شدہ چیز ہے جب اسے پالو تو اسے قید کر لو پھر اور گم شدہ کی تلاش کرو)۔
منجملہ ان کے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ کا یہ مقولہ ہے کہ جو شخص اپنے قدر
سے کم پر خوش ہو گیا اللہ تعالےٰ نے اس کو مقصود سے زیادہ رتبہ دیا۔ نیز فرماتے
تھے کہ تم حکمت ضرور حاصل کرو کیونکہ یہ مسکینوں کو بادشاہوں کی مجالس میں بٹھاتی ہے۔
منجملہ ان کے اکثم بن صیفی رحمہ اللہ تعالےٰ کا مقولہ ہے کہ لوگوں سے بے رخ
رہنا عداوت پیدا کرتا ہے اور ان کو خوشی سے ملنا برے ہمنشین پیدا کرتا ہے لہٰذا
تم ان دونوں حالتوں کے درمیان رہو۔ اور منجملہ ان کے امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ
کا مقولہ ہے کہ حاسد اور کینہ ور دُنیا میں سب سے کم آرام میں رہتا ہے۔
ایک آدمی نے احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالےٰ سے کہا اے احنف تو کانا
ہے پھر تجھے قوم نے اپنا سردار کیوں بنا لیا؟ انھوں نے کہا اس لئے کہ میں لایعنی
باتوں کو چھوڑ کر انہی امور میں مشغول ہوتا تھا جو سر انجام دینے ہیں جیسے کہ تو ان امور
میں مشغول ہوا جو کچھ کام کے نہیں۔ اگر دریافت کیا جائے کہ وہ ضابطہ کیا ہے جس سے
لایعنی باتیں معلوم ہوں تو جواب یہ ہے کہ جن باتوں کی طرف دینی اور دنیاوی حاجت
نہ ہو وہ لایعنی ہیں۔ واللہ اعلم۔

یحییٰ بن معاذ کے اقوال | یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ سے کسی نے کہا کہ انسان سے
علم، حلم اور حکمت کب جاتے رہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جب وہ ان تینوں کے
ذریعے دنیا طلب کرے نیز آپ فرماتے تھے کہ جب دُنیا دار تیری تعریف یا مذمت
کریں تو اس کو خرافات میں شمار کر کیونکہ ان کی عقلیں مسخ ہو چکی ہیں، اور جاہل سے کہ

آدمی کا زہد کی طرف متوجہ ہو کر کوئی پیشہ اختیار کرنا اس زہد سے اچھا ہے جس میں اس کی توجہ پیشہ کی طرف رہے۔ نیز فرماتے تھے کہ مرید دل کا خلوت نشین ہونا شیاطین کے لئے باعثِ غم ہے اور ریاکاروں کے لئے لوگوں کا دیکھنا باعثِ نشاط ہے۔ نیز فرماتے تھے کہ جس شخص نے تیرے گناہ پوشیدہ رکھے اور تیری ذلت نہیں کی وہ تیرے لئے تمام مخلوق سے اچھا ہے کیونکہ تو اپنے اور اللہ تعالےٰ کے درمیان ہزاروں گناہ کرتا ہے لیکن اللہ تعالےٰ ان پر پردہ ڈالتا ہے اور اگر لوگوں کو ان میں سے تیرا ایک عیب بھی معلوم ہو جائے تو تجھے دنیا میں ذلیل کریں۔

منجملہ ان کے ابو محمد المرتعش رحمہ اللہ تعالےٰ کا یہ مقولہ ہے کہ اگر تو مال کو جمع کرے تو تو اس کا وکیل ہے اور اگر خرچ کرے تو ایلچی ہے، پس وکیل خیانت نہیں کرتا اور ایلچی احسان نہیں جتاتا (میں کہتا ہوں) وکیل کا خائن نہ ہونا یہ ہے کہ مال کو بخل کے باعث بند کر کے نہ رکھے بلکہ اسے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے خرچ کرے اور اگر اسے روکے تو کسی حکمت کے خیال سے روکے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے روکنے کا حکم دیا ہے، اور ایلچی کا احسان نہ جتانا اس کا یہ سمجھنا ہے کہ احسان درحقیقت اس کے بھیجنے والے کا ہے اور ایلچی کو یہ زیبا نہیں کہ اپنے میں کچھ بزرگی سمجھے مگر اللہ تعالےٰ کے شکر کے طور پر، واللہ اعلم۔

منجملہ ان کے ابو معاویہ الاسود رحمہ اللہ تعالےٰ کا یہ مقولہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ سے خیر جزیل کا طالب ہو وہ نہ رات کو سوئے اور نہ دن کو قیلولہ کرے، نیز فرماتے تھے کہ جو شخص بخیلوں سے احسان کا طالب ہو اگر اس کی اہانت ہو تو وہ اس پر اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔

امام شافعیؒ کے اقوال | منجملہ ان کے امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ کا یہ مقولہ ہے کہ اپنے نفس پر سب سے بڑا ظلم کرنے والا وہ شخص ہے جو ایسے شخص کو تواضع سے پیش

آئے جو اُس کی عزت نہیں کرتا اور اُس شخص سے دوستی کرے جس سے کچھ نفع کی امید نہیں اور جو اس کو نہیں جانتا اُس سے تعریف سنے۔ نیز آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے تیرے سامنے کسی کی چغلی کی وہ تیری چغلی بھی کرے گا، اور جو شخص تیرے پاس دوسروں کی باتیں نقل کرے وہ تیری باتیں بھی دوسروں کے پاس نقل کرے گا اور جو شخص خوشنودی کی حالت میں ایسی باتوں سے تیری تعریف کرے جو تجھ میں موجود نہیں وہ ناراضگی کی حالت میں بھی ایسی باتوں سے تیری مذمت کرے گا جو تجھ میں موجود نہیں۔ نیز فرماتے تھے کہ جب آدمی شادی کرتا ہے تو گویا وہ ایک کشتی میں سوار ہوتا ہے لیکن جب اس کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو گویا اُس کی کشتی ٹوٹ جاتی ہے۔

آپ کا قول ہے کہ اہل مروت کے لئے دنیا میں راحت طلب کرنا ٹھیک نہیں کیونکہ ایسے لوگ ہر وقت مصیبت میں رہتے ہیں۔ نیز فرماتے تھے کہ جب تیرے دوست کو حکومت مل جائے تو جس قدر محبت اس کو تیرے ساتھ پہلے تھی اس کے دسویں حصے پر راضی ہو جا۔

منجملہ ان کے ابو امامہ رحمہ اللہ تعالےٰ کا مقولہ ہے کہ جو شخص لوگوں کو بغیر کسی دلیل کے ایذا دے تو اسے آئندہ ذلت پر صبر کرنا چاہیئے۔ نیز فرماتے تھے کہ جو شخص کسی کی ایذا دہی پر صبر کرے تو گویا اس نے نیکی کے لئے جگہ آراستہ کرلی۔ نیز آپ کا مقولہ ہے کہ جس نے زندگی میں تیرے ساتھ نیکی نہ کی ہو اُس کی موت پر تیری آنکھ کو رونا نہیں چاہیئے۔ نیز فرماتے تھے کہ اگر گدڑیا بھیڑیئے کے فعل پر خوش ہو تو کتنے مسافروں کو بھی نہ بھونکیں۔ نیز آپ کا مقولہ ہے کہ قصور کا اقرار گناہ کو گرا دیتا ہے اور اشراف رشتہ داروں کے ساتھ ہی آزمائے جاتے ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اے اللہ محمد پر دنیا کو حرام کر

دے اور مجھے اس سے بے رغبت کر اور مبالغہ کر کہ دنیا مجھ پر تنگ ہو اور میرے دل میں اس کی رغبت نہ ہو نیز فرماتے تھے کہ اے اللہ آج مجھے ایسے کام میں لگا دے جس کی نسبت کل مجھ سے سوال ہوگا۔ نیز آپ فرماتے تھے کہ تواضع لئیم کو صاحب مرتبہ بنا دیتی ہے اور تکبر شریف کو ذلیل کرتا ہے اور جو شخص سرداری کی تلاش کرے تو وہ اس کو تھکا دیتی ہے اور جو اس سے بھاگتا ہے تو وہ اس کے پیچھے آتی ہے نیز ان کا مقولہ ہے کہ کثرتِ عیال پر خوش نہ ہو کیونکہ وہ مال کے لئے کیڑا ہے اور آدمی کے لئے فضیحت۔

فضیل بن عیاض رح کے اقوال | منجملہ ان کے فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ کا یہ مقولہ ہے کہ جس شخص کا غصہ زیادہ ہے اس کے دوست کم ہیں، جس نے فاجر پر انعام کیا اس نے فجور کی اعانت کی جس نے لئیم سے سوال کیا اس نے اپنے نفس کو ذلیل کیا، جس نے بے عمل سے علم سیکھا اس نے اس کی جہالت کو ترقی دی جس نے بے وقوف کو علم پڑھایا اس نے اپنی عمر کو بے فائدہ ضائع کیا اور جس نے ناشکرے پر احسان کیا اس نے اپنی نیکی ضائع کی۔

منجملہ ان کے یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ کا یہ مقولہ ہے کہ محرمات سے باز رہنا اللہ تعالےٰ کی رضا کا باعث ہے، مصیبت کے نازل ہونے پر صبر کی حقیقت کھلتی ہے، دیرینہ فراق سے دوستوں کی دوستی معلوم ہوتی ہے، ادب سے علم ذہن نشین ہوتا ہے، ترکِ طمع سے دوستی مضبوط ہوتی ہے اور نیک نیتی سے نیکوں کی صحبت دائمی ہوتی ہے۔

نیز ان کا قول ہے کہ جس کی قید قرآن مجید سے اس کی رہائی موت سے ہے، جس کو عبادت نے ذبح کر دیا اس کو نکامیابی زندہ کرے گی، جس نے دنیا کی خواہش ترک کر دی اللہ تعالےٰ اس کے عوض ذکر الٰہی کی خواہش پیدا کرے گا۔

نیز فرماتے تھے کہ جس نے زندگی کی وہ اپنے ہمعصروں کا سردار ہوا اور جس کا غصہ بڑھا وہ ذلت کے سمندر میں غرق ہوا۔ نیز فرماتے تھے کہ مل کر رہنے میں کدورت بھی ہو تو وہ اس صفائی سے بہتر ہے جو جدائی سے حاصل ہو، اگر کوئی قریبی شخص دشمن ہو تو وہ بعید ہے اور اگر کوئی بعید شخص دوست ہو تو وہ قریبی ہے۔

بشر حافیؒ کے اقوال منجملہ ان کے بشر حافی رحمہ اللہ تعالےٰ کا یہ مقولہ ہے کہ جب نوافل فرائض کی جگہ پر سمجھے جائیں تو نوافل کو ترک کر دو۔ نیز وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے کو اچھا نہ جانے وہ بُرے کو بُرا نہیں جانتا۔ نیز فرماتے ہیں کہ نعمتوں کی وجہ سے ہم پر آفت نہیں آتی بلکہ ان پر ناشکری کی وجہ سے جیسا کہ ہم قلتِ عمل کے باعث مصیبت میں مبتلا نہیں ہوتے بلکہ اس میں صدق کے کم ہونے کے باعث، جیسا کہ ہم کثرتِ گناہ کے باعث تباہ نہیں ہوتے بلکہ حیا کی کمی کے باعث اور جیسا کہ ہم قلتِ استغفار کے باعث بلائیں گرفتار نہیں ہوتے بلکہ بیوفائی کے باعث، اور گناہوں کی طرف سرعت سے میلان ان پر عذاب نہ ہونے کے باعث ہے، اگر ہم پر فوراً عذاب آجائے تو ہم تمام گناہوں سے بالکل ہٹ جائیں۔

پس اے دوست اس کو یاد رکھ اور اپنے باطن کو دنیا کی محبت اور اس کی خواہشات سے صاف کر اور اللہ تعالےٰ کا کثرت ذکر کر کیونکہ جب تیرا باطن روشن ہو جائے گا تو اللہ تعالےٰ تیری گفتگو کو حکمت سے معمور کرے گا اور تو اپنے زمانے کا حکیم ہوگا، لیکن دنیا کی محبت کے ہوتے ہوئے یہ تیرے لئے ناممکن ہے، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۵۱۔ ترکِ حسد

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کسی مسلمان سے حسد نہ کرتے اور ہر مسلمان کو بطریقِ شرعی نصیحت کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لوگوں کے سردار ہوتے اور اگر ان کو کسی کے ساتھ حسد یا کینہ ہوتا تو وہ کبھی سردار نہ ہوتے اور نہ بادشاہ ان کے قدموں کو بوسہ دیتے۔ پس اے برادر اگر تو کبھی ایسا ہونا چاہے تو نہایت خلوصِ نیت سے ان کا راستہ اختیار کر ورنہ اللہ تعالیٰ بناوٹ کرنے والے شخص کی حالت سے بعض لوگوں کو مطلع کر دیتا ہے اس لئے اس کا کام نہیں چلتا۔

حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے | میں نے شیخ سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا ہے کہ جو شخص اپنے عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کرے تو اللہ عزوجل مومنوں کے قلوب کو اس کی محبت میں خالص کر دیتا ہے، لیکن جس شخص کی دیانت میں کچھ آمیزش ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے بعض برگزیدہ بندوں کو اس کے باطن سے مطلع کر دیتا ہے لہٰذا کسی کے دل میں اس کی محبت نہیں ہوتی۔ حدیث میں آیا ہے ان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب (حسد نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے لکڑیوں کو آگ) اور جب آدمی کی نیکیاں ضائع ہو جائیں تو اسکی سیادت بھی جاتی رہتی ہے کیونکہ اس وقت وہ یا تو گنہگار ہوگا یا درمیانی حالت میں ہوگا کہ نہ اس کی کوئی نیکی ہوگی نہ بدی اور یہ تو معلوم ہے کہ سیادت و تعظیم اس شخص کو ہوتی ہے جس کو اعمال و اخلاقِ صالحہ میں تمام لوگوں پر فوقیت ہو۔ احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں کہ حاسد کے لئے راحت نہیں اور بد خلق کے لئے عبادت نہیں۔

امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کسی شخص پر نعمت پوری نہیں ہوتی جب تک کہ اس کے حاسد نہ ہوں۔

ترکِ حسد کی دوا زہد ہے | فرقد السنجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ترکِ حسد کی دوا دنیا میں زہد ہے لیکن جو شخص دنیا کی طرف راغب ہو اس کو حسد لازم ہے خواہ وہ ملے یا نہ ملے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے حاسد پر غم ہوتا ہے، جو شخص خوش رہنے کا خواہش مند ہو اس کو کسی پر حسد نہ کرنا چاہیئے۔ میں نے کئی دفعہ نئے کپڑے اس خوف سے پہننے چھوڑ دیئے کہ میرے ہمسایہ وغیرہ کو حسد پیدا نہ ہو۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کسی نعمت پر محسود اس شخص سے اچھا ہے جس کے پاس کوئی نعمت نہ ہو کہ جس پر حسد کیا جائے، پس وہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور حاسد کو معذور جانے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ حسد سے بچو کیونکہ آسمانوں میں سب سے پہلے اسی گناہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی ہے اور یہی پہلا گناہ ہے جس سے زمین میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر تو حاسد کی شرارت سے بچنا چاہے تو اس سے اپنے کام مخفی رکھ۔

مسعر بن کدام رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ سلف اپنے دوستوں کو وفورِ شفقت سے پند و نصیحت کرتے تھے لیکن آج کل نصیحت عداوت کے مانند ہے۔ میں کسی کو نصیحت کرتا ہوں تو وہ میرے عیوب کی تلاش کرتا ہے اور میری نصیحت پر عمل کرنا بھول جاتا ہے۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں میں نے کسی کے دین یا دنیا پر کبھی حسد نہیں کیا اور یہ مجھ پر اللہ تعالے کا بہت بڑا انعام ہے۔

ابوایوب سختیانی رحمہ اللہ تعالے اپنے دوستوں کو ان کے دین کی کمی پر شفقت کر کے سب سے بڑھ کر نصیحت کرنے والے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ان اللہ سے غافل اور نافرمان لوگوں پر بہت رحم آتا ہے۔ آپ کی یہ حالت تھی کہ جب کبھی مسلمانوں پر کوئی مصیبت یا بلا نازل ہوتی تو آپ اس کی وجہ سے بیمار ہو جاتے اور بیماروں کی طرح آپ کی عیادت کی جاتی؛ پھر جب وہ مصیبت زائل ہو جاتی تو آپ بھی اسی وقت تندرست ہو جاتے (میں کہتا ہوں) جو شخص اس مقام کو پالیتا ہے وہ کسی طبیب کا معالجہ نہیں کراتا کیونکہ طبیب کو اس مرض میں مطلقاً دخل نہیں واللہ اعلم

ایک روز عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ تعالے نے حجاج بن یوسف سے کہا۔ اے حجاج ہر شخص اپنے عیوب سے واقف ہوتا ہے اور اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہوتی۔ پس تو اپنے عیب مجھے بتلا۔ حجاج نے عرض کی اے امیر المومنین مجھے اس بات سے معاف کیجئے۔ عبدالملک نے کہا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ ضرور بتلاؤ۔ تب حجاج نے کہا میرے عیوب میں سے چند یہ ہیں کہ میں سخت جھگڑالو حاسد اور کینہ ور ہوں۔ عبدالملک نے کہا اللہ تجھے ہلاک کرے شیطان میں بھی تیرے بیان کئے ہوئے عیوب سے زیادہ نہیں ہیں۔

علماء حاسد ہوتے ہیں | مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے میں عوام کی نسبت عالموں کی شہادت قبول کر سکتا ہوں لیکن ان میں سے ایک کی دوسرے پر شہادت قبول نہیں کرتا کیونکہ یہ تمام کے تمام حاسد ہیں۔ اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے کہ اوس بن خارجہ سے پوچھا گیا تمہارا سردار کون ہے

اُس نے کہا، حاتم طائی۔ پھر پوچھا گیا تو اُس کے مقابلہ میں کس درجہ کا ہے؟ اُس نے جواب دیا میں اُس کا خادم ہونے کے بھی قابل نہیں۔ پھر حاتم طائی سے سوال ہوا کہ تمہارا سردار کون ہے؟ اُس نے کہا۔ اوس بن حارثہ۔ پھر پوچھا گیا تو اُس کے مقابل میں کیسا ہے؟ اُس نے کہا میں اُس کے مملوک ہونے کے بھی قابل نہیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے فقہا اس امر تک کہاں پہنچ سکتے ہیں!

ایک دن عمر بن عبدالعزیزؒ نے کسی قبیلہ کے ایک آدمی سے پوچھا تمہارا سردار کون ہے؟ اُس نے کہا اے امیر المومنین میں ہوں۔ امیر المومنین نے فرمایا تو جھوٹا ہے اگر تو سردار ہوتا تو یہ نہ کہتا۔

حاسد کی علامت | ابن سماک رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں حاسد کی علامت یہ ہے کہ وہ طمع کی وجہ سے تیرے قریب ہوتا ہے لیکن اپنی بدخلقی اُسے تجھ سے دور کرتی ہے۔ تمام لوگوں سے زیادہ حسد کرنے والے اقربا اور ہمسائے ہوتے ہیں کیونکہ وہ انعامات دیکھتے ہیں اور ان پر حسد کرتے ہیں۔ بخلاف ان لوگوں کے جو دور ہوں۔ اسی لئے امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ قرابتیوں کو کہہ دو کہ کبھی کبھی مل لیا کریں لیکن پاس پاس نہ رہیں۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ نے سفیان ثوریؒ سے کہا خوب سمجھ لو کہ اگر تم لوگوں کو اتنی نصیحت کرو یہاں تک کہ وہ دین میں تمہارے جیسے ہو جائیں تو بھی تم سے نصیحت کا حق ادا نہیں ہوگا۔ پس جب تک وہ تمہاری حالت کو نہ پہنچیں نصیحت کا حق کیونکر ادا ہوگا؟

شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اگر تجھ میں ایسی عادتیں ہوں جن سے تیرا دشمن تجھ سے ڈرے تو تجھ میں نیکی کا نام و نشان نہیں ہے چہ جائیکہ تجھ میں ایسی عادتیں ہوں جن کی وجہ سے تیرا دوست بھی ڈرتا رہتا ہے اور یقین جانو کہ جو شخص لوگوں کی برائیوں کی جستجو کرے اُس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں

ڈال لیا اور جس سے لوگ محفوظ نہیں وہ لوگوں سے محفوظ نہ رہے گا اور جو لوگوں
کی چغلی کرے وہ دین و دنیا میں محتاج ہوگا اور ابلیس کے خادموں میں سے
ہوگا۔

پس اے دوست تو اپنے نفس کی تفتیش کر اور غور کر کہ تو اپنے مسلمان
بھائیوں کے انعامات پر جو اللہ تعالے نے اُن پر کئے ہیں حسد تو نہیں کرتا؟ اور
کیا تو اُن کے لئے امر الٰہی کے مطابق نصیحت کرتا ہے یا اس کے مخالف ہے؟
اور اللہ تعالے سے بخشش مانگ، اور سب تعریف اللہ کے لئے
ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۵۷۔ یاوہ گوئی سے احتراز

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ سخت بھوک پر قناعت کرتے اور شکم سیری نہ کرتے تاکہ ان کی خاموشی زیادہ ہو اور ان کا کلام اور فضول بیہودہ گوئی کم ہو جیسا کہ علمائے عاملین کی عادت تھی کیونکہ جو سیر ہوتا ہے اس کا پیٹ فائدہ بولنا بڑھ جاتا ہے۔

محمد راسبی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جس نے اپنے پیٹ میں فضول کھانا بھرا اس کی زبان سے فضول باتیں نکلیں گی۔

زبان کے نشانے کبھی خطا نہیں ہوتے | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ انسان کو تیر مارنا اس کو زبان سے طعن و تشنیع کرنے سے کم ہے کیونکہ زبان کے نشانے کبھی خطا نہیں ہوتے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ بات تیر کی طرح ہے اگر تیرے پاس سے نکل جائے تو وہ تیری مالک ہو جائے گی اور تو اس کا مالک نہیں ہوگا۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے تھے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھ پر کس چیز سے ڈرتے ہیں حضور نے فرمایا اس سے، اور یہ کہہ کر اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جو شخص غور کرے تو وہ تمام اہل مجلس سے اشرف اور زیادہ باہیبت اس شخص کو پائے گا جو اکثر خاموش رہتا ہو کیونکہ سکوت عالم کیلئے زینت ہے اور جاہل کے لئے پردہ۔

وہیب بن الورد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے عافیت دس حصے ہے اس میں سے نو حصے صرف سکوت میں ہیں اور ایک حصہ لوگوں سے دور بھاگنے میں ہے۔

منصور بن معتمر رحمہ اللہ تعالیٰ نے چالیس سال تک بعد نماز عشاء کسی کے ساتھ لغو گوئی میں حصہ نہیں لیا۔

حسن بصریؒ کا قول | حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے انسان پر تعجب ہے کہ کراماً کاتبین اس کے پاس ہیں اور اس کی زبان ان کا قلم اور اس کا تھوک ان کی سیاہی ہے پھر بھی وہ بیہودہ کلام کرتا ہے۔

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے موت سے پہلے بیس سال تک دنیاداروں کی سی گفتگو نہیں کی۔ حسان بن سنان رحمہ اللہ تعالیٰ کی نسبت مروی ہے کہ ان کے منہ سے ایک لغو کلمہ نکلتا تو وہ اپنے نفس کو کامل ایک سال روزے رکھ کر سزا دیتے۔

حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ جب کوئی لغویات کہتے تو اس کے بعد سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھتے۔ پھر فرماتے سلف کسی مجلس میں محض دنیاوی کلام کرنا برا جانتے جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی نیک کلام نہ ملا لیتے۔

مورق العجلی رحمہ اللہ تعالیٰ بیس سال تک خاموش رہنا سیکھتے رہے یہاں تک کہ اس میں کامل ہو گئے۔

معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے انسان کا غیر مفید باتیں کرنا اللہ کا اس کو بے مدد چھوڑ دینے کے باعث ہوتا ہے۔

بیہودہ گفتگو کرنا حسرت کا باعث ہے | مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے انسان

کا بیہودہ باتیں کرنا اُس کے دل کو سخت اور بدن کو سست بنا دیتا ہے اور اسلب رزق میں عسرت کا باعث ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے زبان سے سر کی حفاظت ہوتی ہے۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالےٰ بہت کم گفتگو کرتے اور اپنے دوستوں کو فرماتے تم غور کرو کہ اپنے اعمالناموں میں کیا لکھوا رہے ہو کیونکہ وہ تمہارے رب کے سامنے پیش ہوں گے، سو جو شخص تیج گفتگو کرتا ہے اس پہ حیف ہے۔ اگر اپنے دوست کو کچھ لکھواتے ہوئے کبھی اس میں بُرے الفاظ لکھواؤ تو یہ اُس کے ساتھ تمہاری بے حیائی تصور ہوگی پھر اللہ سبحانہ تعالےٰ کے ساتھ تمہارا کیسا برتاؤ ہے؟

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا عمل | ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالےٰ جب صبح کو اٹھتے تو کاغذ قلم اپنے پاس رکھتے اور اگر دن میں کوئی بیہودہ بات کہتے تو شام کو اس پر اپنے نفس کا محاسبہ کرتے اور فرماتے تھے کہ یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت معلوم ہوا ہے کہ آپ منہ میں پتھر ڈال رکھتے تھے۔ آپ نے یہ عمل کئی سال تک کیا حتیٰ کہ آپ کو کم گوئی کی عادت ہو گئی۔ آپ اس پتھر کو صرف کھانے یا نماز کے وقت نکال لیتے تھے اور یہ سب کچھ اس خوف سے کرتے کہ غیر ضروری باتیں نہ کریں۔ جب وفات کا وقت آیا تو آپ نے زبان نکال کر فرمایا اس نے مجھے مصائب میں ڈالا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالےٰ جب کسی شخص کو زیادہ باتیں کرتے دیکھتے تو اُس کو فرماتے کہ قدرے کم کلام کرو۔

یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ایک لغو کلمہ چھوڑ دینا نفس کے لئے ایک دن کے روزے سے مشکل ہے کیونکہ انسان بسا اوقات سخت

گرمی میں روزہ رکھ لیتا ہے مگر لغو کلام ترک نہیں کر سکتا۔

پس اے دوست تو اس کو یاد رکھ اور اپنے نفس کی تفتیش کر کہ تو نے اس بات کو پورا کیا ہے یا اس میں قاصر رہا ہے؟ اور صبح و شام بکثرت استغفار کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۸۵۔ اسرار کی حفاظت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اسرار کو مخفی رکھتے اور جس شخص کے حق میں کوئی بات سنتے اس تک نہ پہنچاتے۔ مثل مشہور ہے قُلُوبُ الْاَحْرَارِ قُبُورُ الْاَسْرَارِ یعنی بزرگوں کے سینے اسرار کے دفینے ہیں، اگر اہل اللہ اسرار کی حفاظت نہ کریں تو اور کون کرے گا؟ یہ خلق اس زمانے میں بالکل معدوم ہے۔ آج کل کے شیخ ایک بات سنتے ہیں تو جو شخص ان کے پاس آتا ہے اسی وقت اس کو سناتے ہیں۔ بعض اوقات وہ بات شہر کی بربادی کا باعث ہو جاتی ہے۔ تم نے اس کو کہتے دیکھا ہوگا کہ ایک ولی اللہ کے ہاں ایسے مبتلا ہوتا جس کو متہم سمجھنا جائز نہیں۔ منع ہیں کہ وہ ان لوگوں کا نام وغیرہ رکھتے ہیں حالانکہ وہ چغلی کے نقل کرنے والے اس طرح لوگوں میں فساد برپا کرنے کے باعث فاسقوں کے شمار میں ہو سکتے ہیں اگرچہ ان کا مقصود فساد برپا کرنا نہ ہو۔

چغلخور جنت میں داخل نہ ہوگا | حدیث میں آیا ہے لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ یعنی قتات یعنی افترا پرداز اور چغلخور جنت میں داخل نہ ہوگا۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ آیت وَامْرَاَتُہٗ حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ کی تفسیر یہ فرماتے ہیں کہ یہ عورت لوگوں میں چغلخوری کرتی پھرتی تھی۔ اکثم بن صیفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ چغلخور کی علامت یہ ہے کہ وہ لوگوں کی نظر میں ذلیل ہو جاتا ہے تم اس کو کبھی معزز نہ پاؤ گے۔ یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ چغلخور جادوگر سے بھی زیادہ بُرا ہے مگر اس کا کسی کو خیال نہیں، کیونکہ چغلخور ایک دم میں وہ کام کر سکتا ہے

جو جادوگر مہینے میں بھی نہ کر سکے چغلی نے خون بہادیئے ہیں، مال لٹا دیئے ہیں بڑے بڑے فتنے قائم کیئے ہیں۔ لوگوں کو وطنوں سے نکلوایا ہے اور اس طرح کے بہت سے فساد پیدا کیئے ہیں۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ زانیہ کا بچہ ہی لوگوں میں فساد پیدا کرتا ہے کیونکہ وہ اپنے آپ کو ہلاک کرتا ہے۔ اپنے دوست کو ہلاک کرتا ہے اور جس تک بات پہنچتی ہے اس کو بھی ہلاک کرتا ہے۔

حسن بصریؒ کا قول | حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جو شخص تیرے پاس چغلی کرے وہ تیری بھی چغلی کرے گا اور جو شخص ایسی صفات سے تیری مدح کرے جو تجھ میں موجود نہیں تو وہ ایسی ہی باتوں سے تیری مذمت بھی کرے گا۔

ابن سماک رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جو شخص بات سن کر اس کو پوشیدہ رکھتا ہے اس سے زیادہ ڈرتے رہنا چاہیئے بہ نسبت اس شخص کے کہ جو کوئی بات دوسروں سے کہہ دیتا ہے کیونکہ جو شخص باتوں کو پوشیدہ رکھتا ہے لوگ اکثر اس کی بات کو سچا جانیں گے اس لیئے کہ لوگوں کے نزدیک اس کا جھوٹ کہنا بعید ہوگا۔ بعض دفعہ آدمی دوسرے پر اعتماد کرکے کوئی بات کہتا ہے اور وہ کسی اور سے کہہ دیتا ہے جس سے ملک برباد ہو جاتا ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ سُنی ہوئی بات کو صحیح النسب ہی پوشیدہ رکھتا ہے لیکن ولد الزنا اس کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ کے کسی دوست نے کچھ مدت کے لیئے آپ سے ملنا چھوڑ دیا۔ پھر آپ کی ملاقات کو آیا اور ایک شخص کی غیبت کرنے لگا تو ابراہیمؒ نے اسے کہا بخدا ابن ابراہیم سے نہ ملنا ہی بہتر ہے تو نے میرے دوست کی نسبت میرے دل میں بغض ڈال دیا اور میرے دل کو غافل کر دیا، کاش تو آج

ہم سے نہ ملتا۔

منصور بن زاذان رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے واللہ جو کوئی میرے پاس بیٹھا رہتا ہے میں اس کے ساتھ گویا جہاد کرتا رہتا ہوں جب تک کہ وہ چلا نہ جائے کیونکہ وہ یا تو میرے دوست کو میرے نزدیک دشمن بنا دیتا ہے یا کسی کی کی ہوئی غیبت مجھے بتاتا ہے جس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

دوست کی برائیوں سے صرف نظر | شداد بن حکیم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جب تم اپنے دوست کی نیکیاں اس کی برائیوں سے زیادہ دیکھو تو اس کے محاسن کا ذکر کرو اور اس کی برائیوں کو جانے دو۔ نیز فرماتے ہیں جو شخص لوگوں کے کہنے پر خفا یا خوش ہوتا ہے وہ اپنے فعل پر نادم ہو گا کیونکہ جرح و تعدیل کم ہی ٹھیک ہوتی ہے بلکہ عموماً عصبیت اور ہوائے نفس سے ہوتی ہے۔

خالد بن صفوان رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ چغلخور سے دشمنی رکھو اگرچہ وہ سچا ہی ہو کیونکہ چغلی ایک روایت ہے اور اس کے سننے کی اجازت ہے۔ لیکن اس کا ماننا اس سے بھی برا ہے۔

پس اے دوست اس کو یاد رکھو اور اس زمانے میں اپنے دوستوں وغیرہ کے بھید کو ظاہر کرنے سے ڈرو اور یہ نہ کہو کہ میرا یہ مقصد نہ تھا کیونکہ تو دسویں صدی کے نصف ثانی میں ہے جو غرائب و فتن کی حامل ہے، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۵۹ - عیب جوئی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ آیت وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (اور تمہارے نفسوں میں بھی اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں کیا پس تم اپنے اندر غور کیوں نہیں کرتے) اور حدیث طوبیٰ لمن شغلہ عیبہ عن عیوب الناس (مبارک ہے وہ شخص جو اپنی عیب جوئی کے سبب لوگوں کے عیوب سے غافل ہے) پر کار بند ہونے کے خیال سے لوگوں کے عیوب سے اعراض کر کے اپنی عیب جوئی میں مشغول رہتے۔ نیز اس خیال سے کہ لوگوں کے عیوب پر نظر کرنے والا شیاطین میں سے ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہت دور ہوتا ہے اور اہل اللہ اپنی ذات کے واسطے ایسا ہونا پسند نہیں کرتے۔

زبید الیمیؒ کا قول | زبید الیمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے کسی آسمانی کتاب میں پڑھا ہے اے ابن آدم میں نے تیرے واسطے دو توبرے بنائے ہیں ایک توبرہ تیرے آگے ہے اور ایک پیچھے۔ جو توبرہ تیرے پیچھے ہے اس میں تیرے عیوب ہیں اور جو توبرہ تیرے آگے ہے اس میں لوگوں کے عیوب ہیں اگر تو اپنے پیچھے والے توبرہ کو دیکھے تو پھر آگے والے کی پرواہ نہ کرے نیز فرماتے تھے انسان کو اپنے نفس کے عیوب کا یقین ہے اس کے باوجود اس سے محبت رکھتا ہے اور اپنے مسلمان بھائی پر محض ظن کر کے ہی خفا ہوتا ہے کیا یہ عقلمندی ہے؟

بکر بن عبد اللہ المزنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ لوگوں کے عیوب کے پیچھے پڑا ہوا ہے تو یقین کر لو کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اور

اللہ اُسے سزا دینا چاہتا ہے۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ کسی غائب شخص کی غیبت کرتے ہیں لیکن جب وہ سامنے آتا ہے تو اس سے محبت کا اظہار اور اس کی تعریف کرنے لگتے ہیں جس شخص کو یہ گمان ہو کہ اللہ تعالےٰ اُسے دوست رکھتا ہے اور وہ لوگوں کی غیبت کرے تو وہ کاذب ہے کیونکہ وہ شیطان ہے اور شیطان اللہ تعالےٰ کا دشمن ہے۔

کسی کو گناہ کا طعنہ نہیں دینا چاہیئے۔ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے عاقل کی عقلمندی یہ ہے کہ وہ کسی کو گناہ کا طعنہ نہ دے کیونکہ جب کبھی میں نے کسی کو اُس کے گناہ کا طعنہ دیا ہے تو بیس سال کے بعد میں خود اس گناہ میں مبتلا کیا گیا ہوں، اور ہمیں خبر ملی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے تم لوگوں کے عیوب پر نظر نہ کرو گویا تم ان کے آقا ہو، بلکہ اپنے عیوب کو دیکھو گویا کہ تم غلام ہو۔ لوگ دو قسم کے ہیں مصیبت میں گرفتار اور صاحبِ عافیت، پس مصیبت زدوں پر رحم کھاؤ اور عافیت پر شکر کرو۔

رابعہ عدویہ رحمہا اللہ تعالےٰ فرماتی تھیں جب آدمی اللہ تعالےٰ کی محبت کا مزہ چکھ لیتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُسے اس کے بداعمال کی اطلاع دیتا ہے اور اس طرح اُس کو لوگوں کی برائیوں سے روکتا ہے۔

مجاہد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ پر تعدی کرے تو ان میں سے تعدی کرنے والا ضرور ڈھ جائے گا، میں کہتا ہوں، یہ امر جاننے کے قابل ہے کہ اللہ تعالےٰ کے پاس اپنے ظالم پر فریاد کرنا کہ وہ اسے ہلاک کر دے ظاہر میں اس کا مقابلہ کر کے اس کی ہلاکت میں سعی کرنے سے زیادہ مؤثر ہے، سو جو کچھ اُس نے ظاہر میں ترک کیا ہے باطن میں اس سے زیادہ

سخت جبر کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا ہے لہٰذا مظلوم کو مناسب ہے کہ وہ اپنے دشمن پر اللہ تعالیٰ کے آگے فریاد نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ اس کے سبب سے اس کے دشمن کا مواخذہ نہ کرے۔ واللہ اعلم۔

عیوب کے تحفہ پر دعا | امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اُس پر رحم کرے جو میرے پاس میرے عیوب کا تحفہ لائے۔

عبداللہ تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آدمی جب لوگوں کی عیب چینی کرتا ہے تو وہ خود عیوب میں دوسروں سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص اپنے دوستوں کے عیوب تلاش کرے اُس کا کوئی دوست نہ ہوگا۔

مروی ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص پیش ہوا جس پر حد واجب تھی۔ لوگ ٹڈی کی طرح اُس کے گرد ہجوم کیے ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے جو شخص کبھی اس جرم کا مرتکب ہوا ہو وہ یہاں سے واپس چلا جائے اس پر سب کے سب لوگ چلے گئے۔

پس اے دوست اپنی زبان کو محفوظ رکھ کیونکہ جو شخص لوگوں کا گریبان پھاڑے گا لوگ اُس کا گریبان پھاڑیں گے، نیز اس بات سے اجتناب کر کہ جب تجھے کسی مسلمان بھائی کا عیب معلوم ہو تو تو اپنے آپ کو بھول جائے بلکہ تجھ پر واجب ہے کہ اس کی اپنے عیوب کی یاددہانی تصور کرے کیونکہ انسانوں کی طینت ایک ہی ہے، جو کچھ ایک شخص سے وقوع پذیر ہوا ہے وہ تجھ سے بھی ہو سکتا ہے، اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اپنے دوست کو کسی گناہ کا طعنہ دے وہ خود اس گناہ کا مرتکب ہونے سے

پہلے نہیں مرے گا۔ (میں کہتا ہوں) اگر اللہ تعالےٰ تجھے بذریعہ کشف کسی کے عیب کی خبر دے تو استغفار کر کیونکہ یہ کشف شیطانی ہے۔

پس اے دوست اسے یاد رکھ اور ایسی باتوں سے سخت پرہیز کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۹۰۔ حُسنِ خُلق

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی اقتدا کرتے ہوئے اور آپ کی حدیث خالق الناس بخلق حسن (لوگوں سے نیک خلق سے پیش آنا) پر عمل کرنے کی غرض سے درشت خو لوگوں کے ساتھ حسن خلق سے پیش آتے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر انسان میں نو اخلاقِ حسنہ ہوں مگر ایک بُرا ہو تو یہ ایک بُرا نو پر غالب آ جائے گا پس زبان کی لغزشوں سے بچو۔

بشر بن عمر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ بداخلاقی کا نتیجہ قطع تعلق کے سوا کچھ نہیں۔ وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے خُلقِ بد کی مثال مٹی کے ٹوٹے ہوئے برتن کی ہے کہ نہ اس سے کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نہ پھر مٹی بن سکتی ہے۔

حُسنِ خُلق کی تعریف | حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اولاً بدخُلقی سے بدخُلقی ہی پیدا ہوتی ہے پس وہ اس کے مالک کو تکلیف دیتی ہے جیسا کہ مشاہدہ میں آچکا ہے۔ آپ سے ایک دفعہ حُسنِ خُلق کے متعلق سوال کیا گیا جس کا ذکر آنحضرت کی حدیث خالق الناس بخلق حسن میں ہے۔ آپ نے فرمایا وہ سخاوت، عفو اور تحمل ہے۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی سوال ہوا۔ آپ نے فرمایا وہ ماسوائے معاصی کے دیگر تمام امور میں لوگوں سے موافقت کرنا ہے۔ نیز

فرماتے تھے کہ جس کے تفکرات زیادہ ہوں اُس کا بدن بیمار ہو جاتا ہے اور جس کا ورع کم ہو اُس کا دل مرجاتا ہے۔

بدخلقی کی علامت | ابوحازم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے منجملہ آدمی کی بدخلقی کے یہ ہے کہ وہ اپنے گھر آئے اور اُس کے اہل دعیال خوشی میں ہنس رہے ہوں مگر اس کے ڈر کے مارے اِدھر اُدھر پھیل جائیں۔ اُس کو دیکھ کر بلّی کا بھاگنا اور کُتے کا ڈر کر دیوار پر چڑھنا بھی اُس کی بدخلقی کی علامت ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص کسی عورت کو پیغامِ نکاح بھیجے اور اُسے اپنی بدخلقی بھی معلوم ہو تو اسے اس سے مطلع کر دینا چاہیئے ورنہ اُس سے دھوکا کرے گا۔

اِس مضمون پر مفصل بحث اِس کتاب کے متفرق مقامات پر آئے گی کیونکہ یہ تمام کے تمام اخلاقِ حسنہ ہیں۔ اس لئے کسی شخص کو حسنِ خُلق کی تقلید اسی وقت موزوں ہو سکتی ہے جب وہ ان تمام اخلاق کے ساتھ موصوف ہو اور یہ نہایت مُشکل ہے آدمی دھوکا بازی سے اُسی وقت بری ہو سکتا ہے جب وہ اپنے نفس کو بدخُلقی کی تہمت دے، پھر جس شخص کو داعی الی اللہ ہونے کا زعم ہو اس کے لئے بدخلق ہونا نہایت قبیح ہے کہ لوگ اس کی بدخُلقی سے ڈرتے ہوں، اسی طرح یہ بات اُس کی جماعت کے لئے بھی بُری ہے۔

منقول ہے کہ منافق کی علامت یہ ہے کہ لوگ اُس کی بدگوئی سے بچنے کے لئے اس کو چھوڑ دیں، اور مرفوع حدیث میں ہے کہ لوگوں میں سے بُرا وہ ہے جس کی بدگوئی سے بچنے کے لئے لوگ اُسے چھوڑ دیں۔

پس اے دوست اسے یاد رکھ اور بدخُلقی سے بچ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۶۱ - مروت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین اور علمائے عاملین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اخلاق کی پیروی کرتے ہوئے کثرت فتوت اور مروت کرتے کیونکہ جس شخص میں فتوت اور مروت نہیں اس میں کچھ خیر نہیں اگرچہ وہ ثقلین جتنی عبادت کرتا ہو۔

مروت کیا ہے؟ | حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروت کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا جس بات سے آدمی اللہ کے نزدیک اور خلق کے نزدیک معیوب سمجھا جائے اس کے ترک کرنے کا نام مروت ہے۔

اسلاف کا اتفاق ہے کہ صوفیہ کے طریق پر مروت اور فتوت واجب ہے اور اس کا چھوڑنا منافقین کے اخلاق میں سے ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں مروت اور اخلاق حمیدہ بہت کم ہو جائیں گے۔ اور مرد مردوں کے باعث اور عورتیں عورتوں کے باعث ایک دوسرے سے مستغنی ہوں گے، جب یہ زمانہ پاؤ تو صبح و شام عذاب کا انتظار کرو۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروت کی بابت سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ وہ حق کا عرفان اور دوستوں سے نیک سلوک کرنا ہے۔ سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے مروت کیا ہے؟ نفس کو کمینہ خصائل سے بچانا اور ہر ایسی حرکت سے بچانا جس سے آدمی لوگوں میں معیوب سمجھا جائے اور تمام معاملات میں

لوگوں سے انصاف کرتا ؛ جو شخص اس سے زیادہ کرے تو وہ اس کی سعادت ہے

سفر میں مروت ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سفر میں مروت یہ ہے کہ آدمی دوستوں پر اپنا توشہ خرچ کردے اور ان کی مخالفت نہ کرے اور ان کے ساتھ مزاح نہ کرے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ تاجر کا اپنے دوست سے نفع لینا خلاف مروت ہے (میں کہتا ہوں) بلکہ تاجر کی مروت یہ ہے کہ تھوڑے نفع پر راضی ہو جائے نہ یہ کہ بالکل ہی نفع نہ لے، کیونکہ تجارت دنیاوی اور آخروی نفع کے لئے ہے۔ پس اپنے دوست سے اتنا تھوڑا نفع لے جتنے پر اور کوئی اجنبی تاجر راضی اور قانع نہ ہو کیونکہ جو تاجر بلا نفع فروخت کرے گا وہ کنگال اور مقروض ہو جائے گا واللہ تعالیٰ اعلم

ابو عبداللہ محمد بن عراق رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروت کی نسبت دریافت ہوا کہ یہ کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا مروت یہ ہے کہ انسان ایسا کوئی فعل نہ کرے جس کے اظہار سے دنیا اور آخرت میں شرمندہ ہو۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جب مروت کا سوال ہوا تو فرمایا مروت یہ ہے کہ آدمی صبح و شام کا کھانا اپنے گھر کے صحن میں کھائے نہ کہ اندر گھس کر۔ حسن بن کیسان رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر کے دروازہ پر لکھا ہوا تھا کہ اللہ اس شخص پر رحم کرے جو اندر آکر کھانا کھائے۔

اسلاف کا قاعدہ تھا کہ اگر کوئی کھانا پکانے کے لئے ہنڈیا مستعار لیتے تو اسے کھانے سے بھر کر واپس کرتے اور اکثر ہنڈیا کا مالک بھی متغیر کو پھیر کر دیتا اور کہتا کہ مجھے اپنے بھائی کو خالی ہنڈیا دینا برا معلوم ہوتا ہے۔

اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروت کے معنی دریافت کئے گئے تو کہا مروت یہ ہے کہ کھانے کا دسترخوان بچھایا جائے اور زبان شیریں ہو اور

مال خرچ کیا جائے اور عفّت ایسی ہو جس کو سب مانیں اور کسی کو ایذا نہ دی جائے۔

پس اے دوست اسے یاد رکھ، تو نے مروت کے متعلق اسلاف کے اقوال سُن لئے ہیں، ان پر عمل کر اور اہل مروت کے مشابہ بن اگرچہ تو حقیقی طور پر ان میں سے نہ ہو سکے۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

۶۲ - احسان

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ نیکی کرنے کو سب سے زیادہ پسند کرتے اور ان سے کشادہ پیشانی سے پیش آتے اور ایک دوسرے کو خوش کرتے اور اس میں اپنے دوستوں کو اپنے سے مقدم سمجھتے وہ اس امر کو دوستوں کے استحقاق پر موقوف نہ رکھتے بلکہ کہتے اگر ہمارا دوست احسان کے قابل نہیں ہے پھر بھی ہم تو اس کے اہل ہیں۔

حضرت علیؓ کا قول | حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ احسان کر خواہ ناشکر پر ہو کیونکہ وہ میزان میں شکر گزار کے احسان سے بھاری ہوگا۔

محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ احسان کرنے والا کبھی نہیں گرتا اور اگر بالفرض گر جائے تو ذلیل نہیں ہوتا۔

جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے سود صرف اسی لئے حرام کیا ہے کہ لوگ احسان سے نہ رکیں۔

معمر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے آج کل نیکی اور احسان برائی کی سیڑھی بن گیا ہے حتیٰ کہ لوگ کہتے ہیں اس شخص کی شرارت سے بچو جس پر احسان کیا ہے، یہ سب کچھ قریب قیامت کے سبب امور کے اصل موضوعات سے ہٹنے کی وجہ سے ہے، نیز فرماتے تھے بڑا احسان یہ ہے کہ سائل کو تیرے پاس سوال کی ضرورت ہو اور وہ تجھ سے شرم کھائے اس صورت میں تیرا احسان اس کی شرمندگی کی مکافات نہ کرے گا، مناسب یہ تھا کہ تم خود اپنے دوست کے حالات کی تفتیش

کرکے اس کی ضرورت پوری کر دیتے اور اس کو سوال کی نوبت نہ آتی۔

قرض کا شمار احسان میں نہیں | فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ قرض کو احسان میں شمار نہیں کرتے کیونکہ صاحب قرض اس کا مقابلہ چاہتا ہے، بلکہ احسان یہ ہے کہ دنیاوی و اخروی ضرورت کے لئے جو کچھ تجھ سے طلب کیا جائے اس میں فراخدلی کا اظہار کرے۔

سری سقطی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ احسان اٹھ گیا اور تجارت باقی رہ گئی، لوگ اپنے دوست کو کوئی چیز اس لئے دیتے ہیں کہ وہ انہیں اس کا بدلہ دے۔ وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جو شخص تحفہ دینے والے کو بدلہ دے اس کا شمار کم تولنے والوں میں ہوگا۔

تین چیزوں کے بغیر احسان پیدا نہیں ہوتا | عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے تھے تین خصلتوں کے بغیر احسان پیدا نہیں ہوسکتا۔ اول اس میں تعجیل کرنا، دوم معطی کی نظر میں اس کا کم ہونا، سوم اس کو لوگوں سے پوشیدہ رکھنا۔

مہلب بن ابی صفرہ رحمہ اللہ تعالےٰ اپنی اولاد سے فرمایا کرتے جب تم کسی فقیر کو صبح شام اپنے دروازے پر دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ محتاج ہے، پس اس کو دو تاکہ اسے سوال کی ضرورت نہ پڑے کیونکہ اس کا صبح شام کا پھرنا ہی کافی سوال ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی اپنے دوست کی غیر حاضری میں اس کے گھر جاتا اور وہاں میوہ کی ٹوکری بھری دیکھتا تو اس میں سے خود کھاتا اور بلا اجازت اس میں سے لوگوں کو دیتا، پھر جب اس کا دوست آتا اور اس کو خبر ہوتی تو وہ اس سے خوش ہوتا۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالےٰ کی ایک خچر دہلیز میں باندھی رہتی تھی جب

کسی کو سواری کی ضرورت ہوتی تو اس کو کھولتا اور بلا اجازت اس پر سوار ہو جاتا کیونکہ اس بارے میں لوگ ان کی رضامندی سے واقف تھے۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ باوجود اپنے شدید ورع کے اپنے دوستوں کی دوات سے بلا اذن لکھ لیتے تھے۔

مسلم بن زیادؒ کی روش | مسلم بن زیاد رحمہ اللہ تعالےٰ ایک دعوت ولیمہ میں مدعو ہوئے لیکن آپ کو دیر ہو گئی، جب آپ گئے تو صاحب ولیمہ نے آپ کو دیکھ کر کہا آپ نے دیر کی لوگ کھا کر چلے گئے اور اب کچھ باقی نہیں رہا۔ مسلمؒ نے جواب دیا پیالوں میں شاید کچھ لگا ہو میں وہی صاف کر دوں گا۔ صاحب خانہ نے کہا ہم نے برتن دھو ڈالے ہیں۔ آپ نے فرمایا شاید دیگوں میں کچھ لگا ہو صاحب خانہ نے کہا وہ بھی دھو چکے ہیں۔ آپ نے کہا شاید روٹی کا کوئی ٹکڑا بچا ہو۔ مالک نے کہا ہمارے پاس کچھ بھی نہیں بچا اور اسی وقت ایک لقمہ بھی نہیں ہے۔ راوی کہتا ہے کہ مسلم بن زیادؒ اس پر ہنسے اور واپس چلے آئے۔ لوگوں نے کہا آپ اس بات سے رنجیدہ کیوں نہیں ہوئے بلکہ ہم آپ کو ہنستے دیکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس شخص نے ہم کو نیک نیتی سے بلایا تھا اور اب اس نے نیک نیتی سے واپس کیا ہے پس اس پر رنجیدگی کیوں ہو؟

ایک جماعت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ کے گھر گئی۔ آپ گھر پر نہ تھے۔ پس انہوں نے کھانا اٹھا لیا اور بیٹھ کر کھانے لگے اور سفیان ثوریؒ کی حسنت اقتدا کی باتیں کرنے لگے۔ اتنے میں آپ آ گئے اور ان کی اس حالت کو دیکھ کر رونے لگے۔ انہوں نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا میں کیوں نہ روؤں تم میری باتیں سلف صالحین کے احوال جیسی کرتے ہو اور میرے ساتھ صالحین کے اخلاق جیسا معاملہ کرتے ہو حالانکہ میں ان میں سے نہیں ہوں۔

بقیہ بن ولید رحمہ اللہ تعالےٰ اپنے دوست کی غیر حاضری میں ان کے گھر

جلتے تو ہنڈیا کو آگ سے اتار تے اور دروازہ پر رکھ کر اس میں سے کھلے
اور فقراء و مساکین میں تقسیم کرتے، پھر جب ان کا دوست آتا تو اس پر خوش
ہوکر کہتا اللہ تعالےٰ نیک دوست کو جزائے خیر دے جس نے ہمارے مال
کو قیامت کی طرف بھیجا ہے۔

جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بُرا دوست وہ ہے جس کا دوست
اس کی غیر حاضری میں اتنی جرأت نہ کرسکے کہ اس کی روپوں کی تھیلی کھول کر
اس میں سے اپنی حاجت کے مقدار بلا اجازت لے لے۔ میں کہتا ہوں
بعض خود ایسا نہ کرتے اور کسی میں وہ اپنے دوست کے بخل کا خیال نہ کرتے
بلکہ اپنے نفس پر قیاس کرتے واللہ اعلم۔

دوستی کی تصدیق میں جلدی نہ کرو | حامد لفاف رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے مجھ کو
یہ گمان نہ تھا کہ ہم اس زمانہ میں پیدا ہوں گے کہ دوست جب کسی دوست کو
کچھ دے گا تو اس کے دل میں اپنی قدر بڑھالے گا، اگر دوست تیری محبت
کا اظہار کرے تو تو اس کی تصدیق میں جلدی نہ کر کیونکہ آج کل کے دوست
بہت جلد پلٹ جاتے ہیں، بلکہ جب کوئی شخص تجھ سے تقرب کرے تو تو اس
سے خائف رہ۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے دوستوں کو خوش
رکھے وہ یوم قیامت کو عذاب الٰہی سے محفوظ رہے گا۔ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ
تعالےٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جن کو یہ خیال نہ ہوتا کہ وہ اپنے
مال کے اپنے دوست کی بہ نسبت زیادہ مستحق ہیں مگر جب ان کو اپنے دوست
سے زیادہ ضرورت ہوتی۔

معن بن زائدہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے میں نے کسی سائل کو کبھی

واپس نہیں کیا مگر بعد میں مجھے معلوم ہو گیا کہ میں نے غلطی کی ہے ۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے مجھے شرم آتی ہے کہ میرا دوست مجھے تین دفعہ ملے اور میں اسے کچھ نہ دوں ۔ زہری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تجھے دوست سے کچھ ضرورت ہو تو اس کے گھر جا کیونکہ ضرورت کے پورا کرنے کا یہ اچھا طریقہ ہے ۔ ایک دفعہ ایک آدمی نے اسماء بن خارجہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا میں آپ کے پاس ایک معمولی ضرورت کے لئے حاضر ہوا ہوں ۔ آپ نے فرمایا اس کے لئے کوئی معمولی آدمی ہی تلاش کرو

حاجت روائی میں تعجیل حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے جب کسی ضرورت کا سوال ہوتا تو فی الفور پورا کر دیتے اور فرماتے مجھے ڈر ہے کہ مبادا میں اس میں دیر کروں تو میرا دوست اس سے مستغنی ہو جائے اور مجھ سے ثواب جاتا رہے ۔

مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر کسی کو مجھ سے کچھ ضرورت ہو تو وہ کاغذ پر لکھ کر میرے پاس بھیج دے اس لئے کہ میں مسلمان کے چہرہ پر سوال کی ذلت کو نہیں دیکھ سکتا کیونکہ سوال بخشش سے بڑھ کر ہے خواہ بخشش بہت ہی زیادہ ہو ۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے نیکی یہ ہے کہ اگر دوست نے تجھ سے کچھ لیا ہے تو تو اس کا احسان مند ہو کیونکہ اگر وہ نہ لیتا تو تجھے ثواب نہ ملتا ۔ نیز اس نے صرف تجھ سے سوال کیا اور اس کو تیرے سوا کسی سے بھلائی کی امید نہ تھی ۔

محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی سے کوئی حاجت چاہتے تو فرماتے ہم نے اس کام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ، اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے ذریعے پورا کر دیا تو ہم اللہ کی حمد کریں گے اور تیرا شکریہ ادا کریں گے ۔ اور اگر تیرے

ذریعے پورا نہ ہوا تو ہم اللہ کی حمد کریں گے اور تجھے معذور سمجھیں گے۔

ہدیہ قفل تھے حاجت کی چابی ہے | میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر تجھے کسی کے پاس کوئی حاجت ہو تو ہدیہ کو اپنا قاصد بنا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ ضرورت کے پورا کرنے کی چابی ہدیہ ہے۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ کسی سے ضرورت کی خاطر رات کو تہ ملو کیونکہ حیا آنکھوں میں ہوتی ہے۔ نیز فرماتے تھے جو شخص میری مصیبت پر بے قرار یا مضطرب و غمناک ہو میں اس کو بدلہ نہیں دے سکتا کیونکہ اسی نے مجھ کو اللہ عزّ و جلّ کے سامنے اپنی حاجت قرار دیا ہے۔

عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب میں کسی آدمی سے کوئی بات سنتا ہوں اگرچہ وہ مجھے پہلے سے معلوم ہو اور بارہا اس کو سنا ہو تاہم خوب کان لگا کر توجہ سے سنتا ہوں گویا اب اسی سے سن رہا ہوں اور پہلے کبھی سنی ہی نہیں، اس خیال سے کہ اگر پہلے اس کو بتا دوں گا تو وہ شرمندہ ہو گا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہر اندر آنے والے پر ایک رعب ہوتا ہے، پس تم اس سے مرحبا کہتے ہوئے ملو اور سلام کی ابتدا کرو۔

حدیث میں آیا ہے کہ اپنی حاجتوں کو ایسے شخص کے پاس مت بیان کرو جو ان کے پورا کرنے کی خواہش نہ کرے۔

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ کسی سائل کو روٹی کا ٹکڑا یا کوئی ٹوٹی ہوئی شے نہ دیتے تھے اور نہ کوئی مستعمل کپڑا دیتے اور فرماتے تھے مجھے شرم آتی

ہے کہ میرا اعمال نامہ اللہ تعالےٰ کے پیش ہو اور اس میں وہ اشیاء ہوں جو میں نے اُس کی راہ میں دی ہوں۔

پس اے دوست اِن باتوں کو یاد رکھو اور اپنے نفس کی چھان بین کر، آیا تُو ان باتوں میں جو تو نے سنی ہیں سلف کے قدم بقدم ہے یا نہیں؟ اور صالحین میں شمار ہونے کے دعوے سے بچتا رہ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۶۲۔ محبت فی اللہ

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے کسی سے دوستی کرنے میں جلدی نہ کرتے بلکہ اس معاملے میں ایک ایک سال یا اس سے بھی زیادہ درنگ کرتے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے ادب کے لئے کرتے کہ مبادا یہ جانے بغیر کہ وہ حقوقِ الٰہی بجالاتا ہے یا نہیں وہ کسی کو دوست یا بھائی بنالیں اور امورِ دنیا و آخرت میں اس کو اپنے برابر بنالیں۔ اس خلق میں اکثر لوگ خلل ڈالتے ہیں اور جو ان سے دوستی کرنا چاہے اس سے فی الفور دوستی کر لیتے ہیں لیکن کچھ مدت کے بعد ایک دوسرے سے جھگڑنے لگتے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ فساد الانتہاء من فساد الابتداء (انجام کی خرابی ابتداء کی خرابی سے ہوتی ہے)

احادیثِ نبویؐ | حدیث میں آیا ہے لا یتواد اثنان فیفرق بینھما الا بذنب یحدثہ احدھما یعنی دو شخص آپس میں ایسی دوستی نہ کریں کہ ان میں جدائی واقع ہو بغیر اس کے کہ ان دونوں میں سے ایک گناہ کا مرتکب ہو۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ نیز حدیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو بظاہر دوست ہوں گے اور اندر سے دشمن۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ امید اور خوف کے باعث دوست ہوں گے۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں دوستی پیدا کراتے۔ پس جب تک دوست دوست سے نہ ملتے ان کو رات بھی معلوم ہوتی۔ عوام کی یہ کیفیت تھی کہ جب ان کو دوست سے ملے تین دن گزر جاتے تو ہر ایک اپنے آپ کو ملامت کرتا۔

دوست سے راز پوشیدہ نہ رکھو | حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ تم کسی کو دوست نہ بناؤ مگر جب تم اس سے کوئی راز پوشیدہ نہ رکھو ورنہ وہ تمہارے نزدیک اجنبی ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو ایک دوسرے کی امداد کرتے اور یہ دریافت نہ کرتے کہ ان کے بھائی کو اس امداد کی ضرورت ہے یا نہیں۔ آج کل تم نے دیکھا ہے کہ لوگ اپنے دوستوں سے احوال دریافت کرتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی اپنے دوست کو ایک درہم بھی نہیں دیتا۔

ابوحازم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر کسی کے ساتھ تیری دوستی محض اللہ کے لئے ہو تو دنیا میں اس کے ساتھ کوئی معاملہ نہ کر اور اکثر بلا طلب عوض اس کی غمخواری کرتا کہ اس کے ساتھ تیری محبت قائم رہے۔

اخوت فی اللہ ایک خاردار راستہ ہے | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کسی شخص کو یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے دوست سے کہے میں تجھ سے اللہ کے لئے دوستی رکھتا ہوں مگر اس صورت میں جب کہ وہ اپنے نفس پر یہ بات پیش کرے کہ وہ دوست کی طلب پر کسی چیز سے انکار نہیں کرے گا اگر چہ دوست اپنے نکاح کرنے کو اس کی بیوی کی طلاق کا خواہاں ہو۔ آپ سے اخوت فی اللہ کی نسبت سوال ہوا تو آپ نے فرمایا یہ ایک خاردار راستہ ہے اس پر کوئی نہیں چل سکتا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ جس شخص کو اپنے دوست کے بدلنا

پر کھی کا بیٹھا بُرا معلوم نہ ہو وہ دوست نہیں۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جس قدر دوست زیادہ ہوں گے قیامت میں اسی قدر قرض خواہ ہوں گے اور جس قدر دوست کی غمخواری کم ہوگی اسی قدر اس کی محبت کم ہو گی۔ اس جگہ قرض سے مراد حقوق ہیں۔

علی بن بکار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے زمانہ میں کسی کو ابراہیم بن ادہمؒ کے مانند دوستی کے حقوق پر قائم نہیں دیکھا۔ آپ درہم، کھجور، اور منقیٰ تک بھی دوستوں میں تقسیم کر دیتے اور اگر کوئی موجود نہ ہوتا تو اس کا حصہ رکھ چھوڑتے یہاں تک کہ وہ آجاتا۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے کہا کہ ہم نے کبھی آپ کے دوستوں کو آپ سے علیحدہ ہوتے نہیں دیکھا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب میں دیکھتا ہوں کہ میرے دوست کو کوئی چیز پسند ہے تو میں اس کو دے دیتا ہوں اور اپنے آپ کو اس سے ممتاز نہیں سمجھتا۔

امام شافعیؒ کا قول | امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے وہ شخص تیرا دوست نہیں ہے کہ جس کی مدارات کی تجھے ضرورت پڑے اور جس کے سامنے تجھے عذر خواہی کرنی پڑے۔

یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا فوت ہو گیا۔ ابن عونؒ نے آپؒ کی تعزیت نہ کی۔ کسی نے آپ سے کہا کہ فلاں نے آپ کی تعزیت نہیں کی۔ آپ نے فرمایا جب ہمیں ایک شخص کی دوستی پر وثوق ہے پھر اس کا ہمارے پاس نہ آنا مُضر نہیں۔

حامد لفاف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اپنے دشمنوں پر بھی احسان کرتے تھے، لیکن آج کل ایسے لوگ دیکھے ہیں جو دوستوں

سے بھی نیک سلوک نہیں کرتے۔

اعمش رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ ایک عرصہ تک اپنے دوستوں سے نہ ملتے اور جب ملاقات ہوتی تو آپ کا کیا حال ہے؟ آپ کے مزاج کیسے ہیں؟ سے زیادہ دریافت نہ کرتے۔ پھر اگر وہ اس سے اس کے مال کا نصف بھی طلب کرتے تو دے دیتے۔ لیکن آج کل لوگوں کی یہ حالت ہے کہ اگرچہ وہ اپنے دوستوں کو ہر روز بلکہ ہر گھڑی ملتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ آپ کا کیا حال ہے؟ آپ کیسے ہیں؟ اور ان کی ہر چیز حتیٰ کہ گھر کی مرغی تک کا حال بھی پوچھتے ہیں لیکن اگر ان میں سے کوئی ایک درہم مانگے تو نہیں دیتے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے بشر حافی رحمہ اللہ تعالےٰ سے کہا کہ میں آپ سے فی اللہ محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تیرا یہ کہنا غلط ہے کیونکہ اکثر اوقات تیرے نزدیک اپنا گدھا بھی جب وہ رات کو یاد آئے مجھ سے قابلِ قدر ہوتا ہے پس تو میری محبت کا دعوےٰ کیسے کرتا ہے؟

بشر بن صالح رحمہ اللہ تعالےٰ سے کسی نے کہا کہ میں آپ سے فی اللہ محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تجھے کس چیز نے مجبور [illegible] کیا۔ انہوں نے کہا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا تو میرا محبت کا دعوےٰ کرتا ہے جب کہ تیرے گدھے کا پالان میرے عمامہ [illegible] سے زیادہ قیمتی ہے۔

للّٰہی محبت کیا ہے؟

سفیان بن عینیہ رحمہ اللہ تعالےٰ سے للّٰہی دوستی کی نسبت سوال ہوا۔ آپ نے فرمایا للّٰہی محبت یہ ہے کہ وہ شخص اپنے تمام مال سے بالکل علیحدہ ہو جائے جیسا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوتے تھے کہ آپ کا تمام مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف تھا۔

بشر حافی رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں سوال ہوا جو کسی سے محبت

رکھتا ہے لیکن اکثر اوقات اسے بعض دنیاوی منافع سے روکتا ہے تو کیا وہ محبت میں سچا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن وہ کمالیت کے درجہ سے کم ہے۔

ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے للّٰہی محبت رکھنے والوں کی علامت یہ ہے کہ جب ان میں سے ایک خفا ہو جاتے تو دوسرا اس کو راضی کرنے میں جلدی کرے کیونکہ میں نے کبھی کوئی دوست ایسا نہیں دیکھا جو دوستوں کی غمخواری نہ کرے جیسا کہ میں نے کبھی کسی غضبناک شخص کو مسرور اور کسی حریص کو غنی نہیں دیکھا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے کہا کیا بات ہے کہ جب ہم پاخانے بیٹھتے ہیں تو آنکھوں کو اس سے روک نہیں سکتے اور اس کو دیکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ فرشتہ اس وقت آدمی کو کہتا ہے کہ دیکھ جس چیز کے بارے میں تو اپنے دوستوں سے بخل کرتا ہے اب وہ کیا ہو گئی ہے! ۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے آج کل دوست ایسے ہو گئے ہیں جیسے نانبائی کا شوربا، نہایت خوشبودار لیکن مزہ ندارد۔

سچی دوستی کی شرط | فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے سچی دوستی کی شرط یہ ہے کہ دوست کی عزت اس کی تونگری کی حالت سے بڑھ کر کرے کیونکہ افلاس کو اشرف سمجھتے ہیں۔ سے زیادہ اکرام کا مستحق ہے نہ کہ محض مفلس کا ہے اور مفلس بلحاظ اپنے مرتبہ احتیاج کے لحاظ سے۔

ابو مطیع رحمۃ اللہ تعالیٰ ذکر کی کرتے تھے ہم سے پہلے لوگ کہتے ہیں جو آپس میں غلام، گھوڑے، مکان اور کے طبق تحفہ میں دیا کرتے تھے مگر آج وہ زمانہ ہے کہ روٹی اور کھانا تحفہ بھی دیتے ہیں۔ کوئی زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ اس کو بھی ترک کر دیں گے اور سلف کی عادت بالکل جاتی رہے گی۔

سلف میں بعض ایسے لوگ تھے جو دوست کی اولاد کی اس کے جنازہ سے

واپس آنے تک وفات سے لے کر بلوغ رشد تک خبر گیری کرتے لیکن آج کل لوگ
اپنے بھائی کے اہل و عیال کو بھی بالکل بھول جاتے ہیں۔

ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے تھے کہ آدمی دوستوں کے بغیر ایسا ہے
جیسے دایاں ہاتھ بائیں کے بغیر۔

ابو معاویہ الاسود رحمہ اللہ تعالٰی پتھر تراشنے کا کام کر کے روٹی کھاتے تھے
جب عمر رسیدہ ہو گئے تو لوگوں نے آپ سے کہا آپ بوڑھے اور کام کے ناقابل
ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا بخدا میرے نزدیک پتھر تراش کر روٹی کھانا لوگوں
کے سوال سے زیادہ آسان اور اچھا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالٰی اپنے سامنے سونے چاندی کا ایک ڈھیر بنا
لیتے اور فرماتے اگر یہ نہ ہوتا تو لوگ ہم کو روند ڈالتے، اگر میں اپنے بعد تیس ہزار
دینار ترکہ چھوڑ جاؤں اور قیامت کے دن مجھ سے اس کا سوال کیا جائے تو یہ میرے
نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں کسی کے دروازہ پر سائل بن کر کھڑا ہوں۔

میمون بن مہران کا قول | میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے تھے جس کے نزدیک
تمام لوگ یکساں ہوں اس کا کوئی دوست نہیں۔ آپ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

الا ذهب التذمم والوفاء   وباد رجاله وبقي الغثاء

واسلمني الزمان الى اناس   كأنهم الذئاب لهم عواء

اذا ما جئتهم يتبغوا فسوقي   كأني أجرب الاعضاء لداء

أخلاء اذا استغنيت عنهم   واعداء اذا نزل البلاء

أقول ولا ألام على مقالي   على الاخوان كلهم العفاء

ترجمہ:۔ متانت اور وفاداری اٹھ گئی، دنیا دار لوگ کوچ کر گئے اور فاسد لوگ باقی
رہ گئے۔ مجھے زمانہ نے ایسے لوگوں کے سپرد کیا ہے جو بھونکنے والوں بھیڑیوں کی طرح ہیں۔

جب میں اُن کے پاس جاتا ہوں تو مجھے ذلیل بناتے ہیں گویا میں خارشتی بیمار اونٹ ہوں، جب میں اُن سے مستغنی ہوتا ہوں تو دوست بن جاتے ہیں اور جب کوئی مصیبت آتے تو دشمن ہو جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اور میں دو شخصوں کے بارے میں اپنی بات پر بُرا نہیں کہلاؤں گا کہ وہ تمام متقی ہیں۔

پس اے دوست اس کو سوچ اور اپنی حالت پر غور کر کہ تُو بھی اپنے دوستوں سے ایسا عمل کرتا ہے یا جہالت و بخل کی وجہ سے اس میں غفلت کرتا ہے؟ اور تُو صالحین میں ہونے کا ہرگز دعوے نہ کر اگرچہ ان کے اعمال پر عمل کرے۔ اے دوست اس کو خوب یاد رکھ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۴۶۔ اکلِ حلال

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جس کے مال میں شبہ ہوتا خواہ وہ امیر ہو یا رئیس، قاضی ہو یا صوفی، شیخ عرب ہو یا شیخ شہر یا ایسا تاجر ہو جو ظالم لوگوں اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ خرید و فروخت کرے، تو اس کی دعوت قبول نہ کرتے اور عوام کے پاس جو حلال مال ہوتا اس سے بھی اکثر بچتے۔

مشتبہ کھانے کی علامت | جان لو کہ مشتبہ طعام کی علامت انسان کا مختلف قسم کے کھانے بنانا ہے کیونکہ اگر وہ حلال مال کی تلاش کرتا تو اسے حلال سے اتنا نہ ملتا جس سے مختلف قسم کے کھانے بنتے۔ اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے پر فخر کرنے والوں کی دعوت سے منع فرمایا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ پرہیزگار کے سوا کسی کا کھانا نہ کھاؤ اور اپنا کھانا پرہیزگار متقی کے سوا کسی کو نہ کھلاؤ۔ آپ کسی کی دعوت ولیمہ قبول نہ کرتے جب تک کہ آپ کو صاحبِ ولیمہ کی دینداری پر کامل وثوق نہ ہو جاتا۔ ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ کسی دعوت کو منظور نہ کرتے جب تک انہیں معلوم نہ ہوتا کہ وہاں کوئی ایسی شے نہ ہوگی جس سے اللہ تعالٰی نے منع فرمایا ہے۔

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ جب کسی دعوت میں جاتے اور اس مکان میں پردے لٹکتے دیکھتے تو واپس آجاتے اور فرماتے کہ پردے متکبر اور ریا کار لوگوں کے مکانوں میں ہوتے ہیں۔ ہم ان کا کھانا نہیں کھاتے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ

ایک دعوت میں مدعو ہوئے، وہاں آپ نے کچھ بھی سامان دیکھے تو فوراً واپس چلے آئے اور فرمانے لگے کہ جو شخص کسی قوم سے مشابہت پیدا کرتا ہے وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے اور جو شخص کسی قوم کے فعل کو پسند کرتا ہے وہ بھی ان کا شریک ہے۔

محمد بن سلام سکندری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ولیمہ کی دعوتوں میں طریق سنت متروک ہو گیا ہے۔ دستور تھا کہ طعام سے بھرے ہوئے طباق صحیح کو مسجد میں لائے جاتے اور تمام حاضرین کیا غنی یا فقیر، شریف یا سفیہ سب کھاتے اور اگر صاحب ولیمہ دعوت میں صرف اغنیاء ہی کو مخصوص کرتا تو کوئی شخص بھی نہ کھاتا اور کہتے کہ یہ جبرا کھانا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میرے دل میں بعض لوگوں کی قدر ہوتی ہے مگر جب میں ان کو کھانے میں اسراف کرتے دیکھتا ہوں تو وہ قلت تقویٰ کے باعث میری نظروں سے گر جاتے ہیں۔

لقمان کی نصیحت | لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹا تو دعوتوں میں جانے سے بچ کیونکہ وہ تجھے دنیا اور اس کی خواہشات یاد دلائیں گی۔

ایوب سختیانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آدمی اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اس میں یہ دو خصلتیں نہ ہوں کہ وہ لوگوں کے مال سے بچے اور ان کی اذیت کو برداشت کرے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی دعوت میں مدعو ہوتے اور وہاں کسی ظالم حاکم کو دیکھتے تو فوراً واپس آجاتے اور کہتے کہ ہم جابروں کے پاس بیٹھنا نہیں چاہتے۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دوست کے ساتھ مل کر کھانا

طعام کو ہضم کرتا ہے اور دشمن کے ساتھ بیٹھ کر کھانا بدہضمی کا باعث ہے۔

شفیق بن ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آج کل ولیمہ سنت کے مطابق نہیں ہوتا اور مجھے دعوتوں کے منظور کرنے میں ندامت آتی ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو فرمایا کرتے کہ حتی الوسع دعوتوں میں حاضر ہونے سے پرہیز کرو مگر جہاں بدعت نہ ہو، کیونکہ آدمی جب کبھی دوسرے کے برتن میں کھاتا ہے تو ذلیل ہوتا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما دعوتوں میں جانا پسند نہیں کرتے تھے اور فرمایا کرتے ہم ڈرتے ہیں کہ یہ دعوت فخر و مباہات کے طور پر نہ ہو۔

عبداللہ بن مسعودؓ کا قول | عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ہمیں ایسے شخص کی دعوت منظور کرنے سے روکا گیا ہے جس کے کھانے میں ریا اور فخر کی علامات ہوں یا جس کے گھر میں کعبہ کے پردوں کی طرح پردے لگے ہوں۔

حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آج کل لوگوں کا کسی آدمی کی مذمت کرنا درحقیقت اُس کی تعریف کرنا ہے کیونکہ لوگ اسی بات کی مذمت کرتے ہیں جو اُن کے نفوس کو پسند نہ ہو۔

موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ عبدالملک بن مروان نے میرے پاس چاندی کے تین توڑے بھیجے اور کہلا بھیجا کہ اسے فقراء پر تقسیم کر دو۔ میں نے لے لئے اور اس میں سے کچھ ابی رزین عقیل رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس بھیجا۔ آپ چونکہ مجاہدہ کرتے تھے تو گویا میں نے آپ پر بچھو ڈال دیئے۔ پس آپ نے وہ مال واپس کر دیا اور رات بھر بھوکے رہے۔

امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس غلام

کے ہاں کچھ روپیہ ارسال فرمایا اور اسے کہہ دیا کہ اگر انہوں نے لے لیا تو تو آزاد ہے۔ غلام روپیہ لے کر آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے قبول نہ کیا۔ غلام نے عرض کی کہ اے حضرت آپ کا اس مال کو قبول کرنا میری آزادی کا باعث ہوگا۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اس میں تیری آزادی ہے تو میری غلامی بھی ہے۔

پس اس کو یاد رکھ اور اپنے نفس میں غور کر کہ کیا تو نے کبھی اس طرح عفت اختیار کی ہے جیسا کہ یہ لوگ کرتے ہیں: یا جب کبھی تجھے دعوت پر بلایا گیا تو تو کھا آیا اور دل میں کہا کہ دراصل یہ حلال مال ہی ہے؛ اور اس طرح تو نے اپنے آپ کو ہلاک کیا اور اس شخص کو بھی جس نے یہ کہہ کر تیرا اتباع کیا کہ اگر یہ حلال نہ ہوتا تو ہمارے شیخ اس میں سے نہ کھاتے۔ پس اگر تو عفت نہیں کرتا تو دعوے ملامتیت سے باز رہ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۱۶۵۔ سائل سے حسنِ سلوک

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ سائل کو خوشی سے ملتے اور اسے کبھی نہ جھڑکتے، اور خیال کرتے کہ وہ کسی حاجت ہی کے لئے سوال کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ جو شخص سائل کو خالی ہاتھ لوٹاتا ہے اس کے گھر میں سات دن تک فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ حدیث میں آیا ہے لولا ان بعض المساکین یکذب ما افلح من ردہ۔ یعنی اگر بعض مساکین جھوٹے نہ ہوتے تو ان کو خالی واپس کرنے والے کبھی فلاح نہ پاتے۔

حسن بصریؒ کا قول | حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو نعمت دیتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وہ اس کے بندوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتا ہے۔ اگر جو کچھ وہ مانگیں انہیں دے دے تو خیر ورنہ اس سے نعمت چھین لیتا ہے۔ اسی لئے سلف اپنے دوستوں کو مجبور کیا کرتے اور ان کو سختی سے کہتے کہ جو کچھ ان کو دیا ہے اسے واپس نہ کریں۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اول اول جو شخص خوابِ غفلت سے بیدار ہوا وہ حبیب العجمیؒ تھے اور یہ اس بنا پر ہوا کہ ایک دن ان کو مچھلی کی خواہش ہوئی، جب اس کو لے کر اپنے گھر آئے اور اسے ہنڈیا میں ڈالا تو ایک سائل آ گیا لیکن آپ نے اسے لوٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو خون کر دیا۔ حبیب العجمیؒ نے اس سے نصیحت حاصل کی اور اپنا تمام مال چھوڑ کر چلے گئے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی سائل کو اپنے دروازے پر دیکھتے تو بہت خوش ہوتے اور فرماتے اس شخص کو مرحبا ہو جو میرے گناہ دھونے کو آیا ہے۔ سائل زادِ آخرت کے حامل ہیں | فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے سائل بہت اچھے ہیں کہ ہمارا زادِ راہ بغیر اجرت کے آخرت تک اٹھائے جاتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے میزان میں رکھ دیتے ہیں۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کی دُنیا سے بے رغبتی سے پہلے یہ حالت تھی کہ جب کوئی سائل آتا تو وہ اپنے عیال کے پاس جاتے اور کہتے تمہارے پاس تبروں کا قاصد آیا ہے کیا تم اپنی موتوں کو کچھ صدقہ بھیجنا چاہتے ہو؟

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں مسجد میں ایک سائل آیا مگر لوگوں نے اس کی پروا نہ کی۔ وہ مرگیا تو انہوں نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور جنازہ پڑھ کر دفن کیا۔ جب مسجد میں واپس آئے تو کفن کو محراب میں پڑا دیکھا، اس پر لکھا تھا کہ یہ کفن تم کو واپس دیا جاتا ہے اور اللہ تم پر ناراض ہے۔ مسجد میں سوال کرنا بُرا ہے | معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مسجد میں سوال کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُنیا میں بہت بُرا فعل ہے کیونکہ سائل اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے گھر میں غیر سے مانگتے ہیں اور جن سے وہ مانگتے ہیں ان کا نہ دینا ان پر غضبِ الٰہی کا باعث ہوتا ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا گیا کہ فقیر اور مسکین بہت ہو گئے ہیں ہم ان میں سے کس کو دیا کریں؟ آپ نے فرمایا اُس کو دو جس کو دیکھ کر تمہارا دل نرم ہو۔ ابوالاسود الدؤلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر ہم ہر ایک سوالی کا سوال مانیں تو ہماری حالت ان سے بھی بدتر ہو جائے۔ (میں کہتا ہوں) صدقہ کرنے والے کو مناسب ہے کہ وہ اپنے اور اپنے عیال کے لئے کچھ رکھ لے اور جو ضرورت

سے زائد ہو اُس کا صدقہ دے۔

ایک دن سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کعبہ میں گئے۔ ہشام بن عبدالملک نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگا اے سالم اپنی ضرورت مجھ سے مانگ۔ آپ نے جواب دیا اے امیرالمومنین مجھے اللہ کے گھر میں غیراللہ سے سوال کرتے شرم آتی ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس جب کوئی سائل آتا تو اسے دیتے، پھر دعا کرتے کہ اے اللہ اُس نے ہم سے کھانے کو مانگا ہے اور ہم تجھ سے مغفرت مانگتے ہیں تو ہمارے خیرات کرنے سے مغفرت کے زیادہ لائق ہے۔

سائل کی غمخواری | ایک روز معروف کرخی رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس کوئی سائل آیا تو آپ نے اسے دینے کے لئے سوائے جوتے کے اپنے پاس اور کچھ نہ دیکھا، پس وہی دے دیا۔ بعد ازاں معروف کرخی کو معلوم ہوا کہ اُس نے جوتا بیچ دیا ہے اور اس کی قیمت سے کوئی پھل خریدا ہے۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ شاید اُس کا میوے کو دل چاہتا ہو پس ہم نے اس کی قیمت دے کر غمخواری کی۔

راوی کہتا ہے کہ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے ایک آدمی کو عرفہ کے دن مانگتے دیکھا تو اُسے جھڑکا اور فرمایا تجھے اللہ تعالےٰ سے شرم نہیں آتی کہ اس مقام پر اور اس دن غیر اللہ سے سوال کرتا ہے؟

پس اے بھائی اس میں غور کر اور اپنے نفس کی پڑتال کر کہ جو تو نے گذشتہ زندگی میں فقراء کو دیا ہے بسا اوقات ان پر احسان جتلایا ہو گا اگرچہ دل میں رکھا ہو پس تیرا اجر جاتا رہا، اور اکثر تو نے مسکین کو جھڑکا ہو گا اور تیرا اس کو ایذا دہی کی نیت سے جھڑکنا اس کو کچھ عطا کرنے سے برا ہے، پس اس سے ڈر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۱۴۶ - کثرتِ مدارات

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لوگوں سے عداوت نہ کرتے اور ان کی کثرت سے مدارات کرتے، اور کسی شخص کا برائی سے مقابلہ نہ کرتے۔ لوگ ان سے عداوتیں رکھتے مگر ان کو کسی سے عداوت نہ ہوتی۔

ہمیں خبر ملی ہے کہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے بیٹے ایک دشمن کو حقیر نہ جاننا اور ایک ہزار دوست کو زیادہ نہ سمجھنا۔

دوست کی مصیبت پر خوش نہیں ہونا چاہیئے

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ دوست کی مصیبت پر خوش نہ ہو کیونکہ یہ عداوت کا نشان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو دوست کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کر ورنہ اللہ تعالیٰ اسے عافیت دے گا اور تجھے پکڑ لے گا۔

وہیب بن الورد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص لوگوں کی مدارات نہیں کرتا اس نے ایمان کی شیرینی نہیں چکھی۔ محمد بن الفضیل رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کے پاس بیٹھتے اور ان کے ساتھ نہایت نرمی سے گفتگو کرتے اور ان کو قسم دیتے کہ وہ آپ کے پاس کھانا کھائیں گے۔ تو آپ سے اس کے متعلق کچھ کہا تو آپ نے فرمایا کہ میں ان کی عداوت کی آگ کو بجھانے کی غرض سے ایسا کرتا ہوں۔

صفوان رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کے دروازے پر لکھ دیا تھا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو ہم کو نہیں جانتا اور جس کو ہم نہیں جانتے کیونکہ ہمیں اپنے دوستوں ہی سے تکلیف پہنچی ہے جو ہمیں جانتے ہیں اور جن کو ہم جانتے ہیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کو مصیبت کے ایام میں کون سی چیز سب سے زیادہ تکلیف دہ تھی؟ آپ نے فرمایا میرے دشمنوں کی شماتت۔ بعض نے اس مضمون پر اشعار کہے ہیں۔

جمیع فوائد الدنیا غرور — فلا یبقی لمسرور سرور

فقل للشامتین بنا استفیقوا — فان نوائب الدنیا تدور

(ترجمہ) دنیا کے تمام فوائد دھوکا ہیں اس لئے کسی مسرور شخص کی مسرت ہمیشہ نہیں رہتی۔ پس ہماری مصیبت پر خوش ہونے والوں سے کہہ دو کہ بیدار ہو جاؤ کیونکہ دنیا کی مصیبتیں گردش کرتی رہتی ہیں۔

یزید بن عبدالملک کو حالت مرض خبر پہنچی کہ ہشام اس کی بیماری پر خوش ہے اور اس کی موت کی آرزو کرتا ہے تو اس نے یہ اشعار پڑھے ؎

تمنی رجال ان اموت وان امت — فتلک سبیل لست فیہا باوحد

فقل للذی یبغی خلاف الذی مضی — تہیأ لاخری مثلہا فکأن قد

(ترجمہ) لوگ میرے مرنے کی آرزو کرتے ہیں، اگر میں مر گیا تو کچھ تعجب نہیں کیونکہ اس راہ میں میں اکیلا نہیں ہوں، پس جو اس قدیمی قانون کی مخالفت چاہتا ہے اسے کہہ دو کہ وہ بھی اسی کے لئے تیار ہو جائے گویا وہ ابھی آنے کو ہے۔

اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نسبت معلوم ہوا ہے کہ جب ان کے ہم عصروں نے ان کی موت کی خواہش کی تو آپ نے بھی یہی اشعار پڑھے تھے۔

<u>محمد بن کدام کے اقوال</u> | محمد بن کدام رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے بیٹے کو فرماتے تھے اے بیٹا تو اپنے اہل زمانہ کے ساتھ زندگی بسر کر مگر ان کی اقتدا نہ کر، پھر فرمایا کہ زندگی زندوں کے ساتھ بری نہیں بشرطیکہ مُردوں کی اقتدا ہو۔ نیز فرماتے تھے کہ تم کسی

کے عمل دیکھے بغیر اُس کے ساتھ دشمنی نہ کرو۔ اگر اس کے عمل اچھے ہیں تو اللہ اس کو تمہارے حوالے نہیں کریگا اور اگر وہ بدکردار ہے تو اُس کے گناہ ہی اس کو کافی ہیں۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے تھے کہ ہزار آدمیوں کی دوستی کو ایک آدمی کی عداوت کے بدلے نہ خریدو۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے تھے تم لوگوں کی عداوت سے بچتے رہو، میں کسی دوست کی خواہش کی مخالفت نہیں کرتا اس خوف سے کہ وہ میرے قتل میں سعی کرے گا اور اگر وہ میرے قتل میں سعی نہ کر سکا تو میرے عیب لوگوں پر ظاہر کرنے کی آرزو کرے گا۔

محمد بن مقاتل رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے تھے کہ جس شخص پر تو احسان کرے اُس کی بُرائی سے ڈر اور جن باتوں سے اپنے آپ کو معذور خیال کرتا ہے اُن میں اپنے دوست کو بھی معذور سمجھ۔ پھر فرمایا ؎

وتعذر نفسك لما أساءت وغيرك بالعذر لا تعذر

وتبصر في العين منه القذى في عينك الجذع لا تبصر

(ترجمہ) تجھ سے جو بُرائی ہوتی ہے اس کے سلئے اپنے آپ کو معذور جانتا ہے اور دوسرے کو عذر ہوتے ہوئے بھی معذور نہیں سمجھتا۔ تُو دوسرے کی آنکھ میں تنکا دیکھتا ہے اور تیری اپنی آنکھ میں جو شہتیر ہے اُس کو نہیں دیکھتا۔

لوگوں کی عداوت سے بچو | پس اے دوست اس کو یاد رکھ اور لوگوں کی عداوت سے بچ۔ خصوصاً مذکور پانچ لوگوں کی عداوت سے، اور جو شخص تیرے شہر میں آکر شہرت حاصل کرنا چاہتا ہے وہ ضرور تیری زندگی کو بدمزہ کرے گا اگرچہ تُو اکابر اولیاء میں سے ہو کیونکہ اس حالت میں تجھ میں بشریت کی رگ کمزور ہو جاتی ہے مگر کٹ نہیں جاتی۔

جو شخص لوگوں کی عداوت کو حقیر جانے تو یہ اُس کے نقصِ عقل کی دلیل ہے۔

نیز کہتے ہیں کہ اگر کامل آدمی عوام میں پھنس جائے تو اسے بہتان اور جھوٹ لگتے ہیں تاکہ اُس کا دل مکدر ہو جائے چنانچہ وہ ربانی اور شیطانی خیالات میں فرق نہیں کر سکتا۔

میں نے اپنے ایک دوست کو دیکھا کہ اُس نے اپنے زمانہ کے مشائخ میں سے کسی شیخ سے عداوت کی، ایک امیر اُس شیخ کا معتقد تھا پس اس شیخ نے امیر سے کہا، اُس نے دربارِ شاہی میں اس کی شکایت کی اور اس کے لئے مصر سے جلاوطن کر دیئے جانے کا حکم آیا۔ چنانچہ اُسے جلاوطن کر دیا گیا۔

پس اس میں غور کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

نصیحت آمیز مراسلات

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے بعض دُور افتادہ دوستوں کو نصیحت آمیز خط لکھتے اور مکتوب الیہ ان کی نصیحت قبول کرتا اور اس احسان پر ان کا شکریہ بجا لاتا ، برخلاف آج کل کے لوگوں کے کہ جسے تو نصیحت کریگا وہ تیرے عیوب کی تلاش کرے گا تاکہ ان سے تیری ہجو کرے۔

اس مقام کے اصحاب میں سے سب سے آخر جس کو میں نے دیکھا ہے وہ سیّدی علی کازدانی نزیل مکہ شریف ہیں۔ سیّدی محمد بن عراق رحمہما اللہ تعالےٰ نے آپ کی طرف ایسے ایسے خط لکھے جن کو پہاڑ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن آپ خوش ہوتے اور فرماتے سیّدی محمد نے ٹھیک فرمایا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

چند بزرگوں کے مکتوبات انطاکی رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک دوست کی طرف لکھا اے برادر کب تک اپنی لطیف وہ باتوں پر خوش ہوگا اور جو چیزیں تجھے نفع دیتی ہیں مثلاً دنیا اور اس کی لذات ان کے نقصان پر رنج کرے گا۔

حذیفہ مرعشی رحمہ اللہ تعالےٰ نے یوسف بن اسباط کی طرف لکھا: اے دوست بعد سلام کے واضح ہو جس شخص کے نزدیک فضائل ترکِ گناہ سے زیادہ اہم ہوں وہ دھوکے میں ہے ، اور جس شخص نے قرآن مجید کو یاد کیا پھر اس میں سے کسی بات کی مخالفت کی تو گویا اس نے قرآن مجید سے تمسخر کیا۔

طاؤس رحمہ اللہ تعالےٰ نے مکحولؒ کی طرف لکھا:۔ اے دوست اس بات سے ڈر کہ تجھے یہ گمان ہو کہ ان اعمال کی وجہ سے جو تو کرتا ہے اللہ تعالےٰ کے نزدیک تیرا بلند مرتبہ ہے، کیونکہ جس کے دل میں یہ گمان ہو وہ قیامت میں نیکی سے خالی ہاتھ جائے گا۔ نیز اکثر اوقات لوگ تیرے نیک اعمال کی وجہ سے تیری تعظیم کرتے ہیں گویا تو نے ان کی وجہ سے جلد ہی ثواب حاصل کر لیا۔

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے کسی دوست کی طرف لکھا: بعد سلام کے واضح ہو اے دوست تو اپنے کو خود نصیحت کر اور اپنے نفس پر کسی دوست کے روکنے کا انتظار نہ کر کیونکہ اس کام میں اس کو رخصت ہے والسلام۔

دعا کرنے میں شرم | عبداللہ بن زیادہ رحمہ اللہ تعالےٰ نے بکر بن عبداللہ المزنیؒ کی طرف دعا کرنے کو لکھا۔ بکرؒ نے جواب میں لکھا: اے دوست بعد سلام کے واضح ہو کہ دعا اس شخص کی منظور ہوتی ہے جو گناہوں کا مرتکب نہ ہو، لیکن میں برابر گناہ کرتا ہوں جن کی تعداد اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، بخدا جب مجھے اپنے لئے دعا کرنے میں اللہ عزوجل سے شرم آتی ہے تو مجھے کسی اور کے لئے دعا کرنے میں شرم کیوں نہ آئے۔

حضرت عمرؓ کا مکتوب | امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا:۔ بعد سلام کے واضح ہو اے دوست تو حیوان کے مانند نہ بن کہ جب وہ زمین پر سبزی دیکھتا ہے تو چرنے لگتا ہے اور اس سے فربہ ہونا چاہتا ہے لیکن اسی فربہی کے باعث وہ ہلاک اور ذبح ہوتا ہے والسلام۔

پس اے دوست اسے یاد رکھ، اور پہلے خود اپنے نفس کو نصیحت کر، پھر اپنے دوستوں کو بالمشافہ یا تحریراً نصیحت کر، اور جو شخص تمہیں نصیحت کرے اس سے خفا نہ ہو کیونکہ یہ دوزخیوں کی علامت ہے العیاذ باللہ تعالیٰ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

باب چہارم

۶۸- اختلاط کی مذمت

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لوگوں سے اکثر علیحدہ رہتے اور مصلحت شرعیہ کے بغیر ان کے ساتھ زیادہ میل جول نہ کرتے۔ تمام سلف صالحین کی یہی حالت تھی پس اگر کسی دن انہیں کوئی شخص نہ ملتا تو اسے عید کا دن تصور کرتے لہذا جو شخص لوگوں سے بکثرت مخالطت کرے وہ طریق سلف سے خارج ہوتا ہے اور اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ جو شخص لوگوں سے بکثرت ملتا ہے وہ اُن کی نظروں میں حقیر ہو جاتا ہے اور ان کے نزدیک ذلیل ہوتا ہے اور لوگ اس کو کمینہ پن اور اللہ تعالےٰ سے غفلت میں اپنے برابر جانتے ہیں میں کہتا ہوں جب کبھی میں اس زمانہ کے مشائخ میں سے کسی کی ملاقات کو گیا ہوں تو بہت کم ایسا ہوا ہے کہ وہ مجلس غیبت سے خالی رہی ہو۔ لہذا میں نے اپنے اور ان کے دین کے خوف سے ان کی ملاقات کم کر دی نہ کہ ان کے حقوق میں تساہل کی غرض سے۔ یہ تو مشائخ کی مجلسوں کا حال ہے تو دوسرے لوگوں کی ملاقاتوں میں کیا کچھ ہوتا ہوگا پس اے برادر میری نصیحت یہ ہے کہ اس زمانہ میں جب کسی کی ملاقات کو جائے تو اپنے نفس کی پوری پوری حفاظت کر اور اس میں ہرگز سستی نہ کر۔

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ عزلت کا

مزہ چکھو۔

مخالطت سے دین ضائع ہوتا ہے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص چاہتا ہے کہ لوگ اس کے عیوب سے کم واقف ہوں وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے، جو شخص لوگوں سے مخالطت کرے گا اس کا دین ضائع ہو جائے گا اور اسے خبر تک نہ ہوگی۔

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ اپنے گھر کا دروازہ بند کر دوں اور مرتے دم تک کسی کے ملنے کو نہ جاؤں۔

شعبی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ ربیع بن خثیمؒ اپنی قوم کی مجلس میں ساری عمر میں ایک دفعہ کے سوا کبھی نہیں بیٹھے۔ ایک دفعہ آپ گھر کے دروازہ میں بیٹھے تھے کہ ایک پتھر گرا جس سے آپ کا سر زخمی ہو گیا لیکن مارنے والے کا پتہ نہ چلا۔ آپ کھڑے ہو گئے اور کہا اے ربیع تجھے نصیحت کی گئی ہے۔ اس کے بعد مرنے دم تک بغیر ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلے اور فرمایا کرتے کہ جو شخص راستہ میں بیٹھے اسے راستہ کا حق ادا کرنا چاہیئے یعنی سلام کا جواب دے اور مظلوم کی امداد کرے اور ظالم پر شہادت دے اور جو ضرورت میں ہو اس کی امداد کرے۔

ابوحازم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے دوست سے بکثرت ملاقات کرے اسے کہہ دو کہ ان دونوں میں ایک سے ایسی بات ضرور ہو گی جو دوسرے کو ناپسند ہو۔ لہذا ہر دوست کو مناسب ہے کہ اپنے دوست سے ناغہ کر کے ملا کرے۔

حضرت علیؓ کے ارشادات امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے عنقریب ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ قتل و جبر کے بغیر بادشاہت قائم نہ ہو گی، اور ناسپاسی و بخل کے بغیر غنا نہ ہو گا، اور اتباع خواہش کے بغیر لوگوں کی صحبت نہ ہو سکے گی پس جس شخص پر یہ زمانہ آئے اور وہ صبر و حفاظتِ نفس کرے تو اللہ تعالےٰ اسے پچاس

صدیقوں کا ثواب دے گا۔ نیز آپ فرماتے تھے ہمیں خبر ملی ہے کہ آخر زمانہ میں مومن کو لوگوں میں گمنام رہنے کے بغیر راحت نہ مل سکے گی۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ کو معلوم ہوا کہ ان کے فرزند علیؒ نے کہا میں ایک ایسے مکان میں رہنا چاہتا ہوں جس میں سے میں لوگوں کو دیکھوں اور لوگ مجھے نہ دیکھیں۔ آپ نے فرمایا اس نے دعا کو پورا کیوں نہ کیا۔ یوں کہا ہوتا کہ جس میں سے میں لوگوں کو نہ دیکھوں اور لوگ مجھے نہ دیکھیں۔

وہیب بن وردؒ کا قول | وہیب بن ورد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ میں نے آج تک لوگوں سے پچاس سال میل جول کیا ہے لیکن کسی نے میری غلطی معاف نہیں کی اور نہ میری لغزش سے درگزر کیا اور جب کبھی ان میں سے کوئی مجھ سے ناراض ہوا تو مجھے اس سے اپنی جان پر امن نہیں ہوا۔

حاتم اصم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ لوگوں کو آگ فرض کرو اور بلا ضرورت ان کے پاس نہ جاؤ، اور جب ان کے قریب جاؤ تو اس طرح ڈرو جیسے آگ کے قریب جانے سے ڈرتے ہو۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص لوگوں سے میل جول کرے وہ اس کا دل ضرور خراب کر دیں گے۔ جعفر بن حمید رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے بے شک لوگوں پر تیرا حق ہے اور لوگوں کا تجھ پر، پس ایک دوسرے سے ڈرتے رہو۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ سفر میں تھے جب واپس آئے تو لوگوں نے سلیمان خواصؒ سے کہا کیا آپ ان کی ملاقات کو نہیں گئے؟ آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ ان سے مل کر چکنی چپڑی باتیں کروں تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالوں۔ رحمن بن صالح رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو دور سے دوستی رکھتے تھے اور ملاقات کو برا جانتے تھے۔

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آدمی کو عبادت کیلئے گوشہ نشین ہوتا اس وقت مناسب ہے جب اُس کو دین سے پوری واقفیت ہو جائے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے پہلے دین میں تفقہ پیدا کرو۔ پھر گوشہ نشینی اختیار کرو۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آدمی کا اپنے گھر کے اندر بیٹھے رہنا اچھا ہے کہ لوگ اُسے نہ دیکھیں اور وہ لوگوں کو نہ دیکھے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے واللہ آج کل لوگوں سے علیحدہ رہنا حلال ہے (میں کہتا ہوں) حلال یعنی واجب ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے فقد حلت لہ شفاعتی یعنی اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہو چکی۔

لوگ عقلوں کے چور ہیں | ابوسفیان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تم لوگوں سے علیحدہ رہنے کی کوشش کرو کیونکہ وہ عقلوں کے چور ہیں۔

ابوبکر وراق رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب تک تم لوگوں سے ملنا نہ چھوڑو اللہ تعالیٰ سے محبت کی آرزو نہ کرو اور جب تک تم ظالموں سے ملتے جلتے رہو اللہ تعالیٰ کی رضا کے خواہشمند نہ ہو اور جب تک تم دنیا کے طالب ہو اللہ کی اپنے ساتھ محبت کا طمع نہ کرو اور جب تک تم یتیم پر سختی کرتے ہو اپنے دل کی نرمی کے طالب نہ ہو۔

داؤد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے گوشہ نشینی اُس کو مناسب ہے جو دنیا سے بے رغبت ہو لیکن جو لوگ اپنے دل کو دنیا میں لگاتے ہیں ان کو گوشہ نشینی سے کوئی فائدہ نہیں، پس جو شخص گوشہ نشین ہو اور اللہ تعالیٰ کو اپنا مونس نہ بنائے اور قرآن مجید کے ذریعے مناجات نہ کرے وہ غلط راستہ پر ہے اور اس کی گوشہ نشینی صحیح نہیں ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے تو اپنی نشست ایسی جگہ اختیار کر جو تیرے وجود کو مخفی رکھے اور تیری آواز کو لپست بنا دے۔

مالک بن دینارؒ کا قول | مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جو شخص حق تعالےٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس نہ بیٹھا وہ اپنی گوشہ نشینی میں ناکام رہا کسی نے آپ سے دریافت کیا یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا قرآن مجید کو بغور پڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال و افعال میں فکر کرے، جو شخص ایسا کرے اس نے گویا اللہ تعالےٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے گفتگو کی۔

داؤد طائی رحمہ اللہ تعالےٰ جب لوگوں سے علیحدہ ہو گئے تو آپ کے دوستوں نے اس پر ملامت کی، آپؒ نے فرمایا میں لوگوں سے لیے وقت علیحدہ ہوا ہوں جب میں نے دیکھا کہ چھوٹا بڑے کی عزت نہیں کرتا اور دوست کو دیکھا کہ میرے عیوب شمار کرتا ہے تاکہ جب ناراض ہو تو ان سے میری ہجو کرے۔

گوشہ نشینی کا فائدہ | ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے گوشہ نشینی کا ادنےٰ فائدہ یہ ہے کہ انسان کوئی برائی نہیں دیکھتا جس کو وہ ناپسند کرے۔

بشر بن منصور رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں لوگوں سے واقفیت کم کرنے کی کوشش کر کیونکہ تجھے معلوم نہیں کہ عیاذاً باللہ کبھی تیری ذلت کا کوئی واقعہ پیش آجائے پس اس وقت بہت کم لوگ تیرے واقف ہوں گے۔

ایوب سختیانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے لوگوں سے عزلت کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ اگر آدمی کو ضرورت کے لئے باہر جانا ہو تو ایسی جگہ جائے جہاں کم آدمی ہوں۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ کا ایک لڑکا تھا

جس کا نام عبداللہ تھا۔ ان کے پاس ایک تہہ خانہ تھا جس میں بیٹھا کرتے تھے اور اس میں سے سوائے اوقاتِ نماز کے باہر نہیں نکلتے تھے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے آج کل کا زمانہ خاموشی اور گھر میں بیٹھ کر گزارنے اور روزینہ پر قناعت کرنے کا ہے حتیٰ کہ موت آجائے۔

عزلت میں دین کی سلامتی ہے | مکحول رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے لوگوں کی صحبت میں اگر کچھ نیکی بھی ہو تو بھی ان سے عزلت کرنے میں دین کی زیادہ سلامتی ہے۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں ابی طیب البدری رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے فرمایا اے سفیان ہم نے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی طرف سے اچھائی نہیں دیکھی۔ تو پھر ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم اس کی طرف رجوع نہیں کرتے جس کے سوا کسی سے بھلائی نہیں دیکھتے۔

میں نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کو شام میں دیکھا تو میں نے کہا اے ابو اسحاق تو نے خراسان کو چھوڑ دیا اور یہاں بیٹھا ہے۔ اس نے کہا ہاں میری زندگی یہیں پر آرام سے گزرتی معلوم ہوتی ہے۔ میں اپنے دین کو کندھے پر لئے لئے پھرتا ہوں میں جو کوئی دیکھتا ہے وہ مجھے ملاح یا شتربان یا پاگل سمجھتا ہے۔

سفیان ثوریؒ کا قول | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو دوا تھے اور لوگ ان سے شفا حاصل کرتے تھے لیکن آج کل لوگ ایسی بیماری بن گئے ہیں جس کی کوئی دوا نہیں۔

حماد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں مالک بن دینارؒ کی ملاقات کو گیا، میں نے دیکھا کہ ان کے سامنے ایک کتا بیٹھا ہے۔ میں نے اسے ہٹانا چاہا تو انہوں نے فرمایا اے حماد جانے دو یہ اس ہمنشین سے اچھا ہے جو برے

پاس لوگوں کی غیبت کرے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ جب بصرہ سے بغداد میں آئے تو انہوں نے محمد بن واسع کا پتہ دریافت کیا مگر آپ کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ عبداللہ نے کہا یہ آپ کی بزرگی کی علامت ہے کہ آپ کو کوئی نہیں جانتا چنانچہ وہ آپ کے ساتھ زیادہ محبت اور تعظیم سے پیش آنے لگے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ایک دفعہ میں نے ایک آدمی کو لوگوں سے علیحدہ بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں نے پوچھا تم لوگوں سے میل جول کیوں نہیں کرتے؟ اس نے جواب دیا میں ایسی بات میں مشغول ہوں جو اس سے زیادہ اہم ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں ہر روز نعمت اور گناہ کے درمیان ہوتا ہوں، پس میں نعمت کے شکر اور گناہ کے استغفار میں لگا رہتا ہوں۔ میں نے اسے کہا تو حسن سے زیادہ عقلمند ہے۔ پس اسے برادر اکیلا رہ۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے آدمی کی بکثرت واقفیت اس کی قلت عقل کے باعث ہے۔

کسی نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا آپ لوگوں سے میل جول کیوں نہیں کرتے تاکہ ان کو نیکی کی نصیحت کریں اور برائی سے روکیں۔ آپ نے فرمایا میرا ان سے ملاقات نہ کرنا اس حق کو ساقط کرتا ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے کہا آپ لوگوں میں کیوں نہیں بیٹھتے؟ آپ نے جواب دیا مجھے اتنی فرصت نہیں۔

عزلت سے بیداری پیدا ہوتی ہے | فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ سلف عزلت اور تنہائی اس لئے اختیار کرتے کیونکہ اس سے غفلت دور

ہو کر بیداری پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالےٰ سے بکثرت مراقبہ بالغیب ہوتا ہے۔ جو شخص بھی اپنے رب کی عبادت کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ اُسے کوئی نہ دیکھے، اگر تو یہ کر سکتا ہے کہ لوگوں کی خدمت کے لئے جائے اور لوگ تیرے لئے چل کر نہ آئیں اور تو ان سے سوال نہ کرے نہ وہ تجھ سے سوال کریں تو ایسا کر لے، بخدا میں کسی آدمی کو ملوں اور وہ مجھ کو سلام نہ کہے تو میں اس کا احسان سمجھتا ہوں۔ یہی کیفیت اس وقت ہوتی ہے جب میں بیمار ہوں اور کوئی میری عیادت کو نہ آئے۔ ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے پاس دفعتًا اندر آ گیا۔ آپ کھڑے ہو گئے اور اس کے لئے کمرہ خالی کر دیا۔ اس شخص نے پوچھا کیا بات ہے اے ابا علی کیا آپ میرے لئے اُٹھے ہیں؟ آپ نے فرمایا تو یہ چاہتا ہے کہ میں تیرے سامنے معزز بن کے بیٹھوں اور تو میرے سامنے چکنی چپڑی باتیں کرے، خدا کی قسم مجھے علیحدگی ہی میں لذت اور راحت حاصل ہوتی ہے۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو گویا ملائم پتے تھے اور جن میں کوئی کانٹا نہ تھا مگر اب سب کانٹے ہو گئے ہیں اور پتا کوئی نہیں رہا۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے مجھے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد جب میں نے ان کو خواب میں دیکھا یہی کہا کہ لوگوں سے حتی الوسع واقفیت کم کر کیونکہ ان سے خلاصی مشکل ہے، کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا گیا جس نے واقف سے تکلیف نہ اٹھائی ہو۔

ابراہیم بن ادہمؒ کا قول | ایک دفعہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ سے کہا گیا آپ لوگوں سے میل جول کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ لوگ تو طبقاتِ زمین کے نیچے چلے گئے!

پس اے دوست ان باتوں کو یاد رکھ اور لوگوں سے حتی الوسع علیحدگی اختیار کر۔ یہ دوسری صدی کے لوگوں کی باتیں ہیں۔ پھر تیرا کیا حال ہوگا کہ تو تو دسویں صدی میں ہے۔ اور اس بات سے پرہیز کر کہ شیطان تیرے ساتھ کھیلے اور یہ کہے کہ تو اللہ کے فضل سے ایسے مقام پہ پہنچا ہے جہاں تجھے اللہ سے کوئی چیز غافل نہیں کر سکتی، کیونکہ یہ شیطان کی دسیسہ کاریوں میں سے ہے۔ اے دوست یقیناً تو مقام میں ان اسلاف سے کم ہے۔ پس اس میں غور کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

*

۹۶ - تواضع

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جوں جوں مقامات میں ترقی کرتے تواضع میں بڑھ جاتے برخلاف اُس شخص کے جو چراغ کے قریب ہوتا ہے کہ جتنا وہ اس کے قریب ہوتا ہے اتنا ہی اپنے کو بڑا دیکھتا ہے، مگر یہ لوگ جوں جوں بارگاہِ الٰہی میں قرب حاصل کرتے ہیں اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی عظمت دیکھ کر اپنے آپ کو چیونٹی سے بھی حقیر خیال کرتے ہیں، یہ اسی لئے جب شیطان نے تکبر کیا اور کہا اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ تو درگاہِ الٰہی سے راندا گیا۔

متکبر صوفی اللہ کا دشمن ہے پس اے دوست اس پر غور کر اور جس صوفی کو متکبر دیکھے اُس سے دور بھاگ کیونکہ وہ اللہ کا دشمن ہے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی اے موسیٰ مخلوق میں سے میرے نزدیک سب سے برا وہ شخص ہے جس کا دل متکبر زبان ترش، ہاتھ بخیل اور خُلق بُرا ہو۔

ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ تکبر کمینہ شخص ہی کرتا ہے اور فخر رذیل ہی سے واقع ہوتا ہے اور باطل امور پر کوئی ناقص الاصل ہی اختیار کرتا ہے۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر تمام مخلوق اس پر جمع ہو جائے کہ مجھ سے اپنے آپ کو حقیر سمجھنا چھڑا دیں تو نہیں وہ ایسا نہ کر سکیں گے۔

ابوایوب سختیانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے ایک قوم نے عزت طلب کی تو اللہ نے انہیں ذلیل کر دیا، اور ایک قوم نے تواضع اختیار کی تو اللہ نے انہیں عزت بخشی۔ کہتے ہیں کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ جب رملہ میں آئے تو ابراہیم بن ادہم نے انہیں پیغام بھیجا کہ ہمارے ہاں آؤ اور ہمیں حدیث سناؤ۔ ابراہیم نے کسی سے کہا آپ سفیان جیسے کو کہتے ہو کہ آپ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا ہاں میں تمہیں اس کی شدتِ تواضع دکھلانا چاہتا ہوں۔ پھر سفیان آئے اور ان کو حدیث سنائی۔

سلیمان خواص رحمہ اللہ تعالےٰ سخاوت اور حسنِ خلق میں ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشابہ تھے۔

تواضع ایک عظیم نعمت ہے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے تھے تم تواضع کو لازم جانو کیونکہ یہ ایک عظیم نعمت ہے اور اس پہ کوئی حسد نہیں کرے گا۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جو شخص ناحق تکبر کرے وہ قرآن مجید کے فہم سے محروم ہو جاتا ہے اور جو شخص ناحق عزت حاصل کرے اسے لازمی طور پر ذلت نصیب ہو گی۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے زاہد بلا تواضع ایسا ہے جیسے بغیر پھل کے درخت، جو شخص اپنے آپ میں تواضع نہ کرے وہ دوسرے کے نزدیک معزز نہیں ہوتا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے دسترخوان سے جذامی ابرص وغیرہ مریضوں کو نہ ہٹاتے بلکہ ان کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے اور فرماتے اصل تواضع یہ ہے کہ حقیروں کے پاس بیٹھیں مگر یہ کام کسی حظِ نفسانی کے لئے نہ ہو بعض لوگ جو تنوں کے پاس بیٹھتے ہیں اور ان کے دل میں اتنا تکبر ہوتا ہے جیسے

خود جانتا ہے اور اس جگہ شیطان کو صرف یہ بات ترغیب دیتی ہے کہ لوگ انہیں متواضع کہیں گے، اور فرماتے تیرے متواضع ہونے کی علامت یہ ہے کہ تو لوگوں میں اپنے متعلق نیکی اور تقویٰ کے ذکر کو برا سمجھے۔

کامل تواضع کیا ہے؟ | ابن سماک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے سب سے بڑھ کر تواضع یہ ہے کہ اپنے آپ کو کسی شخص سے افضل خیال نہ کر اور جسے دیکھو اسے اپنے سے افضل سمجھو۔ پس تو اپنے ہر ایک ہمعصر کو افضل خیال کر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہو اور اس سے دعا کی التجا کر اور یقین رکھ کہ اللہ تعالیٰ اس کے توسل سے تیری مصیبت دور کر دے گا، یہی کامل تواضع ہے۔

ہمیں خبر ملی ہے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ عالم سب سے بڑھ کر لوگوں کی خدمت کرنے کا مستحق ہے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر منادی کرنے والا مسجد کے دروازہ پر ندا کرے کہ سب سے برا شخص باہر نکل آئے تو دروازہ کے پاس مجھ سے پہلے کوئی نہ آئے مگر وہ جو مجھ سے طاقت میں بڑھ کر ہو۔

حاتم الاصم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ متکبر کو دنیا سے نہیں نکالتا جب تک کہ ادنیٰ خدمت گاروں اور ہمسایوں سے اس کو ذلت نہ دکھائے اور موت سے پہلے وہ اپنے بول و براز سے آلودہ نہ ہو۔

ابوتراب نخشبی کا قول | ابوتراب نخشبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فقیر کو حقیر جاننا عین تکبر ہے، ایسا ہی فقراء کے حق میں برا کہنا کتوں کی خصلت ہے۔

ابوسلمان رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دن عبدالملک کے پاس گئے اور دور کھڑے ہو گئے، عبدالملک نے دریافت کیا اے سلمان تو دور کیوں کھڑا ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے دور سے بلایا جانا نزدیک سے ہٹا دینے سے اچھا معلوم ہوتا ہے۔

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ خلیفہ ہونے سے پہلے ایک ہزار دینار کا لباس پہنتے تھے اور فرمایا کرتے اگر یہ کھردرا نہ ہوتا تو بہت اچھا تھا، مگر جب خلیفہ ہوئے تو پانچ درہم کی پوشاک پہنتے اور فرماتے کیسی عمدہ اور نرم ہے، کسی نے اس بارے میں کہا تو آپ نے فرمایا پہلے میرا دل رفعت چاہتا تھا اب میں خلیفہ ہو گیا ہوں اور اہل دنیا کے نزدیک یہ سب سے بلند درجہ ہے اس لئے میرا دل اللہ کے ہاں کی چیزوں کا طالب ہوا ہے اور دنیا سے بے رغبت ہو گیا ہے کہتے ہیں کہ آپ کبھی فرش پر سجدہ نہ کرتے تھے بلکہ مٹی پر کرتے۔

عبد اللہ رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے رکوع و سجود درحقیقت متکبر دلوں پر فرض کئے ہیں جیسا کہ ہیں اور فرعون و نمرود اور نوشیرواں جیسے لوگ۔

یحییٰ بن خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ شریف جب عبادت کرتا ہے تو تواضع کرتا ہے برخلاف کمینے کے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب مروان کے زمانہ میں مدینہ کے حاکم تھے تو بازار سے لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھا کر لاتے اور کہتے جاتے امیر کے لئے راستہ چھوڑ دو۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیزی سے چلا کرتے تھے اور فرماتے کہ یہ رفتار تکبر اور خود پسندی سے بہت دور ہے اور حاجت کو جلد پورا کرنے والی ہے

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ مہمان کی خدمت بذات خود کیا کرتے تھے اور رات کو اس کے لئے خود چراغ درست کرتے اور کسی خادم کو نہ جگاتے تھے۔

احادیث نبوی حدیث میں آیا ہے کہ سلیمان بن داؤد علیہما الصلوٰۃ والسلام نے خشوع کے باعث مرتے دم تک کبھی آسمان کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھا تھا حالانکہ ان کو اس قدر بادشاہت عطا کی گئی تھی۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خادم کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے اور جب وہ چکی پیسنے سے تھک جاتی تو آپ اُس کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ آپ کو بازار سے کوئی چیز گھر اُٹھا کر لانے میں حیا مانع نہ ہوتی تھی اور آپ غنی و مفلس دونوں سے مصافحہ کرتے تھے، جب آپ نے حج کیا اور جمرۃ العقبہ کی رمی کی تو آپ کے پیش گاہ کوئی خادم وغیرہ لوگوں کو ہٹانے والا نہ تھا۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اپنے مال پر تکبر کرنے والے کے سامنے تکبر کرنا اللہ عزوجل کے نزدیک تواضع ہے۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام شام سے بیل پر سوار ہو کر حج کو گئے تھے۔

حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے آج کل کے فقراء، علماء اور قاریوں کی متواضع صورتوں کو نہ دیکھو کیونکہ یہ لوگ امراء اور بادشاہوں سے بھی زیادہ متکبر ہیں۔

پس اے دوست اپنی حالت پر غور کر اور اپنے آپ کو دیکھ، اکثر اوقات تو بہت بڑا متکبر ہوتا ہے مگر تجھے علم نہیں ہوتا، اور اکثر تو ایک موٹا جبہ پہنے ہوتا ہے مگر اس میں باریک لباس پہننے والوں سے بھی زیادہ متکبر ہوتا ہے۔

اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

۷۔ توبہ و استغفار

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ دن رات بکثرت توبہ و استغفار کرتے کیونکہ اُن کو یقین ہوتا کہ وہ اپنے کسی فعل حتیٰ کہ عبادات میں بھی گناہ سے محفوظ نہیں، پس وہ عبادات میں خشوع اور مراقبے کی کمی پر استغفار کرتے۔ صوفیائے سلف کا یہی طریق تھا برخلاف ہمارے زمانہ کے اکثر متصوفین کے، یہاں تک کہ ایک بار ان میں سے کسی کو میں نے یہ کہتے سُنا کہ بحمد اللہ تعالےٰ ہم ایسی قوم ہیں جن کا کوئی گناہ نہیں۔ میں نے اس سے پوچھا یہ کیونکر؟ اُس نے کہا کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ فاعل اللہ تعالےٰ ہے نہ کہ ہم، تو میں نے اسے کہا تمہارے لئے توبہ و استغفار کرنی واجب ہے کیونکہ تم نے شریعت کے تمام ارکان گرا دیئے اور اس کے حدود توڑ ڈالے ہیں بخدا اگر میں بادشاہ ہوتا تو ایسے شخص کی گردن اُڑا دیتا کیونکہ تمام انبیا و رُسل علیہم الصلوٰۃ والسلام اور جمیع اکابر اس بات کے قائل تھے کہ اللہ تعالےٰ اُن کے افعال کا خالق ہے لیکن پھر بھی وہ استغفار کرتے اور روتے یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں سے زمین پر گھاس اُگ آتی۔

گناہوں کا علاج استغفار ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یاد رکھو میں تمہیں تمہارے مرض اور علاج سے اطلاع دیتا ہوں، تمہارے مرض تو گناہ ہیں اور تمہارا علاج استغفار۔

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تعجب ہے اُس پر جو نا امید

ہو حالانکہ نجات اس کے پاس ہے۔ جب اُن سے دریافت کیا گیا کہ نجات کیا ہے تو آپ نے فرمایا کثرتِ استغفار۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے اللہ تعالےٰ سے استغفار کرنا بغیر اس کے کہ طبیعت گناہوں سے اُکھڑ جائے جھوٹوں کی توبہ ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ، اللہ تعالےٰ سے ان الفاظ میں مناجات کرتے "الٰہی شیطان تیرا دشمن ہے اور ہمارا بھی دشمن ہے تو اس کو ایسی چیز سے غصہ دلا جو اسے ہماری بخشش سے زیادہ تکلیف دِہ ہو۔ پس اے ارحم الراحمین ہم کو اپنی رحمت سے بخشش دے"

ابو عبد اللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ایک گناہ کا ترک کرنا خواہ صغیرہ ہی کیوں نہ ہو ہزار حج اور ہزار جنگ اور ہزار غلام آزاد کرنے سے زیادہ رحمت کا امیدوار بناتا ہے۔ ایک روایت ہے کہ ایک جھوٹ یا وعدہ خلافی یا بُری نظر کا چھوڑنا اُن کثیر نوافل کی نسبت جن کے ساتھ جھوٹ، بُری نظر یا وعدہ خلافی بھی ہو رحمت و مغفرت کا زیادہ امیدوار بناتا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے چار چیزیں ایسی ہیں جو عاقل کے نزدیک ناقابلِ لحاظ ہوتی ہیں خصی کا جماع نہ کرنا، عورتوں کی عبادت، لشکری کی توبہ اور لڑکوں کا قرآن پڑھنا۔

رابعہ عدویہؒ کا قول | رابعہ عدویہ رحمہا اللہ تعالےٰ فرماتی تھیں ہماری استغفار بھی استغفار کی محتاج ہے یعنی اس لئے کہ اس میں صدق نہیں ہوتا۔

خالد بن معدان رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ تائب جہنم پر سے گزریں گے مگر اسے دیکھیں گے نہیں تو عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار کیا تو نے ہم سے آگ پر سے گذرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ جواب ملے گا تم اُس پر سے

گزرے تھے اور وہ بھی ہوئی تھی کیونکہ تم تائب تھے اور وہ گناہوں پر اصرار کے بغیر جوش میں نہیں آتی۔ اہلِ سنت کا اجماع ہے کہ قتل و غصب و شراب خواری وغیرہ تمام گناہ توبہ سے معاف ہو سکتے ہیں۔

۔ کہتے ہیں کہ مسروق رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا گیا کیا مومن کے قاتل کے لیے توبہ ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا جو دروازہ اللہ تعالیٰ نے کھولا ہے میں اسے بند نہیں کر سکتا۔

۔ ابوالجوزا رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آدمی گناہ کر کے ہمیشہ نادم رہتا ہے یہاں تک کہ جنت میں داخل ہوتا ہے، اس وقت شیطان کہتا ہے کاش میں اس سے گناہ نہ کراتا۔

حضرت علیؓ کا قول | امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تم میں سے اچھے لوگ تمام گنہگار تائب ہیں، پھر یہ آیت پڑھتے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ واللہ تائبوں کو دوست رکھتا ہے۔

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تم میں سے کوئی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تَعَالٰی وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ نہ کہے کیونکہ اگر اس نے توبہ نہ کی تو یہ کہنا جھوٹ اور گناہ ہوگا بلکہ یوں کہنا مناسب ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ (اے اللہ مجھے معاف کر اور مجھے توبہ کی توفیق دے) کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کے الفاظ حدیث میں آتے ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ صادقوں کے حق میں ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے مجھے نہ قرآن مجید اور نہ سنت سے یہ معلوم ہوتا ہے اور نہ کسی اور ذریعہ سے میرے علم میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہو میں گناہ کو معاف نہیں کروں گا۔ (میں کہتا ہوں) شاید

اُن کی مراد خاص یہی الفاظ ہوں، ورنہ قرآن مجید میں ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ (اللہ تعالٰی شرک معاف نہیں کرے گا) لہٰذا اُن کے کلام کو اہل اسلام کے گناہوں پر محمول کیا جائے، جیسا کہ علماء نے آیت اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا (اللہ تعالٰی تمام گناہ معاف کر دے گا) کو اہلِ اسلام کے گناہوں پر محمول کیا ہے۔

حضرت داؤد کی ندامت ثابت البنانی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے تھے کہ حضرت داؤد علیہ السلام گناہ کے بعد کبھی کوئی پینے والی شے آنسوؤں کی آمیزش کے بغیر نہیں پیتے تھے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے تھے میں اپنے ایک ہمسایہ کے پاس گیا، وہ بیمار تھا اور گنہگار تھا۔ میں نے کہا اے دوست تو اللہ تعالٰی سے توبہ کا عہد کر شاید تجھے شفا حاصل ہو۔ اس پر وہ رو پڑا۔ میں نے گھر کے ایک کونے سے ہاتف کو یہ کہتے سنا کہ اگر اس کا عہد تیرے عہد جیسا ہے تو اس کا کچھ فائدہ نہیں کیونکہ تو نے کئی بار ہم سے عہد کیا لیکن ہم نے تجھے کاذب ہی دیکھا۔ راوی کہتا ہے کہ اُس وقت مالک پر غشی طاری ہو گئی۔

طلق بن حبیب رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے تھے اللہ تعالٰی کے حقوق اس قدر ہیں کہ بندہ ان کو پورا نہیں کر سکتا اور اُس کے انعام بھی اتنے ہیں کہ انسان ان کو شمار نہیں کر سکتا۔

ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے تھے کہ اللہ تعالٰی نے ہمیں ہماری قوت سے بڑھ کر کھانے کو دیا ہے اور ہماری قوت سے کم تکلیف دی ہے لیکن ہم اپنی قوت پر کفایت نہیں کرتے اور جو تکلیف دی ہے اس میں اپنی قوت خرچ نہیں کرتے۔

مجاہد رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے جو شخص ہر روز صبح و شام توبہ نہ کرے وہ ظالم ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالے سے کہا گیا آپ اُس شخص کی نسبت کیا کہتے ہیں جو توبہ کرے اور توڑ دے، پھر کرے اور توڑ دے اور اسی طرح کرتا رہے؟ آپ نے فرمایا میں اُسے مومن ہی خیال کروں گا کیونکہ یہ فعل مومن ہی کا ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے توبہ کے بعد ایک گناہ بھی قبل از توبہ ستر گناہوں سے برا ہے۔

توبۃ النصوح کی علامت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالے سے توبۃ النصوح کی علامت دریافت کی گئی۔ آپ نے فرمایا یہ چار چیزیں ہیں قلتِ دنیا، ذلتِ نفس، عبادات کے ذریعے اللہ تعالے کا زیادہ تقرب، اور عبادات کو کم اور ناقص خیال کرنا۔

بکر بن عبداللہ المزنی رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے اگر کوئی گنہگار تمام مجلسوں اور دروازوں پر یہ کہتا پھرے کہ میرے لئے اللہ تعالے سے استغفار کرو تو اس کے لئے یہ کام لقمہ یا پرانا کپڑا وغیرہ مانگنے سے بہتر ہوگا۔

تائب کون ہے یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالے سے دریافت کیا گیا کہ تائب کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو شخص جوانی میں توبہ کرے اور پھر اس سے نکالے یہاں تک کہ اُسے موت آجائے، بوڑھوں کی توبہ توبہ نہیں ہے کیونکہ ان کی شہوانی آگ گناہوں سے ٹھنڈی ہو چکی ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالے نے توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ کرے۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے کہ آیت فَاِنَّہٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا (اللہ تعالے توبہ کرنے والوں کی خطا معاف کر دیتا ہے) اُس

شخص کے حق میں نازل ہوئی ہے جس نے گناہ کیا اور پھر توبہ کی اور پھر گناہ کیا اور توبہ کی۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے اللہ عزّ وجلّ نے داؤد علیہ السلام کو فرمایا اے داؤد! گنہگاروں کو بشارت دو کہ اگر وہ توبہ کریں تو میں اُن کی توبہ قبول کر دوں گا، اور صدیقوں کو ڈراؤ کہ اگر میں اُن پر اپنا عدل برتوں تو اُن کو عذاب دوں۔

عبداللہ بن سبیب رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے اگر اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرنے پر تم پر عذاب نازل ہو تو تم صبح شام توبہ کرتے رہو۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جس شخص سے کوئی گناہ واقع ہُوا ہو پھر اس کے یاد آنے پر اپنے دل میں ڈرے تو اُس کا گناہ اُمّ الکتاب سے مٹا دیا جائے گا۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ مجاہدین کو جب وہ جہاد میں جانے لگتے خطاب کر کے فرماتے توبہ کر لو کیونکہ یہ تم کو اُس مصیبت سے روکے گی جس کو تلواریں نہیں روک سکتیں۔

مروی ہے کہ یونس علیہ السلام کی قوم نے جب عذاب دیکھا تو ان میں سے ایک آدمی کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا اے اللہ میرے گناہ بہت بڑھ گئے ہیں لیکن تو بہت بڑا ہے، لہذا ہمارے ساتھ وہ کام کر جس کا تو اہل ہے اور ہمارے ساتھ وہ کام نہ کر جس کے ہم اہل ہیں۔ پس اللہ تعالےٰ نے اُن سے عذاب دور کر دیا۔

یحییٰ بن معاذؒ کی مناجات: یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ رات کو مناجات میں فرمایا کرتے کہ اے اللہ میرے گناہ مجھے تکلیف دیتے ہیں اور میری توبہ مجھے پگھلاتی

ہے میں میری تمام زندگی تکلیف اٹھانے اور تکھنے ہی میں گزرتی ہے۔

حبیب بن تمام رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جو شخص گناہ کرے اور پھر ڈرے کہ اس پر اللہ تعالےٰ اُس کو عذاب میں مبتلا کرے گا تو اللہ اُسے معاف کر دے گا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جنّت کے آٹھ دروازے ہیں جو تمام کھلتے اور بند ہوتے ہیں، مگر توبہ کے دروازہ پر ایک فرشتہ ہے جو اُسے بند نہیں ہونے دیتا، پس انجا کرو اور نا امید نہ ہو۔

عبدالرحمٰن بن قاسم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کافر کے مسلمان ہونے کا تذکرہ ہُوا کہ اُس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو میں نے کہا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مسلمان اس سے افضل ہے کیونکہ مسلمان کی توبہ گویا اسلام کے بعد اسلام ہے یعنی دوبارہ کلمہ پڑھنے کی طرح ہے۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں تمہارے ساتھ کتاب اللہ یا نبی مرسل ہی کی باتیں کرتا ہوں، آدمی جب گناہ کرتا ہے پھر اس کے بعد ایک لمحہ کے لئے نادم ہو کر اللہ تبارک و تعالےٰ سے استغفار کرتا ہے تو اس سے گناہ فی الفور ساقط ہو جاتا ہے۔

تائبوں کی ہم نشینی | امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے تائبوں کی ہم نشینی کرو کیونکہ وہ بہت نرم دِل ہوتے ہیں۔

حدیث میں آیا ہے مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً یعنی جو استغفار کرے وہ مصر نہیں ہوتا خواہ دن میں ستر بار سے زیادہ گناہ کی طرف لوٹے۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے اللہ تعالےٰ اُس آدمی کے

دل میں استغفار نہیں ڈالتا جسے عذاب دینا منظور ہو۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ سے "استغفر اللہ" کے معنی دریافت کئے گئے۔ آپ نے فرمایا اس کے معنی ہیں "اے اللہ مجھے میرے گناہوں سے بچالے"

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جو شخص ندامت سے پہلے استغفار کرے وہ گویا اللہ تعالےٰ سے استہزاء کرتا ہے مگر اسے معلوم نہیں ہوتا اور یہ جھوٹوں کی توبہ ہے (میں کہتا ہوں) اس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ (کیا وہ اللہ کی طرف رجوع اور استغفار نہیں کرتے) کہ استغفار کو توبہ مشتملہ ندامت کے بعد بیان کیا ہے، پس اس میں غور کر کیونکہ اس جگہ واؤ ترتیب کے واسطے ہے۔ واللہ اعلم۔

یحیٰی بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ سے اُس مسلمان کی نسبت دریافت ہوا جو گناہ کرے اور اس بات کو برا جانے کہ لوگ اس پر اطلاع پائیں لیکن اللہ تعالیٰ کی اطلاع کو اتنا برا نہ سمجھے، کیا یہ اس وجہ سے ہے کہ اُس کے دل میں اللہ کی اتنی عزت نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، بلکہ اللہ کے کرم اور بخشش سے پوری واقفیت کے باعث ہے کیونکہ وہ لوگوں کے برعکس اُس کو دنیا میں خوار نہیں کرتا۔

ایک اعرابی کی دعا | مروی ہے کہ ایک اعرابی اپنی دعا میں یوں کہا کرتا تھا کہ اے اللہ گناہ پر اصرار کے باوجود میرا استغفار کرنا ملامت کے قابل ہے اور میرا اس بات کو جان کر کہ تیری عفو و رحمت وسیع ہے استغفار نہ کرنا عجز ہے۔ پس اے ارحم الراحمین تو اپنی رحمت سے میری ملامت کو میری امید کے بدلے معاف کر دے۔

یحیٰی بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ جب آیت تَتَقُوا لَا كَذ تَحَوّ لاكَيْسَنَا اپنی

اُن سے نرم بات کہنا سُنتے تو فرماتے اے اللہ اگر تیرا یہ کلام اُس شخص کے بارے میں ہے جو اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا مدعی ہے تو اس شخص کے بارے میں تیری کیسی نرمی ہوگی جو تیرے ساتھ کسی شے کا شرک نہیں کرتا بلکہ یقین کرتا ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تُو اکیلا ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔ آپ فرماتے تھے مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز مسلمانوں کا حساب مہربانی سے لے گا اور کفّار کا حساب اُس دن حجّت اور عدل کے ساتھ لے گا۔

پس اے دوست اسے یاد رکھ اور جب تک تو اس دنیا میں ہے بکثرت استغفار کر کیونکہ اس سے جبّار کا غصّہ فرو ہوتا ہے، اور جب تو وہ امور بجا لائے جن کے متعلق شریعت میں گناہوں کا کفّارہ ہونا وارد ہے تو بھی اپنے گناہوں کی معافی کا یقین نہ کر، کیونکہ بسا اوقات تو اُن امور کی شرائط کو پورا نہیں کرتا۔ اور یاد رکھ کہ مومن کو اُس وقت تک اطمینان نہیں ہوتا جب تک کہ وہ جنّت میں داخل نہ ہو جائے، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۱۰۷۔ امر بالمعروف

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ
لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے اور برائی سے روکتے اگرچہ وہ خود اس پر عمل نہ
کریں اور برائی سے نہ رکیں۔ اس خلق سے آج کل بہت سے لوگ خالی ہیں
جو کسی شیخِ صادق کی بیعت ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امر بالمعروف وہی کر
سکتا ہے جو خود تمام گناہوں سے تائب ہو اور ہم لوگ تو گناہوں میں غرق ہیں۔
یہ قول علمائے عاملین کے خلاف ہے۔

حدیث نبوی | حدیث شریف میں آیا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کیا کریں خواہ خود اس پر پوری طرح کاربند ہوں یا نہ ہوں؟ آپ
نے فرمایا ہاں امر بالمعروف کرو خواہ خود اس پر کاربند نہ ہو اور نہی عن المنکر
کرو خواہ خود اس سے پوری طرح باز نہ رہ سکو۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص برائی سے
روکے اور فاسقوں سے دلی عداوت رکھے اور جب محرماتِ الٰہی کی پروا
نہ کی جائے تو ناراض ہو تو اللہ تعالےٰ بھی اس کے واسطے ناراض ہوتا ہے۔

حفص بن حمید رحمہ اللہ تعالےٰ سے کسی نے کہا کہ سفیان ثوری کو کس
بات نے اس اعلےٰ درجہ تک پہنچا دیا حالانکہ ان کے زمانے میں بہت سے لوگ
ایسے تھے جو علم و عبادت میں ان سے کم نہ تھے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ

پر رحم کرے ان کو مواضع حق میں نافرمانوں کو حقیر جاننے اور ان کی رعایت نہ کرنے نے اعلےٰ درجہ تک پہنچایا ہے۔ ربسا اوقات جب آپ کوئی برائی دیکھتے اور اسے روک نہ سکتے تو مارے غصہ کے خون کا پیشاب کرنے لگتے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے صالح وہ ہوگا جو نہ تو امر بالمعروف کرے اور نہ کسی کو برائی سے روکے، پس لوگ کہیں گے ہم نے اس سے نیکی ہی نیکی دیکھی ہے کیونکہ اس نے کبھی اللہ تعالےٰ کے لئے غضب نہیں کیا۔

مومن کے مصائب | یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے دنیا میں مومن کے لئے تین مصیبتیں ہیں، اس کی نماز کا فوت ہونا، اس کے نیک دوست کا مرنا اور اسلام میں بدعت کا پیدا ہونا۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس میں برائی کو برا کہنے والے تمام لوگوں کے دسویں حصے سے بھی کم ہوں گے اس کے بعد یہ دسواں حصہ بھی چلا جائے گا تو پھر کوئی بھی برائی کو برا کہنے والا نہ رہے گا۔

اویس قرنی رضی کا قول | اویس قرنی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مومن کا حق پر قائم ہونا اس کے لئے دنیا میں کوئی دوست نہیں چھوڑتا اور جب بھی کوئی شخص لوگوں کو نیک بات کی ہدایت کرتا ہے اور برائی سے روکتا ہے تو اس کو بڑی بڑی تہمتیں لگاتے ہیں اور اس کی عزت خراب کرتے ہیں۔

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت الفردوس خاص اس شخص کے لئے ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے۔

وہیب بن ورد رحمہ اللہ تعالےٰ آیت دَحَیْلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَمَا کُنْتُ

(اور جہاں کہیں بھی ہوں مجھے مبارک بنایا ہے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یعنی آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو کوئی سنے کہ فلاں شخص فعل بد کا مرتکب ہے اور پھر وہ اسے نہ روکے تو قیامت کے روز وہ کٹے ہوئے کانوں والا بہرا ہوگا۔

جریر بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے کسی قوم میں ذی عزت لوگ اگر ایسی برائی کو نہ روکیں جس پر وہ قدرت رکھتے ہوں تو اللہ تعالے ان کو ذلیل کر دیتا ہے۔

ابو درداءؓ کی نصیحت | ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ اللہ تعالے تم پر کوئی ظالم سلطان مسلط کر دے گا جو نہ تمہارے کسی بڑے کی عزت کرے گا اور نہ چھوٹوں پر رحم کرے گا، پھر تم میں سے نیک لوگ اس پر بد دعا کریں گے مگر وہ قبول نہ ہوگی، اور تم امداد طلب کرو گے تو تمہاری امداد نہ ہوگی اور استغفار کرو گے تو وہ بھی منظور نہ ہوگی۔

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو میں نے ان کو متفکر اور غمگین دیکھا۔ میں نے دریافت کیا یا امیر المومنین آپ مغموم کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میں کوئی گناہ کر بیٹھوں اور تم میں سے کوئی بھی میری تعظیم کے خیال سے مجھے فعل بد سے نہ روکے۔ حذیفہؓ نے فرمایا بخدا اگر ہم آپ کو حق سے دور دیکھیں گے تو ضرور روکیں گے اور اگر آپ نہ رکے تو آپ کو تلوار سے قتل کر دیں گے۔ پس حضرت عمرؓ خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے میرے دوست ایسے بنائے ہیں کہ اگر میں کجروی کروں گا تو مجھے سیدھا کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے یوشع بن نون علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں تیری قوم سے چالیس ہزار نیک آدمی اور ساٹھ ہزار بدکار ہلاک کروں گا، یوشع علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ! بدکار تو ہلاک ہوئے مگر نیک کیوں ہلاک ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیونکہ وہ میری ناراضگی کے مواقع پر ناراض نہیں ہوتے بلکہ اُن لوگوں کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں۔

نافرمانوں سے مخالطت | ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اس امت میں سے بعض لوگ قیامت کو بندر اور خنزیر کی شکل میں اٹھیں گے کیونکہ وہ نافرمانوں سے میل جول رکھتے ہیں اور ان کو روکتے نہیں حالانکہ وہ انہیں روکنے کی قدرت رکھتے ہیں (میں کہتا ہوں) جب نافرمانوں سے مخالطت کرنے والوں کا یہ حال ہو حالانکہ وہ خود فاعل نہیں ہیں تو اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جن کے اعضا گناہ سے نہیں رکتے؛ ہم اللہ تعالیٰ سے اُس کی مہربانی طلب کرتے ہیں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ بازار میں جاتے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرماتے تھے، پھر اس کو ترک کر دیا لوگوں نے اس کا باعث دریافت کیا تو آپ نے فرمایا دین میں ایک رخنہ ہوا تھا جس کو ہم نے بند کرنا چاہا لیکن اب تو سمندر چل نکلا ہے اس کے روکنے کی کون طاقت رکھتا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے کہا آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیوں نہیں کرتے، آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں ایسا کروں تو مجھے اس کی وجہ سے تکلیف پہنچے جس کو میں برداشت نہ کر سکوں اور مجھے اپنے امر بالمعروف کرنے پر نادم اور رنجیدہ ہونا پڑے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو فرماتے تھے کہ تم میری اقتدا نہ کرو ورنہ ہلاک ہو گے کیونکہ میں ایک مداہن، نیک و بد عمل کو ملانے والا

اور گناہگار شخص ہوں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ایک بڑا گناہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کو بطور نصیحت کہے کہ تو اللہ سے ڈر، اور وہ اس کا جواب دے کہ تو اپنے آپ کو سنبھال۔

امر بالمعروف کہاں لازم ہے؟ | سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جس کام پر امت کا اتفاق ہو جائے اس میں امر بالمعروف کرنا لازم ہے اور جس میں علماء کا اختلاف ہو اس میں لازم نہیں۔

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ لوگوں پر عنقریب ایک زمانہ آئیگا جس میں لوگوں کی صحبت گدھے کے مردار کے مانند ہوگی بلکہ ان کے نزدیک گدھے کا مردار، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے مومن کی ہم نشینی سے زیادہ پسندیدہ ہوگا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ آج کل زمانے میں کوئی ایسا شخص نہیں جس سے لوگ شرمندہ ہوں۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیونکر؟ آپ نے فرمایا انسان اس سے شرمندہ ہوتا ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اور جو ایسا نہ کرے اس کی ہیبت نہیں ہوتی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص میرے پاس میرے عیوب کا تحفہ لاتے ہیں اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا طالب ہوتا ہوں۔

ایک عالم کی حکایت | مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عالم لوگوں کو وعظ سنایا کرتا تھا۔ اس کے گھر مرد و زن جمع ہوتے اور وعظ سنتے۔ اس عالم کا ایک نوجوان لڑکا تھا، اس نے ایک دن ایک

خوبصورت عورت کی طرف اشارہ کیا جو اس کے باپ نے دیکھ لیا اور کہا اے بیٹے صبر کر، راوی کہتا ہے کہ وہ اپنے تخت سے فوراً منہ کے بل گر پڑا یہاں تک کہ اس کے بعض جوڑ بھی ٹوٹ گئے، پس اللہ تعالٰے نے اس وقت کے نبی کو وحی فرمائی کہ فلاں عالم کو خبر کر دو کہ میں اس کی نسل سے کبھی صدیق پیدا نہیں کروں گا، کیا میرے لئے صرف اتنا ہی ناراض ہونا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو کہہ دے اے بیٹے صبر کر۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے تھے کہ جب تم کسی شخص کو ہمسایوں کا محبوب اور لوگوں کے نزدیک نیک دیکھو تو جان لو کہ وہ مداہن ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب کوئی آدمی مرجائے اور ہمسائے اس کو برا نہ کہیں تو سمجھ لو کہ وہ مداہن تھا، (میں کہتا ہوں) فی الحقیقت مداہن وہ ہے جو لوگوں کو ایسی باتوں سے خوش کرے جن سے اس کے دین میں خلل ہو، جیسا کہ مدارات لوگوں کو ایسی باتوں سے راضی کرنا ہے جن سے اس کی دنیا کو نقصان پہنچے۔ پس پہلی صورت حرام ہے اور دوسری مستحب۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے تھے مروی ہے کہ اللہ تعالٰے نے فرشتوں کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں فلاں گاؤں پر عذاب کرو تو فرشتوں نے بڑی عاجزی سے التجا کی کہ اے اللہ اس میں فلاں عابد تیرا نیک بندہ ہے۔ اللہ نے فرمایا اسے عذاب دے کر مجھے اس کی زاری سناؤ کیونکہ اس کا چہرہ میرے محرمات کو دیکھ کر کبھی متغیر نہیں ہوا۔

لقمانؑ کا قول | لقمان علیہ السلام فرماتے تھے یہ جھوٹ ہے کہ برائی برائی سے رکتی ہے، اگر یہ سچ ہوتا تو آگ آگ سے بجھائی جاتی، کیا ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو بجھا سکتی ہے، بلکہ برائی نیکی ہی سے رکتی ہے جیسے آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے۔

ابواسحاق فزاری رحمۃ اللہ تعالےٰ ہارون رشید کے پاس گئے۔ یہ بات یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ تعالےٰ کو معلوم ہوئی تو آپ نے ابواسحاق کو برا کہا اور فرمایا تم اُس شخص کے پاس کیونکر گئے جس کے ہاں حریری فرش بچھے ہیں؟ ابواسحاق نے کہا اے یوسف تمہیں صرف حریر کی خبر پہنچی ہے، غولی، زنا اور لوگوں کے مال کہاں گئے؟ کیا ہوا ہم تو اُس کے پاس ایک ضرورت کو گئے تھے رچنانچہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی عالم کسی ظالم کے پاس جائے مگر اس سے کسی قسم کا سوال نہ ہو تو وہ راحت میں ہے، مجھ سے بھی کسی بات کا سوال نہ ہوا اور میں اُس کے پاس بیٹھا رہا۔ اگر مجھ سے سوال ہوتا کہ یہ فرش حرام ہے تو میں کہہ دیتا کہ ہاں حرام ہے (میں کہتا ہوں) یہ جواب محلِ نظر ہے۔ واللہ اعلم۔

سفیان ثوری کا قول | سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالےٰ سے کسی نے کہا کیا وہ شخص بھی امر بالمعروف کرے جسے یقین ہو کہ اُس کی بات قبول نہ ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا ہاں تاکہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ معذور ہو جائے۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے نیکی روتی ہوئی چلی گئی اور برائی ہنستی ہوئی آئی۔ پھر یہ اشعار پڑھتے

ذھب الرجال المقتدیٰ بفعالھم ۔۔۔ والمنکرون لکل امرٍ منکر

وبقیت فی خلفٍ یزکی بعضھم ۔۔۔ لبعضا لیدفع معوز عن معود

(ترجمہ) جن لوگوں کے افعال کی پیروی ہوتی تھی اور جو ہر بری بات کو برا سمجھتے تھے سب گذر گئے۔ ان کے بعد ایسے لوگ رہ گئے ہیں جو ایک دوسرے کی صفائی کرتے ہیں تاکہ ایک بدباطن دوسرے سے رکا رہے۔

پس اے دوست ان خصلتوں کو اپنے آپ پر جانچ تاکہ تجھے معلوم ہو کہ تو بھی برائی کو برا جانتا ہے یا نہیں؟ اور کیا تو اُن لوگوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالےٰ

محبوب رکھتا ہے یا نہیں؟ اور کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی امداد کی ہے یا اسے بلا مدد چھوڑ رکھا ہے؟ حالانکہ تجھے گمان ہے کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہونے کی حیثیت سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف پکارتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد علمائے امت کو اپنی شریعت کا امین بنایا ہے۔ آج کل اکثر لوگوں نے اپنے افعال و اقوال اور برائی پر خاموش رہنے سے شریعت مطہرہ کو بے مدد چھوڑا ہوا ہے فلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

تکبر

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے اعمال پر فخر اور تکبر بالکل نہ کرتے بلکہ وہ اپنے آپ کو اعمالِ صالحہ ہی پر مستحقِ عذاب خیال کرتے چہ جائیکہ برائیوں پر، کیونکہ وہ اپنے اعمال میں اللہ تعالےٰ کی بے ادبی پر نظر رکھتے تھے۔ مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے کہ کتنے چراغ ہیں جن کو ہوا گل کرتی ہے اور کتنی عبادت ہے جس کو تکبر خراب کرتا ہے۔

وہب بن منبہؒ کا قول وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وہ ساعت جس میں انسان اپنے آپ کو ذلیل خیال کرے اُس کے لئے ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

ابوعبداللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ انسان کو عبادات میں سخت نقصان دینے والی وہ چیز ہے جو بداعمالیوں کو بھلا دے اور صالحات کی یاد دلائے جس سے وہ شخص تکبر اور غرور میں لوگوں کے درمیان بڑھ جائے گا اور آخرت میں نیکی و ثواب سے بالکل محروم جائے گا حالانکہ وہ اپنے آپ کو صالحین میں شمار کرتا ہے۔

شعبی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے مروی ہے پہلے زمانہ میں ایک آدمی تھا کہ جب وہ چلتا تھا تو اُس کی بزرگی کے باعث اس پر بادل سایہ کرتے تھے۔ ایک شخص نے اسے دیکھا تو کہا بخدا میں بھی اُس کے سایہ میں چلوں گا شاید مجھے بھی اس کی برکت حاصل ہو۔ راوی کہتا ہے کہ اُس آدمی نے جب لوگوں کو اپنے سایہ میں چلتے دیکھا تو دل میں غرور کیا۔ پھر جب دونوں آپس میں جدا ہوئے تو

سایہ دوسرے شخص کے ساتھ چلا گیا۔

علاماتِ صدق | امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے صدقِ توبہ کی علامت یہ ہے کہ تُو خدا کے سامنے اپنے گناہ کا اقرار کرے، اور تیرے اخلاصِ عمل کی علامت یہ ہے کہ تکبر کو چھوڑ دے، اور صدقِ شکر یہ ہے کہ تو اپنی تقصیر کا اعتراف کرے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ جب منبر پر خطبہ کہتے تو تکبر سے ڈر کر اپنے کلام کو ایسی طرف بدل دیتے جس میں تکبر نہ ہو، اور جب کوئی خط لکھتے اور اس میں تکبر کا خیال پیدا ہوتا تو اسے پھاڑ دیتے اور فرماتے اے اللہ میں تجھ سے اپنے نفس کی بُرائی کی پناہ مانگتا ہوں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ جب اپنا حلقۂ درس وسیع ہوتا دیکھتے تو خوف زدہ ہو کر جھٹ اٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے واللہ ہم اپنی لاعلمی سے گرفتار ہو چلے تھے۔ راوی کہتا ہے ایک دن لوگوں نے اصرار کیا اور کہا تیرے جیسے نیک آدمی کو ایسی باتوں کا خوف نہیں ہوتا، آپ نے فرمایا میں ایسی باتوں سے دیگر لوگوں کی نسبت زیادہ ڈرتا ہوں کیونکہ میں اپنے رذیل اخلاق سے واقف ہوں، بخدا اگر مجھ کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایسی مجلس میں بیٹھا دیکھتے تو مجھے دُرّے لگاتے اور اٹھا دیتے اور فرماتے کہ تُو اس لائق نہیں ہے۔

مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے اگر میں تمام رات سوؤں اور صبح کو اپنے سونے پر نادم ہوں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں رات بھر قیام کروں اور صبح کو سونے والوں پر اپنے آپ کو فضیلت دوں، اسلاف تکبر کے خوف سے لوگوں کی کثرتِ صیام و عبادت کے عیب نکالتے تھے اور فرماتے پہلے تم علم سیکھو پھر عمل کرو کیونکہ ہر عمل میں آدابِ شرعی ہوتے ہیں۔

حسن بصری رح کا قول | حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اگر بنی آدم کے تمام اعمال نیک ہوں تو تکبر انہیں ہلاک کر دیتا، مگر اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت سے ان کو اپنے نقائص دیکھنے میں مبتلا کر رکھا ہے۔

ایک دفعہ ایک آدمی نے ابراہیم التیمی رحمہ اللہ تعالےٰ سے کہا اے فقیہ آپ فلاں معاملہ میں کیا کہتے ہیں؟ ابراہیم رح نے جواب دیا جس زمانہ میں میں فقیہ بنا تھا وہ زمانہ بہت برا ہے۔

حذیفہ المرعشی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے اگر تجھے اس بات کا ڈر نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ تجھے سب سے افضل عمل کے بدلے عذاب دے گا تو تو ہلاک ہو جائے۔

رابعہ عدویہ رحمہا اللہ تعالےٰ فرماتی تھیں مجھے اکثر ثواب کی امید اس وقت ہوتی ہے جب میں اپنے نیک اعمال کو کم خیال کرتی ہوں۔ یعنی اس وقت محض اللہ تعالےٰ کے فضل و احسان پر اعتماد ہوتا ہے نہ کہ اعمال پر۔

حسان بن سنان رحمہ اللہ تعالےٰ امراء کے ملازموں سے اپنے حق میں دعا کروایا کرتے۔ کسی نے آپ کو اس کے متعلق کہا تو آپ نے فرمایا ممکن ہے کہ ان میں سے کسی میں کوئی نیک خصلت ہو جو اللہ تعالےٰ کو پسند ہو اور شاید مجھ میں کوئی عادت ایسی ہو جو اللہ تعالےٰ کو ناپسند ہو، نیز ممکن ہے کہ میں اپنے آپ کو اس سے اچھا سمجھوں اس لئے وہ مجھ سے بہتر ہو۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ جب بیمار ہوئے تو لوگوں نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چوتھی جگہ میں دفن کرنے کا مشورہ دیا۔ راوی کہتا ہے کہ آپ ان کی بات سن کر کانپنے لگے اور فرمایا بخدا اگر اللہ تعالےٰ مجھ کو دوزخ میں ڈالے تو مجھے یہ اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ اللہ تعالےٰ میرے دل میں یہ خیال ڈالے کہ میں اپنے آپ کو اس جگہ کے قابل سمجھوں۔

تکبر کی حقیقت | ابنِ سماک رحمہ اللہ تعالےٰ سے تکبر کی حقیقت دریافت کی گئی۔ آپ نے فرمایا تیرا اپنے اعمال کے ذریعے اپنے آپ کو لوگوں سے بڑا جاننا اور جس کسی کو عمل میں سست دیکھے اُس کو حقیر جاننے کا نام تکبر ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ بکثرت عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک دن کسی نے آپ سے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بہت عبادت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اپنی عبادت کو وہی زیادہ خیال کرتا ہے جو اللہ تعالےٰ سے جاہل ہو، کیونکہ ملائکہ اُس کی عبادت میں ایک لمحہ بھی سست نہیں ہوتے اور اگر وہ اپنے اعمال کو کثیر خیال کرنے لگیں، تو اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ کبھی اپنی بارگاہ سماوی میں اُن کو جگہ نہ دے۔ لیکن اس قدر عبادت کے باوجود وہ عرض کرتے ہیں سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ (اے اللہ تو پاک ہے ہم نے کما حقہٗ تیری عبادت نہیں کی)۔

میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ کو کہتے سنا ہے کہ اگر تمہیں یہ ڈر نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ تیرے نیک اعمال میں نقص کے بدلے تجھے ہلاک کرے گا چہ جائیکہ تجھ سے گناہ ہوں تو تو ہلاک ہو جائے۔

یزید بن ہرون رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے میں نے شب بیداری میں غور کیا تو دیکھا کہ چوکیدار تمام رات دو دانگ کے بدلے نگہبانی کرتے ہیں، تو کیا تم ایک رات کی عبادت کے بدلے جنت چاہتے ہو پھر ایسی عبادت کے ساتھ کہ شاید وہ دو دانگ کے برابر بھی نہیں اور اکثر اس میں اللہ پر احسان بھی رکھتے ہو۔

علما کا تکبر | فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ علماء اور قُرّاء کا ریا اور نفاق سے خالی ہونا کبریت احمر سے بھی کمیاب ہے کیونکہ وہ اپنے متعلق لوگوں کا یہ قول کہ فلاں کتنا بڑا عالم ہے۔ یا قرآن مجید کتنی اچھی آواز سے پڑھتا ہے سنتے ہیں تو تکبر سے بھر جاتے ہیں اور اگر لوگ کہیں کہ فلاں عالم نہیں ہے یا اُس کی آواز اچھی

نہیں تو یہ بات ان پر نہایت شاق گزرتی ہے اور وہ رنج سے قریب المرگ ہو جاتے ہیں یہ ریا کی بڑی بھاری علامت ہے، پھر دکھاوے اور شہرت کے لئے وہ خود اپنی تعریف کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

سری سقطی رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جس شخص کا اپنے متعلق یہ خیال ہو کہ وہ نیک بخت ہے تو وہ ایسے اگ ہیں سے ہے جن کو ان کے برے اعمال مزین کر کے دکھائے جاتے ہیں، اور جو شخص اپنے کو ہلاکت کا مستحق نہ خیال کرے وہ ہلاک ہونے والا ہے۔

ایک آدمی نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالےٰ سے کہا کہ اما میں اپنے آپ کو اس شخص سے تو نیک سمجھتا ہوں جس نے تیرے سامنے ناحق خون کیا ہو۔ عبداللہ نے جواب دیا کہ تیرا اپنے نفس پر مطمئن ہونا اس شخص کے خون ناحق سے زیادہ برا ہے۔

خود پسند شخص نقصان میں ہے | بشر حافی رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جب تم کسی شخص کو جھگڑالو، علم کے سبب بحث کرنے والا اور خود پسند دیکھو تو جان لو کہ وہ کافی نقصان اٹھا چکا ہے۔

ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جو شخص اپنے اعمال پر اترائے وہ قدری ہے کیونکہ اگر وہ اعمال کو اللہ تعالےٰ کی مخلوق جانتا تو تکبر نہ کرتا (میں کہتا ہوں) یہ نیک اعمال کی نسبت ہے ورنہ اعمال بد پر تو نفس کو تسلی دینا جائز نہیں بلکہ ان سے توبہ، ندامت اور استغفار کرنی واجب ہے۔ واللہ اعلم

عطا سلمی رحمۃ اللہ تعالےٰ کے پاس گھر کا کام کرنے کو مخنث تھے جو آپ کو وضو بھی کروایا کرتے تھے کسی نے کہا کیا آپ کو ان سے گھن نہیں آتی کہ یہ لوگ آپ کے گھر میں ہوں؟ آپ نے فرمایا بخدا میرے خیال میں وہ مجھ سے زیادہ پاکباز

اور گناہوں میں کم اور ریا و نفاق میں ادنیٰ درجہ رکھنے والے ہیں تو میں ان سے کیونکر گھن کروں ؟

ابان بن عیاش رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے عمل میں رخصت کو خود پسند اور صاحب ہوئی کے سوا کوئی برا نہیں سمجھتا، چونکہ رخصت کے فاعل کی کوئی تعریف نہیں کرتا لہذا اس پر تکبر بھی نہیں ہو سکتا۔

حضرت عمرؓ کی دعا | حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تکبر سے نہایت گھبراتے جب لوگ آپ کی تعریف کرتے تو یوں دعا کرتے ۔ اَللّٰھُمَّ اجعلنی خیرا مما یقولون واغفرلی مالا یعلمون، (یعنی اے اللہ جیسے یہ کہتے ہیں مجھے اس سے بھی اچھا کر دے اور جن امور سے یہ ناواقف ہیں وہ معاف کر دے)۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب لوگ آپ کی تعریف کرتے تو یوں دعا کرتے اللّٰھُمّ انی اَعُوذُ بک من شرّ ما یقولون واسألک ان تغفرلی مالا یعلمون، یعنی اے اللہ جو کچھ یہ کہتے ہیں مجھے اس کی برائی سے بچا اور جو کچھ میرے بارے میں یہ نہیں جانتے وہ مجھے بخش دے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک آدمی نے کہا اے امّ المومنین آدمی اپنے آپ کو کب نیک جان سکتا ہے ؟ آپ نے فرمایا جب اسے یقین ہو جائے کہ وہ برے لوگوں میں سے ہے اس نے عرض کی کہ آدمی اپنے آپ کو برا کب جانے ؟ آپ نے فرمایا جب اپنے آپ کو نیک سمجھنے لگے۔

مروی ہے بکر بن عبد اللہ المزنیؒ اور مطرف بن عبد اللہ جب عرفات میں گئے تو مطرف نے دعا کی کہ اے اللہ میری وجہ سے آج ان لوگوں کو نامراد نہ لوٹائیو، اور بکرؒ کی دعا تھی یہ جگہ کیا ہی مبارک ہے اور دعا کے لئے کیسی قبولیت کی امید گاہ ہے اگر میں ان لوگوں کے درمیان نہ ہوتا۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ بہت سے لوگ کسی سے اپنی تعریف سن کر ہلاک ہو جاتے ہیں اور بہت سے لوگ اس پر احسان کرنے کے باعث بُرائی میں بڑھ جاتے ہیں۔

فقراء کا تکبر یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے بہت سے فقراء کو تکبر یہاں تک پہنچا دیتا ہے کہ کہنے لگتے ہیں اگر میرے سامنے جنّت کی حور بھی لائی جائے تو بھی میں اللہ تعالےٰ سے غافل ہو کر اس کی طرف التفات نہ کروں، لیکن اگر وہ دُنیا کی کسی لونڈی کو دیکھ لیں تو ان کا دل اُس کی طرف میلان کی وجہ سے اِس قدر شور برپا کرتا ہے کہ اس کی آواز عرش تک پہنچ جاتی ہے۔ واللہ وہ گناہ جس میں اللہ تعالیٰ سے معافی کی ضرورت پڑے تمہارے لئے اُس عبادت سے اچھا ہے جس سے تو لوگوں پر فخر کرے۔

محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالےٰ اپنے زمانے کے عابدوں کو فرماتے افسوس ہے کہ تمہارے اعمال ہیں، باوجود قلت کے تکبر گھس گیا ہے حالانکہ تم سے پہلے لوگ اپنے کثیر اعمال پر بھی تکبر نہیں کرتے تھے، بخدا تم متقدمین کے اعمال کے مقابلہ میں محض کھیل کود کرنے والے معلوم ہوتے ہو۔

پس اے دوست اس میں غور کر اور اپنے نفس کی پوری پوری تفتیش کر، اکثر اوقات تو ترکِ تکبر میں بھی تکبر کرتا ہے اور اُس وقت متکبر سے بھی بدتر ہو جاتا ہے، پس اس کو اچھی طرح سمجھ لے اور اپنے آپ کو کسی مسلمان سے برتر خیال نہ کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۲۴۔ ترکِ شہوات

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ عبادات اور ترکِ شہوات میں نہایت مجاہدہ کرتے اور اس کے بعد مرتے دم تک شہواتِ نفسانی کو اچھی نگاہ سے نہ دیکھتے، اس مسئلہ پر تمام صوفیۂ کرام کا اجماع ہے، پس جس کسی نے اس میں ان کی مخالفت کی اس نے اجماع کو توڑ دیا اور یہ حرام ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جس کے بغیر واجب پورا نہ ہو سکے وہ بھی واجب ہے۔

مجاہدۂ نفس صوفیہ کا قول ہے کہ جس شخص کا یہ گمان ہو کہ مجاہدۂ نفس کے بغیر کوئی مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے، اس نے محال کے حصول کا قصد کیا۔ نیز مروی ہے کہ خرقِ عادات آدمی سے اس وقت ظہور میں آتی ہیں جب وہ لوگوں سے عبادتوں میں آگے بڑھ جائے کیونکہ کرامت معجزہ کی شاخ ہے پس جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم عبادات اور معجزات کی کثرت سے ممتاز تھے ایسے ہی ولی سے بھی کرامت اسی وقت ظاہر ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے ہمعصروں سے سعی اور عبادات میں سبقت لے جائے۔

حدیث شریف میں ہے المجاھد من جاھد نفسہ فی اللہ عز وجل یعنی مجاہد وہ ہے جو اللہ عزوجل کے لئے اپنے نفس سے مجاہدہ کرے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اوّل اوّل تم جس جہاد سے انکار کروگے وہ جہادِ نفس ہوگا۔

حقیقی دشمن کون ہے؟ ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تیرا دشمن وہ نہیں ہے جس کے قتل کرنے پر تجھے اللہ اجر دے بلکہ تیرا دشمن وہ ہے جو تیرے پہلو میں ہے

یعنی نفس) اور وہ بیوی جس سے تو ہمبستری کرتا ہے (اور وہ بیٹا جو تیرے صلب سے پیدا ہوتا ہے، یہ سب تیرے غالب ترین دشمن ہیں۔

حضرت القاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے پہاڑوں کو ناخنوں سے کرید کر ٹکڑے ٹکڑے کر دینا خواہش کی مخالفت سے بہت آسان ہے جب کہ وہ نفس میں جگہ بنا لے۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ساٹھ شیطان اتنا فساد برپا نہیں کرتے جتنا کہ برا دوست ایک لحظہ میں کرتا ہے اور ساٹھ برے دوست اتنا فساد برپا نہیں کرتے جتنا کہ نفس ایک لحظہ میں کرتا ہے (جب تمام امور انسان کی خواہش کے موافق ہوں تو اس کے نفس کی طرف سے ضرور خلل آ جاتا ہے۔ تمام مذاہب کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی رضا نفس کے مکروہات میں ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تمام دنیا عجائب سے بھری ہوئی ہے اور سب سے عجیب بات ہمارے اور ہمارے بیٹوں کے نفوس کا آگ سے نجات پانا ہے (وہ شخص آگ سے کیونکر نجات پا سکتا ہے جس کے تمام اعمال آگ کی طرف لے جانے والے ہوں)۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ایک زاہد کو تیر لگا جس سے وہ ذبح ہو گیا، تو کہنے لگا شکر ہے خدا کا جس نے میرا بدلہ میرے نفس سے لیا ہے، اس نے مجھے کئی بار ذبح کیا ہے۔

سعادت کا راز | یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے مجھے اب اپنی شقاوت معلوم ہو گئی، لوگوں نے پوچھا یہ کیونکر؟ آپ نے فرمایا کہتے ہیں کہ آدمی کی سعادت یہ ہے کہ اس کا دشمن عقل مند ہو مگر میں دیکھتا ہوں کہ میرا دشمن بے عقل ہے۔ سوال ہوا کہ آپ کا دشمن کون ہے؟ آپ نے فرمایا میرا نفس۔ کسی نے کہا آپ تو بحمد اللہ عقلمند ہیں سفر بابا ہیں کیونکر عقل مند نہیں جبکہ میں جنت کو ایک بار کی نیند یا ایک

لقمہ یا ایک کلمہ کے عوض فروخت کرتا ہوں۔

بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خواہش، نفس میں مخفی ہے اس کے اتباع سے مامون نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ (کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے)

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ہم آج کل کسی کو سنّت کے موافق عمل کرتے نہیں دیکھتے بلکہ عالم، جاہل، عابد، زاہد، بوڑھے، جوان سب اپنی خواہش کے موافق عمل کرتے ہیں۔ یہ سب کے سب اس لئے عمل کرتے ہیں کہ خدا کے ہاں یا لوگوں میں ان کی تعریف ہو۔ ایسے ہی لوگ گناہوں کو لوگوں کے نزدیک حقیر سمجھے جانے کے خوف سے چھوڑتے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے۔ ہم میں سے ایسا کون ہے کہ اگر لوگوں میں اس کا بُرا ذکر ہو تو وہ ذکر کرنے والے کو بُرا نہ جانے، واللہ ہم نے مداہنت کے طور پر صلح کر رکھی ہے اور ہم محض زبان سے دوست ہیں اور دلوں میں عداوت رکھتے ہیں، اور علم کو عمل کے لئے نہیں بلکہ زینت اور فخر کے لئے اور لوگوں پر سردار بننے کی غرض سے حاصل کرتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم ہی دوزخ میں جلیں گے۔

حضرت داؤدؑ کو وحی | مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد اگر مجھے دوست بنانا چاہتا ہے تو اپنے نفس سے عداوت کر اور اس کی عداوت کے ساتھ مجھے دوست بنا۔

عبد العزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ جب ہمارے درمیان سلف کے احوال کا تذکرہ ہوتا ہے تو ہم سب کو فضیحت ہوتی ہے۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے واللہ اگر گنہگار کے پاس سے بو آئے تو تم میں سے کوئی بھی میری بدبو کے باعث میرے پاس نہ بیٹھ سکے

عطاء سلمی رحمہ اللہ تعالےٰ کے شہر میں جب کوئی جھگڑا، قحط، تباہی یا بلا آتی تو فرماتے یہ سب کچھ عطاء کے گناہوں کی شامت ہے، اگر عطاء مر جائے تو لوگوں کو راحت ہو جائے۔

سفیان بن عیینہؒ کا قول | سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے بندے کے لئے مناسب ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک سب سے افضل ہو اور اپنی نظر میں سب سے برا۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جو شخص کسی درجہ کا دعوےٰ کرے وہ اُس درجہ سے گر جاتا ہے۔ آدمی جب اعلےٰ درجہ میں ہو تو اُس کا حق ہے کہ اپنے نفس کو حقیر جانے۔

ابو معاویہ اسود رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے میرے دوستوں میں سے جو مجھے اپنے پر فضیلت دے وہ مجھ سے افضل ہے۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس جب کوئی بیٹھتا اور اس سے آپ کی طبیعت گھبرانے لگتی تو آپ اپنے نفس کو تنبیہ کرتے اور کہتے تجھے نیک لوگوں کی صحبت پسند نہیں، جب تو نے اس شخص کو اپنے آپ سے اچھا دیکھا تو اس سے نفرت کی اور تجھے اُس کے پاس بیٹھنا مشکل ہو گیا۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ اکثر فرمایا کرتے تھے جو شخص کسی ریاکار کو دیکھنا چاہے وہ مجھے دیکھ لے، پھر اپنی داڑھی کو ہاتھ سے پکڑ کر روتے اور کہتے اے فضیل تو اپنی جوانی میں فاسق تھا، پھر کہولت میں ریاکار ہو گیا۔ واللہ فسق، ریا سے بدرجہا بہتر ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ کو "او ریاکار" کہہ کر پکارا، تو آپ نے اُس کو مخاطب کر کے فرمایا اے دوست تو نے میرا لقب معلوم کر لیا جس کو اہلِ بصرہ بھول گئے تھے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جس شخص کو یہ گمان ہو کہ اُسے اللہ سے محبت ہے پھر وہ اپنے نفس کو محبوب بنا تا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔

عابد کب کامل ہوتا ہے؟ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ عابد اُس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے اخلاص کو ریا نہ سمجھے۔ بھلا اگر مجھے خبر پہنچے کہ ابھی میرے پاس خلیفہ آرہا ہے پھر میں اُس کے آنے کی خاطر اپنی ڈاڑھی کو اپنے ہاتھ سے درست کروں تو مجھے ڈر ہے کہ میرا شمار منافقوں میں نہ ہو۔

اسلاف رضی اللہ عنہم کا شہوات کو ترک کر دینا کتاب و سنت کی دلیل پر تھا۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ شیطان لعین ایک دفعہ سلیمان بن داؤد علیہما الصلوٰۃ والسلام کے روبرو آیا۔ آپ نے اُس سے دریافت کیا کہ جب تو امت محمدی دیکھے گا تو ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ شیطان نے جواب دیا میں اُن کی نظر میں دنیا کو اس قدر مزین کروں گا کہ وہ درہم و دینار کو کلمہ توحید سے بھی زیادہ عزیز جانیں گے۔

وہیب ابن الورد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جو شخص شہوت پر غالب آئے وہ فرشتوں سے بھی اچھا ہے کیونکہ فرشتے محض عقل ہیں بغیر شہوت کے، اور جس پر شہوت غالب آجائے وہ جانوروں سے بھی بُرا ہے کیونکہ وہ محض شہوت ہیں بغیر عقل کے۔

احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جو شخص خواہشات کے مطابق کھاتا ہے اور پھر فرج کی حفاظت چاہتا ہے وہ خیالی گھر آباد کرتا ہے۔

ابو حازم رحمہ اللہ تعالےٰ جب قصاب کی دکان پر سے گزرتے تو قصاب کہتا گوشت لے جائیے میں آپ پر صبر کروں گا یعنی دام پھر لے لوں گا، لیکن آپ فرماتے مجھے اپنے آپ ہی پر صبر کرنا بہتر ہے۔

زاہدوں کی جنگ خواہشات کے ساتھ ہوتی ہے | یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ زاہدوں کی جنگ خواہشات کے ساتھ ہوتی ہے اور تائبوں کی جنگ گناہوں کے ساتھ، جو شخص اپنے آپ کو آگ سے بچانا چاہے اُسے دنیا میں اپنی تمام آرزوئیں ترک کر دینی ضروری ہیں۔

عتبہ غلام رحمہ اللہ نے ایک دن عبدالواحد بن زید رحمہما اللہ تعالیٰ سے کہا فلاں شخص اپنے آپ کو چند ایسے اخلاق سے موصوف بتاتا ہے جن کو ہم نہیں جانتے حالانکہ وہ ہمارے نزدیک سچا بھی ہے، پس اس کا کیا سبب ہے کہ ہم اُس کے حال کو نہیں سمجھ سکتے؟ انہوں نے کہا اس لئے کہ وہ بغیر سالن کے روٹی کھاتا ہے اور تم سالن کے ساتھ کھاتے ہو اور روٹی کے علاوہ جو کچھ بھی کھایا جائے وہ خواہش نفسانی کی دلیل ہے

ابوالعباس موصلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جس شخص کا یہ گمان ہے کہ خواہش کے مطابق کھانا مضر نہیں ہے اُس نے اللہ تعالیٰ پر بڑا بہتان لگایا۔

دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے یہ محال ہے کہ کسی کو عبادات میں لذت معلوم ہو جب کہ وہ خواہش کے مطابق کھاتا ہو۔

ترکِ طعام | طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ مریض کو کم کھانے کی نصیحت کرتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ نے بیمار اور تندرست کے لئے ترکِ طعام سے بڑھ کر کوئی دوا پیدا نہیں کی اور ہر بیماری کھانے ہی کی وجہ سے آتی ہے، اسی لئے فرشتے بھی بیمار نہیں ہوتے کیونکہ وہ کھاتے کچھ نہیں۔

ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی محل یا باغ وغیرہ کو دیکھے اور اس کی تعریف کرے تو اُس کی تعریف کے مطابق اُس کی عقل کم ہو جاتی ہے۔

وہیب بن ورد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص نفس کی خواہش کے مطابق کھاتا ہے وہ دنیا و آخرت میں ذلت کے لئے تیار رہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے نفس کی خواہشات اس کے لئے آگ ہیں۔ لذات اس کا ایندھن اور بھوک اس آگ کے بجھانے کا پانی ہے۔

یحییٰ بن زکریا علیہما الصلوٰۃ والسلام تمام لوگوں سے زیادہ طیّب کھانا کھانے والے تھے، لیکن وہ کیا کھاتے تھے ٹڈی اور درخت خرما کا گودا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطّاب رضی اللہ عنہ اپنے نفس کو بھوکا رکھ کر اس کو مارتے اور فرماتے کہ تیری خوراک آگے چل کر ہے۔

بشر بن السری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اگر میں اپنے صبح شام کے کھانے سے ایک ذرّہ بھی چھوڑ دوں تو یہ میرے نزدیک عابدوں کی عبادت، نمازیوں کی نماز، حاجیوں کے حج، روزے داروں کے روزے اور مجاہدین کے جہاد سے بہتر ہے۔

صائمین کا مذہب بھوک ہے | یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ تمام صائمین کا مذہب بھوکا رہنا ہے۔ پس جو اس مذہب سے پھر اوہ فاسقوں میں سے ہے ہم نے علماء کو دیکھا ہے کہ وہ دنیا کے موسم بہار تھے لیکن آجکل وہ دنیا کے مزابل ہیں۔ جب تم کسی زاہد کو دیکھو کہ وہ خواہش کے مطابق کھانے کی اجازت دیتا ہے تو یقیناً جان لو کہ اس نے زہد کو ترک کر دیا کیونکہ دنیا میں فراخی سے خرچ کرنا عارفوں کے فسق میں شمار ہے، بخدا آج کل کوئی ایسا زاہد نہیں رہا جسے دیکھ کر آنکھ میں ٹھنڈک ہو۔ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو ترکِ دنیا کے اس سے زیادہ حریص تھے جتنا کہ آج کل یہ اس کے حصول کے درپے ہیں۔ یاد رہے کہ جس کی سیری کھانے پہ موقوف ہو وہ ہمیشہ بھوکا رہتا ہے اور جس کا تکیہ اللہ کے سوا مخلوق خلقت پہ ہو وہ ہمیشہ بے مدد رہتا ہے۔

یزید رقاشی رحمہ اللہ تعالےٰ کبھی ٹھنڈا پانی نہ پیتے تھے اور فرماتے میں ڈرتا ہوں کہ اگر آج میں ٹھنڈا پانی پی لوں تو کل یعنی آخرت میں اس سے محروم نہ رہوں۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں جس نے چالیس

دن تک گوشت نہ کھایا ہو اس کی عقل کم ہو جاتی ہے۔ لیکن میں نے لمبے ساٹھ برس سے چھوڑ رکھا ہے پھر بھی بفضلہ تعالیٰ میری عقل میں ذرہ بھر نقصان نہیں ہوا۔ آپ بصرہ کی کھجوریں بالکل نہ کھاتے تھے اور جب ان کا موسم گزر جاتا تو فرماتے اے اہل بصرہ میرا پیٹ کھجوروں کے چھوڑنے سے کم نہیں ہوا اور نہ تمہارا کچھ بڑھ گیا ہے۔

صاحب شہوات گرفتار عذاب ہوتا ہے | یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ صاحب شہوات دنیا اور آخرت دونوں میں گرفتار عذاب رہتا ہے۔ دنیا میں بوجہ ان کی تحصیل کے اور آخرت میں بوجہ ان کے حساب کتاب کے، اور یاد رہے کہ جس کی خوراک زیادہ ہے اس کے پیٹ کا گوشت بھی زیادہ ہوگا، اور جس کے پیٹ کا گوشت زیادہ ہو اس کی شہوات بھی زیادہ ہوں گی اور جس کی شہوات زیادہ ہوں اس کے گناہ بھی زیادہ ہوں گے اور جس کے گناہ زیادہ ہوں گے اس کا دل سخت ہوگا، اور جس کا دل سخت ہو وہ معاصی و آفات میں غرق ہوگا اور جو معاصی و آفات میں غرق ہو وہ آگ میں داخل ہوگا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرض موت میں سفید روٹی اور دودھ کی آرزو کی جب آپ کے پاس لائے تو اسے دیکھ کر فرمانے لگے میں نے اپنے نفس کو تمام عمر خواہشات سے روک رکھا ہے کیا اب آخری وقت میں اس کی اطاعت کروں؟ پھر فرمایا کہ ان چیزوں کو فلاں قبیلے کے یتیم کے پاس لے جاؤ، اور آپ نے خود نہ کھائیں۔

معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ تیس سال تک خواہش کرتے رہے کہ گاجروں کو شہد اور کھجور کے شیرہ میں ملا کر کھائیں، آخر وفات پا گئے لیکن اس خواہش کو پورا نہ کیا۔

حضرت عمرؓ کا قول | امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک برتن میں شہد اور دودھ لایا گیا۔ آپ نے واپس کر دیا اور اس میں سے کچھ نہ کھایا، اور فرمایا کہ اس کی لذت تو جاتی رہے گی لیکن اس کا برا نتیجہ باقی رہے گا۔ ایک دن آپ نے

اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو روٹی اور مکھن کھاتے دیکھا تو دُرّے کے ساتھ اُن پر پکے اور فرمایا روٹی اور نمک خود کھا اور مکھن دوسروں کے لئے رہنے دے۔

پس اے دوست اپنے آپ میں غور کر اور اپنی حالت پر افسوس کر کیونکہ تیرا ظاہر و باطن تمام تر خواہشات ہیں اور تو عموماً اپنے پروردگار سے محجوب رہتا ہے۔ نہ تجھے عبادات میں لذت آتی ہے اور نہ تو خلوت میں اللہ تعالےٰ سے مراقبہ کرتا ہے۔ پھر تو نیک ہونے کا کیونکر مدّعی ہے حالانکہ تو تمام باتوں میں صالحین کے مخالف ہے۔ اگر تو باطنی امور میں ان کے موافق نہیں ہے تو اے بھائی صوف کا عمامہ، جبّہ وغیرہ وغیرہ ظاہری لباس ترک کر دے۔ ایک دفعہ میں نے ایک شخص کو اس لباس میں کسی دعوت میں دیکھا کہ وہ ہاتھ بڑھا کر دائیں بائیں سے گوشت اٹھاتا تھا اور اپنے دوستوں کے سامنے سے عمدہ کھانوں پر ہاتھ مارتا تھا، اور اکثر اوقات جب اس کو شہر کے باہر یا متصل کسی کھانے پر بلایا جاتا تو اس کی طرف بھاگا جاتا اور کہا کرتا کہ میں صاحب خانہ کی خاطر جاتا ہوں نہ کہ اپنے پیٹ کی حرص کی خاطر، لیکن باریک بین تاڑ جاتا ہے۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے

○

۲۷- تلاوتِ قرآن

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کثرت سے استغفار کرتے تھے اور جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو غضبِ الٰہی سے ڈرتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔

حاملِ قرآن کو شیخِ صادق کا مرید ہونا چاہیئے | عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ بہت سے لوگ قرآن مجید کے حامل ہوتے ہیں لیکن قرآن مجید اُن کو پیٹ میں سے لعنت کرتا ہے، حافظِ قرآن جب اپنے رب کی نافرمانی کرتا ہے تو قرآن مجید اس کے اندر سے کہتا ہے واللہ تجھے کیا ہو گیا۔ تو نے مجھے کیوں اُٹھایا کہ اپنے رب سے بھی شرمندہ نہیں ہوتا واضح ہو کہ حافظِ قرآن کو مناسب ہے کہ کسی شیخ صادق کا مرید ہو جو اُس کی کثافت اور عمل با قرآن کی ممانعت کو دور کرے اور عظمتِ الٰہی کا حجاب اٹھائے، کیونکہ اگر وہ اللہ عزوجل کی عظمت کا مشاہدہ کرے گا تو نافرمان نہ ہو گا جیسا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اُن کے وارثانِ کامل کے بارے میں آیا ہے کہ حجاب کے بغیر اُن سے کبھی معصیت واقع نہیں ہوتی۔

یوسف بن اسباط رحمہ اللہ تعالیٰ جب قرآن مجید ختم کرتے تو اللہ تعالیٰ سے سات سو بار استغفار کرتے اور ستر بار یوں کہتے کہ اے اللہ عمل کے بغیر قرأت کرنے کی وجہ سے مجھ پر غضب نہ کرنا۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حافظِ قرآن کا مرتبہ اس سے بڑھ کر ہے کہ اللہ کی نافرمانی کرے۔ اُسے اپنے رب کی نافرمانی کرنا کیونکر جائز ہو گا جب کہ قرآن مجید

کا ایک ایک حرف اسے بلند آواز سے پکار رہا ہے کہ تجھے خدا کا واسطہ ہو کہ نے مجھے حفظ کیا ہے اس کی مخالفت نہ کر پس حافظِ قرآن کو شایان نہیں کہ وہ لہو و لعب کرنے والوں کے ساتھ لہو و لعب میں اور لاابالی لوگوں کے ساتھ لاابالی پن میں اور غافل لوگوں کے ساتھ غفلت میں مشغول ہو۔

قرآن دلوں کے لئے فصلِ بہار ہے | مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے اے قرآن والو! قرآن مجید نے تمہارے دلوں میں کیا بویا ہے کیونکہ قرآن مجید دل کے لئے فصلِ بہار ہے جیسے زمین کے لئے بارش ہوتی ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے حافظِ قرآن کو مناسب ہے کہ جب لوگ سوئے پڑے ہوں تو یہ اپنی رات کو تمنا زندہ رکھے اور دن کو جب لوگ کھانا کھائیں تو یہ اس کو مبارک بنائے اور جب لوگ خوش ہوں تو یہ غمگین ہو اور جب لوگ لغو گوئی کریں تو یہ خاموش رہے اور جب لوگ اپنے کپڑوں اور رفتار میں تفخر کریں تو یہ خشوع کرے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ عالم اور حافظِ قرآن کو لائق نہیں کہ وہ سخت گیر، جھگڑالو، علم و حدیث سے بلند آوازی کرنے والا اور دنیا کی طرف راغب ہو کیونکہ جس چیز کا وہ حامل ہے اس کا ہر ایک کلمہ اسے دنیا سے بے رغبتی کرنے کو کہتا ہے

میں نے سیّدی علی خواص رحمہ اللہ تعالے کو کہتے سنا ہے کہ جو شخص غور کرے اسے معلوم ہو گا کہ کل آسمانی کتابیں اپنے حافظوں کو کہتی ہیں کہ تم اللہ سبحانہ و تعالے سے ڈرتے رہو۔

صالح المری رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن مجید پڑھا جب میں نے ختم کیا تو آپ فرمانے لگے یہ تو قرآن مجید ہے گریہ و زاری کہاں ہے؟

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے دنیا میں کوئی مصیبت ہماری مصیبت

سے بڑھ کر نہیں ، ہم میں سے ہر ایک دن رات قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتا حالانکہ یہ تمام کا تمام ہماری طرف اللہ کا کلام ہے ۔ آپ کے فرزند علی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جو شخص تلاوتِ قرآن کے وقت نہ روئے وہ مغرور ہے کیونکہ قرآن مجید سے اصل مقصود عمل ہے نہ فقط تلاوت ۔ آپ قرآن مجید کی تلاوت کرتے لہٰذا اس قدر روتے کہ سورت کو ختم نہ کر سکتے اور فرماتے مجھے اُس شخص پر تعجب ہے جو قرآن کی تلاوت ختم کر کے خوش ہوتا ہے مگر اس کی نصائح اور زواجر و مصائب میں سے کسی چیز کے ساتھ اپنے نفس کا مواخذہ نہیں کرتا ۔

قرآن مجید میں تدبر | ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے اکثر دفعہ میں پانچ پانچ رات متواتر ایک ہی آیت کو پڑھتا رہتا ہوں اور اس پر عمل کرنے کے لئے اپنے نفس سے مطالبہ کرتا ہوں ، اگر اللہ سبحانہ و تعالےٰ مجھ پر غفلت ڈال کر احسان نہ کرتا تو میں تمام عمر ایک ہی آیت سے آگے نہ بڑھ سکتا کیونکہ مجھے ہر تدبر میں نیا علم حاصل ہوتا ہے اور قرآن مجید کے عجائب کبھی ختم نہیں ہوتے ۔

کاملین کے علوم فکر سے مستنبط نہیں | میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ کو فرماتے سنا ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ تمام اولیاء کو تلاوت کے وقت قرآن مجید کے معانی محض اپنی بخشش سے عطا نہ کرتا تو وہ ایک رات میں تمام قرآن مجید کے ختم کرنے پر کبھی قادر نہ ہوتے ، اس لئے کہ کاملین کے علوم جو قرآن مجید سے متعلق ہیں وہ فکر سے مستنبط نہیں اور نہ امعانِ نظر کا نتیجہ ہیں ، وہ تو محض اللہ کی بخشش ہے جو تلاوت کے وقت اللہ اُن کو عنایت کرتا ہے سو ان کی تلاوت ہی معانی کا عین ہے لیکن جب معانی تلاوت الفاظ کے بعد حاصل ہوں تو وہ فکر کا نتیجہ ہوں گے ۔

نیز فرماتے تھے کہ اللہ عز و جل کے فرمان کو جو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالےٰ کو عالم رویا میں ہوا تھا اسی پر محمول کیا جاتا ہے یعنی امام موصوف نے جب خواب میں

اللہ تعالےٰ سے سوال کیا اے اللہ مقرب لوگ تیرا قرب کس چیز سے حاصل کریں ؟ تو فرمایا اے احمد میرے کلام سے۔ امام موصوف نے عرض کی اے اللہ فہم کے ساتھ یا بغیر فہم کے ؟ اللہ تعالےٰ نے فرمایا دونوں طرح خواہ فہم سے پڑھے یا بغیر فہم کے۔ پس بغیر فہم کے پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ معانی بطریق کشف حاصل ہوں نہ غور و فکر سے۔ اس کلام کی یہی تشریح مناسب ہے اگرچہ قرآن کی تلاوت کرنے والے کو ہر حال میں ثواب ہے (میں کہتا ہوں) یہ عجیب و غریب کلام ہے پس اس میں تامل کر۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بہت سے تلاوت کرنے والے ایسے ہیں جن کو قرآن مجید لعنت کرتا ہے۔

ابو میسرہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں بیکس کون ہے ؟ فاجر کے پیٹ میں قرآن مجید۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے دوزخ کے فرشتے بت پرستوں کی نسبت حافظوں کے پاس جلد آتے ہیں کیونکہ وہ اس چیز کی مخالفت کرتے ہیں جس کو وہ اٹھائے ہوئے ہیں۔

سفیان ثوریؒ کا قول | سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ آدمی جب کلام اللہ پڑھتا پڑھتا لغو گفتگو کرتا ہے اور پھر اسے پڑھنے لگتا ہے تو اللہ تعالےٰ کہتا ہے تجھے میرے کلام سے کیا تعلق ہے ؟ (میں کہتا ہوں) اسی لئے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ جب تلاوت کرتے تو ان کے ساتھ اگر کوئی شخص ضرورت سے بات کرتا تو وہ اپنے دل میں کہتے اے اللہ اجازت ہو کہ میں فلاں شخص سے بات کروں۔ اس کے بعد اس شخص سے گفتگو کرتے

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن حفاظ قرآن سے انہی باتوں کا سوال ہوگا جن باتوں کی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو پرسش ہوگی یعنی کلام مجید وغیرہ احکام پر کما عمل کرنے کے متعلق، کیونکہ ان کو حکم ہے کہ کلام مجید کے ایک حکم میں بھی تقصیر نہ کریں۔ حدیث میں آیا ہے اَکْثَرُ مُنَافِقِی هٰذِهِ الْاُمَّةِ

قَرَّاؤھا یعنی اس اُمت کے اکثر منافق قرآن خواں ہوں گے۔

عمل بالقرآن کے لئے مطالبہ نفس | سیدی شیخ ابوالسعود الجارحی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ میں اپنے شیخ طریقت سید احمد مرحومی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے پہلے بیس سال تک متواتر ایک ختم دن کو اور ایک ختم رات کو کرتا رہا ہوں، پھر جب اُن کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بات کی خبر دی تو انہوں نے کہا تو نے کچھ بھی حاصل نہیں کیا کیونکہ تو ختموں کی تعداد سے خوش ہوتا رہا اور اپنے نفس سے اس پر عمل کرنے کا مطالبہ نہیں کیا۔ اُس نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ پھر انہوں نے مجھے حکم دیا کہ ہر ایک آیت میں تدبّر کرو اور اس پر عمل کرنے کے لئے اپنے نفس سے مطالبہ کرو۔ پس اس کے بعد میں پہلے کی نسبت سے دسویں حصّہ تک بھی نہیں پڑھ سکتا۔

پس اے دوست اس میں غور کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۱۵۷ ۔ نماز میں حضورِ قلب

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہر نماز میں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کے لئے اوّل وقت ہی سے تیاری کرتے، ان میں سے بعض پر تو وضو کے وقت ہی سے آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے نشان ظاہر ہونے لگتے یا اس وقت سے جب حیّ علی الصلوٰۃ کی آواز آتی حتّٰی کہ اپنے مرتبہ و مقام کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچ جاتے، خصوصاً جب وہ نماز سے پہلے کسی علم کے مطالعہ یا کسی مقدمہ وغیرہ میں مشغول ہوتے کیونکہ ایسے وقت حضور و خشوع کا حاصل ہونا مشکل ہوتا ہے بجز اس کے کہ وقت سے پہلے تیاری کی جائے۔

نماز سے حجابات رفع ہوتے ہیں | میرے دوست شیخ افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نماز میں حاضر ہونے کے لئے وقت سے دس درجے پہلے ہی تیاری کرتے، ایک دن میں نے ان سے کہا آپ کو تو بحمد اللہ کوئی دنیاوی علاقہ نہیں جو آپ کو حضور سے روکے تو انہوں نے فرمایا ہر انسان کے موانع حسبِ مقام ہوتے ہیں، اگر صلحاء کے لئے قبل از نماز حجاب نہ ہوتا تو ان کا چہرہ نماز میں کھڑے ہوتے وقت زرد نہ ہوتا، پس ہر ایک ولی کے لئے حجاب کا ہونا ضروری ہے جو نماز کے لئے کھڑا ہونے کے وقت اٹھتا ہے اور اس کی بدولت وہ اللہ عزّ و جلّ کی تعظیم میں ترقی کرتا ہے، اگر نسبتی حجاب کا وجود نہ ہوتا تو نماز کے وقت حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے سینہ کی آواز بہت دور سے سنائی نہ دیتی، اور اکابر سے بھی یہی منقول ہے کہ وہ نماز میں اللہ کی تعظیم میں ترقی کرتے کیونکہ وہ اس وقت اللہ عزّ و جلّ کے حضور میں کھڑے ہوتے جیسے کہ غلام آقا کے سامنے

کھڑا ہوتا ہے اور اللہ کے لئے تو سب سے اعلیٰ مثال ہے۔

احادیثِ نبوی | حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازوں کو فرض کیا ہے جو شخص ان کا پورا حق ادا کرے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ کا عہد ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن جس عمل کا سب سے پہلے حساب ہو گا وہ نماز ہے، اگر وہ کامل نکلی تو بندے کے تمام اعمال مقبول ہوں گے اور اگر وہ ناقص ہوئی تو اس کے دوسرے عمل بھی مردود ہوں گے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز کا رکوع و سجود و خشوع پوری طرح ادا نہ کرے تو وہ سیاہ رنگ کی شکل میں نکلتی ہے اور اپنے پڑھنے والے سے کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے ایسا ہی ضائع کرے جیسا تو نے مجھے ضائع کیا ہے یہاں تک کہ جب وہاں پہنچتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو وہ پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے۔

سعید تنوخی رحمہ اللہ تعالیٰ جب نماز پڑھتے تو آپ کے رخسار اور داڑھی پر آنسو بہنے لگتے۔

مروی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کو دیکھا کہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیلتا ہے اور سجدہ میں یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ جنت میں میرا ایک ایسی حور سے نکاح کر دے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اس پر حسن بصری نے کہا اے فلاں میں نے تجھ سا بے شرم طالب حور نہیں دیکھا: اللہ تعالیٰ سے حور کے نکاح کا سوال کرتا ہے حالانکہ تو نماز میں کھیل رہا ہے!

مسلم بن یسار کی کیفیت | مسلم بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ جب نماز پڑھتے تھے تو انہیں معلوم نہیں ہوتا تھا کہ ان کے ارد گرد کیا ہو رہا ہے، نیز انہوں نے اپنے عیال کو فرمایا تھا کہ جب مجھے نماز پڑھتے دیکھو تو اپنی آوازوں کو بلند کیا کرو کیونکہ جب میں نماز میں ہوتا ہوں تو تمہاری باتیں نہیں سنتا۔ اتفاق سے مسجد کا ایک کونہ گر پڑا آپ اس وقت اس مسجد

میں نماز پڑھ رہے تھے سخت شور مچ گیا اور لوگ فی الفور مسجد سے باہر نکل گئے لیکن آپ کو اس واقعہ کی اطلاع بھی نہ ہوئی یہاں تک کہ آپ نے سلام پھیرا۔

حضرت علیؓ کی کیفیت | امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب نماز کا وقت آتا تو آپ کی حالت بدل جاتی اور چہرہ زرد ہو جاتا اور فرماتے کہ یہ ایک امانت ہے جو زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کی گئی تھی مگر انہوں نے اس بوجھ کو اٹھانے سے انکار کر دیا، لیکن میں نے اس کو اٹھا لیا پس مجھے معلوم نہیں کہ میں اس کے آداب پورے کر سکتا ہوں یا نہیں۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے داؤد علیہ السلام نے عرض کی کہ اے اللہ تو کس شخص کی نماز قبول کرتا ہے اور تیرے گھر یعنی مسجد میں کس کو جانا مناسب ہے؟ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ جو میری کبریائی کے آگے تواضع کرے اور دن بھر میری یاد میں گزارے اور محض میرے لئے شہوات سے بچے اور بھوکے کو کھانا دے اور مسافر کو جگہ دے اور مصیبت زدہ پر رحم کھائے، پس یہ ہے وہ شخص جسے میرے گھر میں آنا چاہیئے اور جس کی دعائیں قبول کرتا ہوں۔

حاتم اصمؒ کا قول | حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں نے کبھی ایسی نماز نہیں پڑھی جس میں اپنی بے ادبیوں کو اپنی طاعت سے زیادہ نہ دیکھوں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے حضورِ دل سے دو رکعتیں اُن ہزار رکعتوں سے بہتر ہیں جن میں دل غیر حاضر ہو۔

علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا کثرت سجدہ کی وجہ سے سجاد نام پڑ گیا تھا اور فرماتے تھے کہ سجدہ میں خضوع رکوع کے خضوع سے افضل ہے اسی لئے میں بکثرت سجدہ کرتا ہوں۔ مروی ہے کہ آپ کا روزانہ وظیفہ ایک ہزار رکعت تھا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ چٹائی کے بغیر زمین پر سجدہ کرتے تھے اور فرمایا

کرتے کہ یہ اللہ تعالےٰ کے سامنے خضوع کے زیادہ قریب ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ ان میں سے جب کوئی مسجد میں جاتا تو کانپنے لگتا اور ہیبت الٰہی کے مارے اُس کی حالت بدل جاتی یہاں تک کہ وہ دُنیاوی امور کو بالکل بھول جاتا ہمارے شیخ سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ اس مقام کے اُن آخری لوگوں میں سے ہیں جن کو ہیں نے دیکھا ہے ۔ آپ مسجد میں داخل ہونے کی جرأت نہ کر سکتے تھے مگر لوگوں کے پیچھے ہو کر۔

مسجد میں بیٹھنے والا اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہوتا ہے | سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جو شخص مسجد میں بیٹھا وہ گویا اپنے پروردگار کے ساتھ بیٹھتا ہے ۔ عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ مسجد میں حلقہ حلقہ ہو کر بیٹھیں گے اور اس میں دُنیاوی باتیں کریں گے۔ پس تم اُن کے پاس مت بیٹھنا ۔ (میں کہتا ہوں) یہ حکم مباح باتوں کے متعلق ہے پھر جو لوگ مسجد میں بیٹھ کر علماء و صالحین کی غیبت کرتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا ۔ ہم اللہ تعالےٰ سے عافیت چاہتے ہیں۔

پس اے دوست اسے خوب یاد رکھ کر اور خشوع کر ، ممکن ہے کہ تو بھی خاشعین میں شمار ہو۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

۷۶- پاسِ ادب

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ روزہ اور حج میں دیگر فرائض شرعیہ سے بڑھ کر پاسِ ادب رکھتے تاکہ وہ ایک سال سے دوسرے سال تک یا حج کے بعد سے مرنے تک ابلیس کے وسوسوں سے محفوظ رہیں جیسا کہ جس کسی نے حضورِ قلب سے جمعہ کی نماز ادا کی وہ دوسرے جمعہ تک ابلیس سے محفوظ رہتا ہے۔ اور جس کسی نے ایک نماز حضورِ قلب سے ادا کی وہ دوسری نماز تک ابلیس سے بچا رہتا ہے۔ ان باتوں سے وہ لوگ واقف ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اسرارِ شریعت سے مطلع فرمایا ہے اور جو وہ نماز کو شریعت کے موافق ادا کرتے ہیں برعکس اُن لوگوں کے جو عادۃً نماز گذارتے ہیں۔

نماز کی اصلیت ایک شخص نے میرے روبرو سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے عصر کی نماز ادا کر لی؟ تو آپ خاموش رہے اور اس کو کچھ دیر تک جواب نہ دیا۔ پھر فرمایا کہ دوبارہ مجھ سے دریافت نہ کرنا ورنہ مجھ سے جھوٹ بلوائے گا کیونکہ نماز اُس کو کہتے ہیں جس میں بندہ اوّل سے آخر تک اپنے پروردگار کے ساتھ اس طرح کھڑا ہو کہ اس کے دل میں محبتِ الٰہی اور اُس کے حضور میں کھڑا ہونے کے سوا اور جو کچھ وہ اس میں پڑھتا ہے اور قرأت و رکوع و سجود وغیرہ کے علاوہ کوئی خیال نہ آئے۔ اس آدمی نے عرض کی کہ اگر مجھے نماز کے بارے میں آپ سے دریافت کرنا ہو تو کیا کہا کروں؟ آپ نے فرمایا تو یوں کہو کہ لوگوں کے ساتھ فلاں وقت میں اُٹھ بیٹھ چکے ہیں یا نہیں؟

فضیل ابن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اپنے روزوں کو ہنسنے سے بھی بچاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مہینہ نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت کرنے کا ہے نہ کہ ہنسی کھیل اور غفلت کا۔

احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ ماہِ رمضان بھوک کا مہینہ ہے جو شخص اس میں اس قدر بھوکا نہیں رہا کہ اُس کا رنگ تبدیل ہو جائے تو گویا اُس نے روزہ سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کیا۔

روزہ دار کون ہے؟ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے تمام اعضاء کو گناہوں سے نہ روکے وہ اگرچہ بھوکا رہے پھر بھی روزہ دار نہیں اور جو شخص اپنے اعضاء کو روکے درحقیقت وہی روزہ دار ہے (میں کہتا ہوں) اس کا روزہ دار نہ ہونا احکامِ آخرت میں کمی اجر کے باعث ہے جب کہ عامل کو پورا اجر ملے گا۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے حج کا ارادہ کیا تو جب آپ نے احرام باندھا اور اونٹنی پر سوار ہوئے تو آپ کا رنگ بدل گیا اور گھبرا گئے، رعشہ شروع ہو گیا اور ہیبت کی وجہ سے تلبیہ کہنے کی بھی ہمت نہ رہی۔ لوگوں نے عرض کی آپ تلبیہ کیوں نہیں کہتے؟ آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ میں لبیک کہوں تو مجھے جواب ملے لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ (تو حاضر نہیں ہے اور تجھے سعادت نہ ہو) پھر آپ کو بتایا گیا کہ یہ کہنا تو ضروری ہے، چنانچہ جب آپ نے کہا تو آپ پر غشی طاری ہو گئی اور اونٹنی سے گر پڑے، غرضکہ حج کے تمام کرنے تک یہی حالت رہی۔ جب آپ نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا تو فرمانے لگے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے تجھے بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا (میں کہتا ہوں) اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مشائخ کے مزارات کو بوسہ نہ دینا، بوسہ دینے سے زیادہ اچھا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہے کہ آپ نے انبیاء

علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی کی قبر کو بوسہ دیا ہو اور نہ ہی سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو صلحائے امت میں سے کسی کی قبر چومنے پر برقرار رکھا ہو پس اس لئے مشائخ کے مزارات کو بوسہ نہ دینا اور پیچھا نہ کہنا ادب ہے، بلکہ ان کے بدلے اُن کے اخلاق کی پیروی کرنی چاہیئے۔

ظالموں پر اللہ لعنت کرتا ہے | ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ نے جب حج کا احرام باندھا تو تلبیہ کی ہمت نہ ہوئی حتیٰ کہ قافلہ ایک میل تک چلا گیا اور آپ کو کجاوے میں غشی آگئی۔ پھر افاقہ ہوا تو احمد بن ابی الحواری رحمہ اللہ تعالےٰ جو آپ کے ساتھ تھے اُن کو فرمایا اے احمد، اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل کے ظالموں سے کہہ دو کہ مجھے یاد نہ کیا کریں کیونکہ ان میں سے جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کو لعنت کرتا ہوں جب تک کہ وہ مجھے یاد کرتا ہے، اے احمد! افسوس ہم کیونکر مامون ہیں کہ اللہ تعالےٰ ہم پر لعنت نہیں کرتا حالانکہ ہم نے اپنے پر اور غیروں پر ظلم کیا ہے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے میں نے ایک نوجوان کو احرام باندھے ہوئے دیکھا کہ وہ خاموش ہے۔ میں نے کہا اے نوجوان تلبیہ کیوں نہیں کہتا؟ اس نے کہا یا شیخ مجھے تلبیہ کیا فائدہ دے گا کیونکہ اس سے پیشتر مجھ سے بہت سے گناہ اور جرائم اور برائیاں سرزد ہو چکی ہیں پس میں ڈرتا ہوں کہ اگر لبیک کہوں تو مجھے یوں نہ کہا جائے لا لبیک ولا سعدیک کہ ہم تیری بات نہیں سنتے اور نہ تیری طرف دیکھتے ہیں۔ مالک رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہیں میں نے اسے کہا اے بیٹے اللہ تعالےٰ کریم اور غفور ہے۔ اس نے پوچھا کیا آپ مجھے تلبیہ کہنے کی صلاح دیتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے اپنا ایک پہلو زمین پر ٹکایا اور لبیک کہا، پھر اس نے ایک آہ کھینچی اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ رحمہ اللہ تعالےٰ علیہ۔

سفیان ثوریؒ کا قول | فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ سفیان ثوریؒ نے نعم

سے پیدل چل کر حج کیا کسی نے آپ سے پوچھا کیا آپ کے پاس سواری نہ تھی جس پر آپ سوار ہوتے؟ آپ نے فرمایا کیا بھاگا ہوا غلام اپنے آقا کے پاس صلح کے لئے پیدل ہو کر ہی آنا پسند کرتا ہے، بخدا میں اس سرزمین میں آنے پر نہایت شرمندہ ہوں۔

ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ میں نے ایک زرد رنگ نوجوان کو کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا دیکھا اور وہ کہہ رہا تھا اے اللہ بے شک تیرے حقوق مجھ پر ہیں تو ان کو مجھ پر تصدق کر دے اور بیشک تیرے بندوں کے حقوق میرے ذمہ ہیں سو تو ان کو اپنے فضل سے مجھ پر سے اٹھا دے اس وقت مجھ پر تیرا فضل پورا ہوگا۔

میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ کو فرماتے سنا ہے کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اونٹوں پر کجاوے اور سائبان کے بغیر حج کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ احرام باندھنے والے آشفتہ مو اور خاک آلودہ ہوتے ہیں یہ چیزیں ان کے منافی ہیں اور ان میں سے کوئی حج کرنا چاہتا تو وہ کئی سال تک حلال روپیہ حاصل کرتا رہتا تاکہ اسے حج میں خرچ کرے، اور وہ اپنے حج میں کسی امیر یا حاکم کے مال سے مدد نہ لیتے، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے

۷۷۔ حیا

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سخت حیا کرنے کے علاوہ لوگوں سے بھی بڑی حیا کرتے۔ حدیث میں آیا ہے الحیاء من الایمان ولکل دین خلق وخلق الاسلام الحیاء۔ (حیا ایمان کا جزو ہے اور ہر دین کی ایک عادت ہوتی ہے اور اسلام کی عادت حیا ہے)

حیا کی زینت ترک گناہ میں ہے | بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ہر چیز کی زینت ہوتی ہے اور حیا کی زینت گناہوں کا ترک کرنا ہے، اور ہر ایک چیز کا ثمرہ ہوتا ہے اور حیا کا ثمرہ نیکی کمانا ہے۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دل سے بڑھ کر کسی کو سزا نہیں دی جس سے حیا چھین لی۔

یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے جنت اور اس کی رضا طلب کرنے سے شرماتے تھے بلکہ اس کی عفو اور درگزر کے خواستگار ہوتے تھے۔

حضرت عثمانؓ کی شدت حیا | امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ سب سے پہلے جس نے اپنے سفر میں خیمہ لگایا وہ امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے لوگوں سے نہایت شرم آتی ہے اس لئے مجھے ان کی نظروں سے آڑ میں رہنا پسند ہے۔ آپ فرشتوں سے حیا کے باعث فضلئے حاجت کو ہمیشہ سر ڈھانپ کر جایا کرتے تھے۔ (میں کہتا ہوں) اسی لئے آپ کو اس کا بدلہ فرشتوں کا آپ سے حیا کرنے

کی صورت میں ملا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
الا استحیی مِمَّن تستحیی مِنہ ملائکۃُ السَّماءِ (یعنی میں اس شخص سے حیا نہ کروں
جس سے آسمان کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں)

ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ فرشتوں کی خاطر بیت الخلا کے دروازے پر اپنی چادر بچھا دیا کرتے تھے
اور فرماتے کہ تم دونوں میرے باہر آنے تک یہاں بیٹھو۔

پس اس میں غور کرو، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام
جہانوں کا پروردگار ہے۔

۷۸ ۔ محبتِ الٰہی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے کمال درجہ کا تقوےٰ کرتے اور اس کے بعد بھی اپنے آپ کو متقین میں سے نہ سمجھتے نیز وہ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت محبت کرتے۔

امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرماتے واللہ اے ابن خطّاب! اللہ سے ڈر ورنہ اللہ تعالےٰ تجھے عذاب دے گا اور پھر تیری پروا نہ کرے گا، نیز فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ نفس کی ہر خواہش کو پوری نہیں کرتا۔

حدیثِ نبوی | حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص سے کہا جائے اللہ سے ڈر اور وہ خفا ہو تو وہ قیامت میں کھڑا کیا جائے گا اور فرشتے اُس کے پاس سے گزریں گے اور اسے عتاب کریں گے اور کہیں گے کہ تو وہی ہے جسے خوفِ الٰہی کو کہا جاتا تھا اور خفا ہوتا تھا یعنی یہ کہہ کر اُس کو سرزنش کریں گے۔

کسی نے حضرت عمر بن الخطّاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا یا امیرالمومنین جب تک آپ لوگوں میں موجود ہیں وہ درست رہیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک لوگ اللہ کو راضی رکھیں گے درست رہیں گے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ جب یہ آیت پڑھتے وَاتَّقُوْنِ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ (اے ذی عقل لوگو مجھ سے ڈرتے رہو) تو فرماتے اللہ نے اپنی محبت کے باعث ان کو عتاب کیا ہے۔

اللہ تعالےٰ سے محبت کی علامت | عروۃ الرقی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ آدمی کا اللہ سے محبت کرنا قرآن مجید کی محبت اور اس پر عمل کرنے کا نام ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا آپ کی سنت پر عمل کرنا ہے۔ مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے بندے کی اللہ سے محبت یہ ہے کہ اس کی کتاب کی تلاوت سے ملول نہ ہو۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے بندے کی اللہ سے محبت کی یہ علامت ہے کہ اس کی عبادت میں سخت رنج و تکلیف برداشت کرے کیونکہ اللہ تعالےٰ کی محبت آرام سے حاصل نہیں ہوتی۔

عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ میں ایک آدمی کے پاس سے گزرا جو برف پر سویا ہوا تھا۔ میں نے اسے کہا کیا تجھے سردی کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی؟ اس نے جواب دیا جس نے اللہ تعالےٰ کی محبت کا مزہ چکھ لیا اسے سردی گرمی کی تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ اس کی مراد محبت کامل سے ہے جو اپنے مقام کی نسبت سے ہو۔

محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالےٰ کے محب ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ ان سے ناراض ہے۔

پس اے دوست اس میں غور کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۷۹۔ زُہد فی الدُّنیا

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ دُنیا سے بے رغبتی کرتے اور جو اس کا طالب ہوتا اُس کی مذمت کرتے۔ ان میں بعض اس خصلت میں اس قدر مبالغہ کرتے تھے کہ اس کی برکت سے حکیمانہ کلام کرنے لگتے جیسے کہ بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام، تمام زاہدوں کے سردار ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چالیس چالیس راتیں ایسی گزرتی تھیں کہ گھر میں نہ چولہا سلگتا اور نہ چراغ ہوتا۔

رسولؐ اللہ کی زندگی | حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ لوگ زندگی کیسے بسر کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا اسودین یعنی کھجور اور پانی پر۔ آپ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پیوند دار چادر اور موٹے سخت تہ بند میں ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ الدُّنْیَا کَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَۃٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَھَا یعنی میری اور دُنیا کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی درخت کے سائے میں آرام لے پھر اس کو چھوڑ کر چل دے۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں لفظ "زہد" میں صرف تین حروف ہیں حرف ز کے معنی زینتِ دنیا کو ترک کرنا ہے ہ سے ہوائے نفس کو چھوڑنا مراد ہے اور د سے تمام دُنیا کو ترک کرنا مقصود ہے، پس جب تو ایسا کرے تو اُس وقت زاہد کہلانے کا مستحق ہوگا۔

زہد کی اقسام | ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے زہد تین قسم کا ہے، فرض یعنی حرام امور سے، واجب یعنی مشتبہ امور سے اور سنّت یعنی حلال امور سے، اور اسی

لئے حکومت سے زہد، سونے چاندی کے زہد سے زیادہ مشکل ہے کیونکہ ان چیزوں کو طلب حکومت میں خرچ کیا جاتا ہے۔

ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے آدمی پر واجب نہیں کہ وہ اپنے اہل وعیال کو زہد پر مجبور کرے بلکہ انہیں اس کی ترغیب دے، اگر مان جائیں تو خیر ورنہ خود زاہد ہو جائے اور ان کے لئے ضروریات مہیا کر دے۔ نیز فرماتے تھے کہ ہر وہ چیز جو تجھے تیرے پروردگار کی یاد سے روکے خواہ اہل وعیال ہوں یا مال وغیرہ وہ تیرے لئے منحوس ہے (میں کہتا ہوں) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے کل موجودات بندے کو پروردگار کی یاد دلانے کے لئے پیدا کی ہے، اس وقت وہ اس کے لئے مبارک ہوگی برخلاف اس کے کہ جب وہ اللہ سے حجاب میں ہو یہی وجہ ہے کہ مال اور اولاد آدمی کے لئے سخت فتنہ ہوتے ہیں کیونکہ ان کی طرف میلان ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں ہوتا پس اس میں غور کر۔

وکیع رحمۃ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوا کہ سفیان ثوری نے بھنا ہوا گوشت کھایا ہے تو آپ نے اسے معیوب جانا اور فرمایا کہ لوگ حسب خواہش کھانا کھانے میں ان کی اقتداء کریں گے۔

بلال بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر ہمارا گناہ صرف یہی ہو کہ اللہ کی طرف رجوع کرنے کے بعد پھر دنیا کی طرف راغب ہوں تو یہی گناہ کافی ہے۔

ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے زہد کے متعلق بہت سی باتیں سنی ہیں لیکن ان میں سب سے عمدہ بات یہ ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی یاد سے روکے اس سے زہد کرنا لازم ہے خواہ علم ہو یا عمل (میں کہتا ہوں) یعنی علم وعمل میں ریا اور تکبر داخل ہو یا لوگوں کی تعریف اچھی معلوم ہونے لگے وغیرہ وغیرہ، ورنہ جو شخص علم اور عمل میں اخلاص کرے اُسے ان سے زہد اختیار کرنا بالکل غیر مناسب ہے

کیونکہ علم وعمل میں اخلاص ہی اللہ تعالیٰ پر آدمی کا دل جماتا ہے۔ واللہ اعلم

زاہد عالم ناپید ہے ایک دفعہ ایک آدمی نے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ مجھے کوئی زاہد عالم تبلاؤ تاکہ میں اُس کے پاس بیٹھوں، انہوں نے فرمایا کہ اے شخص یہ تو گم شدہ چیز ہے جو دستیاب نہیں ہوتی۔

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ زہد نفس کی تکلیف کا نام ہے جب آدمی دنیا میں راحت کی طرف مائل ہوا تو گویا اُس نے زہد سے رُخ پھیر لیا۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے لوگ امام ابو حنیفہؒ کے لئے دُنیا کے طالب ہوئے تو آپ نے انکار کر دیا، اور ہم نے دُنیا کو طلب کیا تو وہ ہم سے بھاگ گئی۔ پس غور کرو کہ دونوں میں کتنا فرق ہے؟

یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تین باتوں کا سوال کیا یعنی جب میں مروں تو میرے قبضہ میں ایک درہم بھی نہ ہو اور مجھ پر ایک درہم بھی قرضہ نہ ہو اور نہ میری ہڈیوں پر گوشت ہو۔ مروی ہے کہ وہ اپنی خواہش کے مطابق ہی فوت ہوئے۔

ایک دفعہ خلیفہ نے فقہاء کی طرف کچھ انعام ارسال کیا۔ انہوں نے لے لیا۔ پھر اس نے دس ہزار درہم فضیل بن عیاضؒ کے پاس ارسال کئے لیکن آپ نے ان کو لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر آپ کی اولاد نے کہا کہ جب فقہاء نے جو تمام لوگوں کے پیشوا ہیں منظور کر لیا ہے تو آپ کیوں نہیں لیتے؟ آپ تو آخر ہی میں ہیں؟ راوی کہتا ہے کہ آپ رو پڑے اور فرمانے لگے میری اور تمہاری مثال اُس قوم کی ہے جس کے پاس ایک بیل ہو اور اس سے کھیتی کرتے ہوں۔ پھر جب وہ بوڑھا ہو جائے تو کچھ ان میں سے کہیں کہ اس کا چمڑا اور گوشت بیکار ہونے سے بیشتر اس کو ذبح کر لو۔ اسی طرح تم مجھے بڑھاپے کے وقت ذبح کرنا چاہتے ہو، تم بھوک پر صبر کرو، یہ تمہارے لئے میرے ذبح کرنے سے بہتر ہے انہوں

نے عرض کی ہمارے پاس آج کھانے کو کچھ نہیں ہے کہتے ہیں کہ آپ نے چھری اٹھائی اور اپنے نیچے بچھے ہوئے پرانے فرش کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیا اور کہا جاؤ اس کی قیمت سے کچھ خرید کر کھالو۔

حضرت عیسیٰ کی روش | حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زاہدوں کے سردار تھے، وہ بالوں کے کپڑے پہنتے تھے اور درختوں کے پتّے کھاتے تھے۔ ان کا کوئی بیٹا نہیں تھا جو مرتا اور نہ کوئی گھر تھا جو خراب ہوتا اور نہ آپ دوسرے روز کے لئے کھانا جمع کرتے، اور جس جگہ شام ہو جاتی وہیں سو جاتے تھے۔ ایک دفعہ کسی نے آپ سے کہا اے روح اللہ آپ ایک گدھا کیوں نہیں خرید لیتے جس پر سوار ہوا کریں؟ آپ نے فرمایا اللہ کے نزدیک میری اس سے زیادہ منزلت ہے کہ مجھے گدھے کی خدمت میں مشغول کرے۔ آپ اپنے حواریوں سے فرمایا کرتے تھے میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ راکھ سے ملا ہوا جَو کا بُورا کھانا اور کتّوں کے ساتھ گوڑوں پر سونا اور سخت ٹاٹ کے کپڑے پہننا اُس شخص کے لئے بہت کافی ہے جو مر جائے گا۔ مروی ہے کہ آپ نے نہ کبھی بستر بنایا اور نہ تکیہ اور پیالہ ایک دفعہ آپ نے سر کے نیچے کچی اینٹ رکھ لی تو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے عیسیٰ کیا دنیا کو ترک کرنے کے بعد پھر دنیا کی طرف راغب ہونے لگے ہو کہ اینٹ کا تکیہ رکھا ہے۔ اُس دن سے یہ معمول ہو گیا کہ آپ بیٹھے بیٹھے سوتے یہاں تک کہ آپ کو اٹھایا جاتا۔ آپ بنی اسرائیل کو فرمایا کرتے کہ تم صاف پانی اور جنگلی گھاس پھونس اور جَو کا بُورا ہی کافی جانو اور گیہوں کی روٹی کھانے سے باز رہو کیونکہ تم جَو کے بُورے کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتے۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک کرتہ تین درہم میں خریدا حالانکہ آپ اُس وقت خلیفہ تھے۔ آپ نے اس کی آستین کو پہنچوں سے کاٹ کر پہنا اور فرمایا شکر ہے اُس خدا کا جس نے مجھے یہ لباس فاخرہ پہنایا۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ کرتہ پہنتے

تو اُسے جب تک وہ پرانا نہ ہو جاتا نہ اُتارتے۔ ایک دفعہ کسی نے آپ سے کہا آپ اپنا کُرتہ کیوں نہیں دھوتے؟ آپ نے فرمایا موت اس سے جلد آنے والی ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اگر تمام دنیا میرے قبضہ میں ہو تو بھی میں خوش نہ ہوں۔ اور اگر کوئی مجھ سے تمام دنیا کو چھین لے تو میں اس کا پیچھا نہ کروں اور نہ اس پر غمگین ہوں۔ آپ مکہ میں پانی پلا کر گزارہ کیا کرتے تھے۔ آپ کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر پانی لایا کرتے اور بیچتے اور اس سے آپ کے اہل و عیال گزارہ کرتے تھے۔

لقمہ باعثِ مصیبت ہے | عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جس نے اپنے شکم کو قابو میں رکھا اُس نے اپنے دین کو قابو میں رکھا۔ تمہارے دادا آدم علیہ السلام کی مصیبت ایک لقمہ ہی تھی اور قیامت تک یہی تمہاری مصیبت ہے پس اس کو یاد رکھو۔

(میں کہتا ہوں) مصیبت سے اس جگہ آزمائش مراد ہے یعنی اللہ تعالےٰ بنی آدم کی آزمائش کرتا ہے کہ وہ ترکِ شہوات پر صبر کرتے ہیں یا نہیں۔ اور آدم علیہ السلام کی آزمائش صُوری تھی جس کو اللہ تعالےٰ نے ان کے ذریعے ظاہر کیا تھا تاکہ ان کو اپنی اولاد کی کرتوت معلوم ہو جائے جب وہ اپنے رسولوں سے غیب پر مطلع ہوں گے، نیز ان کو یہ بھی معلوم کرا دیا جائے کہ جب ان کی اولاد گناہ میں گرفتار ہو گی تو کیسے توبہ کریں گے۔ پس خطاب تو آدمؑ کی طرف ہے لیکن حکم ان کے غیر کی طرف ہے جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب الاجوبۃ عن الاکابر میں بالصراحت بیان کیا ہے۔

اقوالِ علماء | علماء کے اقوال جو زہد فی الدنیا میں وارد ہیں۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ کا مقولہ ہے کہ جو شخص گناہ کا مرتکب ہو وہ عاقل نہیں ہے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جو شخص تیری ایسی نیکی کی تعریف کرے

جو تجھ میں نہ ہو تو ضرور وہ تیری ایسی برائی بھی بیان کرے گا جو تجھ میں نہیں ہے ، جو شخص اپنے آپ کو تہمت کے محل میں لے جائے تو وہ اس پر بدگمانی کرنے والے کو ملامت نہ کرے ۔ نیز آپ نے فرمایا گناہ کی معذرت سے بچتے رہو ۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے میں نے کوئی ایسا یقین جو کذب سے بہت مشابہ ہو موت کے یقین سے بڑھ کر نہیں دیکھا کہ لوگ باوجود یقین کے اس سے غافل ہیں ۔

احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے کہ جوانی خضاب سے اور صحت دوا سے واپس نہیں آتی ۔

معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ تو ہی سارا زمانہ ہے اگر تو درست ہو گیا تو گویا تمام زمانہ درست ہو گیا اور اگر تو بگڑ گیا تو گویا تمام زمانہ بگڑ گیا ۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے قوم سبا کے ایک آدمی سے کہا تیری قوم بڑی جاہل ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو حاکم بنا رکھا تھا ۔ اس نے جواب دیا تیری قوم ان سے بھی زیادہ جاہل ہے کیونکہ جب اللہ تعالے نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ اگر یہ واقعی تیری طرف سے سچ ہے تو تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا سخت عذاب نازل کر ۔ انہوں نے یہ کیوں نہ کہا کہ اے اللہ اگر یہ تیری طرف سے سچ ہے تو ہمیں ہدایت کر ۔ پس معاویہؓ شرمندہ ہو گئے ۔

احادیث نبویؐ | حدیث میں آیا ہے کہ اگر دنیا کی نعمت اللہ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا ۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور اس شخص کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں اور جو بے وقوف ہے اس کو جمع کرتا ہے اور جو جاہل ہے وہ اس کی وجہ سے دشمنی کرتا ہے اور جو بے عقل ہے وہ دنیا پر حسد کرتا ہے اور بے یقین

نہیں وہ اس کے حصول میں کوشش کرتا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے اللہ تعالےٰ نے تمام برائیوں کو ایک کوٹھڑی میں بند کر رکھا ہے اور دنیا کی محبت کو اس کی کنجی بنایا ہے اسی طرح تمام نیکیوں کو ایک کوٹھڑی میں بند کر رکھا ہے جس کی چابی زہد مقرر کی ہے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں دنیا کی محبت ایمان کی چاشنی کو دل سے نکال دیتی ہے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جو دنیا کا مالک ہوا وہ مصیبت میں گرفتار ہوگیا اور جس نے اس سے محبت کی وہ اس کا غلام بن گیا، اس میں سے تھوڑی ہی کافی ہے اور اس کی کثرت غنی نہیں بناتی۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے طالب دنیا کی کوئی حد نہیں کہ جس پر ٹھہر جائے جیسے کہ طالب آخرت کی کوئی انتہا نہیں۔

مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے دنیا اور آخرت کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی جیسے کہ آگ اور پانی ایک برتن میں جمع نہیں ہو سکتے۔

ابو حازم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ جس نے حلال طریق سے دنیا کمائی اور اس کو رضائے الٰہی میں خرچ کیا اس نے اللہ سبحانہ وتعالےٰ کو راضی کر لیا۔

دنیا شیطان کی دکان ہے | یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے دنیا شیطان کی دکان ہے پس تم اس کی دکان سے کچھ نہ چراؤ ورنہ وہ تجھے تلاش کر کے پکڑ لے گا۔

مروی ہے کہ جب نوح علیہ السلام فوت ہوئے تو جبریلؑ نے ان سے سوال کیا کہ اے تمام انبیاء سے لمبی عمر والے آپ نے دنیا کو کیسا پایا؟ آپ نے فرمایا ایسے گھر کی طرح جس کے دو دروازے ہیں کہ ایک میں سے گھسا ہوں اور دوسرے سے نکل آیا ہوں۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے دنیا ایک دلہن ہے اور اس کا محب اس

کو کنگھی کرتا ہے مگر زاہد اس کے بالوں کو نوچتا ہے، اس کے منہ کو سیاہ کرتا ہے، اس کے کپڑے پھاڑتا ہے اور اس کے زیورات کو توڑتا ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے اللہ تعالےٰ سے بندے کی محبت کی علامت یہ ہے کہ جس سے اللہ عزوجل ناراض ہو اس سے وہ بھی ناخوش ہو، پس جو اللہ کی محبت کا مدعی ہو اور پھر دنیا سے محبت رکھے وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے کیونکہ اللہ کو دنیا ناپسند ہے۔

ابراہیم بن ادہمؒ کی دعا | ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے اے اللہ جو آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے دنیا کو ابراہیم سے روکے رکھ۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ ہم بنی آدم جنت کی ایک نسل تھے لیکن شیطان نے ہم کو قید کر دیا اور وہاں سے فانی اور مہلک گھر کی طرف نکال پھینکا۔ لہذا عاقل کو مطمئن اور خوش نہیں ہونا چاہیئے مگر اس وقت کہ جس گھر سے وہ نکلا ہے اس میں واپس چلا جائے۔

رابعہ عدویہ رحمہا اللہ تعالےٰ کے پاس کچھ لوگ آئے اور دنیا کی خوب مذمت کرنے لگے۔ رابعہؒ نے کہا دنیا کا ذکر چھوڑ دو، اگر تمہارے دلوں میں اس کی عزت نہ ہوتی تو تم اس کا اتنا ذکر ہی کیوں کرتے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اگر جسم میں بیماری پورے طور پر مستحکم ہو جائے تو اسے کھانا پینا اچھا نہیں لگتا یہی کیفیت دل کی ہے کہ اگر محبت دنیا سے پر ہو جائے تو اس میں نصیحت کچھ اثر نہیں کرتی۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے جو شخص دین میں تیرے ساتھ فخر کرے تو بھی اس کے ساتھ فخر کر، مگر جو شخص تیرے ساتھ دنیا میں فخر کرے تو تو دنیا کو اس کے سینے پر مار۔

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی سوئے ہوئے کے پاس سے گزرے اور اسے کہنے لگے اے شخص تو کھڑا کیوں نہیں ہوتا کہ اللہ عزوجل کی عبادت کرے؟ اُس نے جواب دیا میں نے تمام عبادتوں سے افضل عبادت کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا وہ کیا؟ اُس نے کہا میں نے دنیا کو اہلِ دنیا کے لئے ترک کر دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا بیشک سو یا رہ۔ تو تمام عابدوں پر فوقیت لے گیا۔

دُنیا مردار ہے | وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ دُنیا مردار ہے جو شخص اس میں سے کچھ لینا چاہتا ہے تو اُسے کتّوں سے میل جول پر صابر بننا چاہیئے۔

مسلم نجات رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں بخدا اونٹ کی مینگنیوں کی تھیلی جس سے تنور میں آگ جلائی جائے میرے نزدیک سونے کی تھیلی سے بہتر ہے۔ پس اے دوست اس کو خوب یاد رکھ اور اگر تو نجات کا طالب ہے تو اس پر عمل کر۔

حدیث میں آیا ہے کہ تمہارے آگے ایک دشوار گذار گھاٹی ہے جس میں سے وہی لوگ بچ کر جائیں گے جو بالکل سبک بار ہوں گے۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں بوجھل لوگوں میں سے ہوں یا سبک ہوں؟ آپ نے اس سے دریافت فرمایا کیا تیرے پاس آج کا کھانا ہے؟ اُس نے کہا ہاں یا رسول اللہ کل کا بھی ہے آپ نے فرمایا اگر تیرے پاس پرسوں کا کھانا ہوتا تو تو بوجھل لوگوں میں سے تھا۔ پس یہ شریعت کا میزان ہے، اور تو اپنے آپ کو خوب جانتا ہے، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

○

۱

۹۸۔ کسبِ معاش

سلف صالحین رضوان اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ صنعت و حرفت کو تمام نوافل اور واجبات موسعہ سے مقدم رکھتے تاکہ لوگوں سے سوال کرنے سے بچ جائیں۔ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے کسی نے اُس شخص کی نسبت سوال کیا جو کسب کا محتاج ہو لیکن اگر وہ جماعت کے ساتھ نماز کرتا ہے تو کیا اسے اُس دن لوگوں سے سوال کی حاجت ہوگی؟ آپ نے فرمایا وہ کسب کرے اور نماز تنہا پڑھ لے۔

احادیثِ نبوی | حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک ہزار صنعتیں سکھلائی تھیں، اور فرمایا کہ اپنی اولاد کو کہہ دو کہ ان کو سیکھ لیں اور ان سے اپنا پیٹ پالیں اور اپنے دین کو بیچ کر نہ کھائیں۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ میرے دل میں روح القدس نے پھونکا ہے کہ جب تک نفس اپنا اپنا رزق پورا نہ کر لیں گے ہرگز نہ مریں گے اگرچہ رزق دیر سے ملے۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور نیک ذریعہ سے اس کی طلب کرو اور رزق کا دیر میں ملنا تم کو اسے ناجائز طریقے سے حاصل کرنے پر مجبور نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاس کی چیز گناہ کے ذریعے حاصل نہیں ہو سکتی۔

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے طلبِ رزق چھوڑ کر مسجد میں بیٹھ کر نہ کہتے رہو کہ اے اللہ مجھے رزق دے کیونکہ یہ خلافِ سنت ہے، تمہیں معلوم ہی ہے کہ آسمان سونا چاندی نہیں برساتا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ سے اُس شخص کی نسبت دریافت کیا گیا جو گھر میں یا مسجد میں بیٹھ رہے اور کہتا ہو میں کچھ کام نہیں کرتا اللہ تعالیٰ مجھے خود رزق دے گا۔

آپ نے فرمایا وہ شخص جاہل ہے۔ کیا اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نہیں سنا کہ اللہ نے میرا رزق میری تلوار کے سایہ میں بنا یا ہے یعنی غنیمتیں، (میں کہتا ہوں) اس کی تائید حدیث طبرانی بھی کرتی ہے جو پرندوں کے متعلق ہے انما تغدوا خماصا وتروح بطانا (وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو سیر شکم واپس آتے ہیں) گویا آپ نے اس میں بیان کیا ہے کہ وہ صبح کو طلبِ رزق میں نکلتے ہیں۔

صحابہؓ کی اقتدا انسب ہے | صحابہ رضی اللہ عنہم خشکی اور دریا میں تجارت کرتے پھرتے تھے اور انہی کی اقتدا انسب ہے، نیز اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ (وہ ایسے آدمی ہیں جن کو نہ تجارت اللہ کے ذکر سے غافل کرتی ہے اور نہ خرید وفروخت) اللہ نے ان کو رجال کہا ہے کیونکہ انہوں نے اسباب کو قائم رکھا ہے اور ذکر الٰہی سے غافل نہیں ہوئے اور یہ بڑا کمال ہے۔

مروی ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو بیٹھا ہوا تھا آپ نے اُس سے پوچھا تو یہاں کیا کرتا ہے؟ اُس نے کہا یا روح اللہ میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔ حضرت عیسیٰؑ نے پوچھا تیری پرورش کون کرتا ہے؟ اُس نے جواب دیا میرا بھائی۔ آپ نے فرمایا تو وہ تجھ سے زیادہ عابد ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا اور اس کی بہت تعریف کی اور سفر وحضر میں اس کی عبادت کا بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ اس کو کھلاتا پلاتا کون تھا اور اس کے جانوروں کو گھاس چارا کون دیتا تھا اور اس کو کاروبار سے کس نے مستغنی کر رکھا تھا؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم لوگوں نے۔ آپؐ نے فرمایا تم سب اس سے بہتر ہو۔

نیک کون ہے؟ | حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تم میں سے نیک وہ ہے جو آخرت اور دنیا دونوں کا کام کرے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مجھے وہ شخص برا معلوم ہوتا

ہے جو دُنیا اور آخرت کے اعمال سے فارغ بیٹھا رہے۔

ابوقلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنی معاش کے لئے کوشش کرتا ہے وہ مسجد میں بیٹھنے والے سے افضل ہے۔

ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے تھے یہ خوبی نہیں ہے کہ تو اپنے قدموں کو عبادت کے لئے صف بستہ رکھے اور دوسرا تمہاری خاطر مصیبت اٹھائے بلکہ خوبی یہ ہے کہ پہلے اپنی روٹی کو گھر میں جمع کر اور پھر نماز پڑھ۔ اس کے بعد پرواہ مت کر کہ کون دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، برخلاف اس شخص کے جو گھر میں کھڑا نماز پڑھے اور اس کے پاس کھانے کو کچھ نہ ہو۔ پھر جو شخص اس کا دروازہ کھٹکھٹائے تو دل میں خیال کرے کہ روٹی لایا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالٰی اپنے دوستوں سے فرمایا کرتے کسب کرو کیونکہ اکثر لوگ جو اُمراء کے دروازوں پر جاتے ہیں وہ ضرورت کے لئے جاتے ہیں۔

پس اے دوست اس کو خوب یاد رکھ اور اس پر عمل کر اور اپنے سلف کی پیروی کر، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۱۸۔ محبتِ مساکین

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مساکین سے محبت رکھتے اور اُن کے لئے تواضع کرتے اور تونگروں کی ہم نشینی سے نفرت کرتے ان کو حقیر جان کر نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر عمل کرنے کی غرض سے کہ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْناً وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْناً وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاکِیْنِ یعنی اے اللہ مجھ کو مسکنت کی حالت میں رکھ اور مجھے مسکینی پر موت دے اور قیامت میں مساکین کے زمرے میں اٹھا۔

حضرت سلیمانؑ کی روش | سلیمان بن داؤد علیہما الصلوٰۃ والسلام باوجود اس قدر سلطنت کے جب مسجد میں جاتے تو مسکینوں کے ساتھ بیٹھتے اور فرماتے مسکین مسکینوں کے پاس ہی بیٹھتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسکین کے لقب سے بلائے جانے کو پسند کرتے اور اس کے سوا اُن کو اور کوئی نام پسند نہ ہوتا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے آدمی کی عقل اسی وقت معلوم ہوتی ہے جبکہ اُس کی مسند پر اس کے ہم پہلو کوئی خستہ حال مسکین بغیر اذن کے بیٹھ جائے۔ اگر وہ اس سے تنگدل ہو تو وہ ناقص العقل ہے۔

اللہ کی رضا کیسے معلوم ہو سکتی ہے | فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے ہمیں خبر ملی ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی نے عرض کی اے اللہ میں اپنے ساتھ تیری رضا کیسے معلوم کروں؟ اللہ تعالےٰ نے وحی کی کہ تو اپنے ساتھ مسکینوں کی رضا کو دیکھ لے۔

مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہلِ صفہ کی ایک جماعت کو کسی بات پر سرزنش کی جو آپ کو ان کی نسبت معلوم ہوئی تھی۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے فرمایا اے ابابکر شاید تو نے ان کو ناخوش کر لیا ہے اگر تو نے ان کو ناراض کیا ہے تو گویا اللہ تعالےٰ کو ناراض کیا ہے۔ یہ سن کر ابوبکر صدیقؓ ان کے پاس گئے اور نہایت نرمی کا اظہار کر کے کہنے لگے شاید میں نے تم کو ناراض کیا ہے۔ انہوں نے کہا اے ابابکر نہیں، اللہ تجھ کو معاف کرے۔

عبداللہ بن عباسؓ کا قول | عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انبیاء کے مقتدی ہر زمانے میں فقراء اور مساکین ہوا کرتے ہیں نہ کہ اغنیاء اور متکبر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ فقراء کی تواضع کرتے جب آپ ان کے پاس بیٹھتے تو گھٹنے پر گھٹنا رکھ کر بیٹھتے اور فرماتے میں غلام ہوں اور غلاموں کی طرح بیٹھتا ہوں

حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کو لوگوں کا اپنے لئے کھڑا ہونا اچھا معلوم ہو اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لینا چاہیئے (میں کہتا ہوں) اس حدیث کا مطلب جیسا کہ بعض علماء نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ اس شخص کو یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں اور وہ بیٹھا ہو جیسا کہ بادشاہ اور بعض مشائخ عجم کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی محبوب نہ تھا لیکن جب آپ ہمارے پاس آتے تو ہم آپ کے لئے کھڑے نہ ہوتے کیونکہ ہم جانتے تھے کہ آپ اس کو برا سمجھتے ہیں، مگر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہ وہ آپ کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ایسا کرنے سے رک نہ سکتے تھے۔ وہ فرمایا کرتے کہ جس شخص میں عقل اور دین ہے اسے مناسب نہیں کہ آپ کو دیکھ کر کھڑا نہ ہو۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اسی بات پر برقرار رکھا۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ آدمی کے ساتھ لوگوں کا چلنا اللہ تعالےٰ

سے اس کی دُوری کو زیادہ کرتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آدمی کے پیچھے پیچھے لوگوں کا چلنا اللہ تعالےٰ سے اس کو زیادہ دُور ڈال دیتا ہے۔

یونس بن عبید رحمۃ اللہ تعالےٰ جب موقفِ عرفات سے واپس آئے تو ان سے دریافت کیا گیا کہ لوگ کس حالت میں تھے؟ آپ نے جواب دیا اچھے تھے مگر یہ کہ میں ان میں تھا، اگر اللہ تعالےٰ مہربانی نہ کرتا تو میری شمولیت کے باعث ان پر کبھی رحمت نازل نہ ہوتی۔

زیاد النمیری رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے تواضع کے بغیر زاہد ایسا ہے جیسے پھل کے بغیر درخت۔

عبدالعزیز بن روّاد رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے بخدا آج تک روئے زمین پر مجھے اپنے سے بڑھ کر بُرا آدمی نہیں ملا۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کا عمل | عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالےٰ مہمانوں کی خود خدمت کرتے اور اپنے ہاتھ سے چراغ درست کرنے کے لئے اُٹھتے۔ جب آپ کو اس کے متعلق کہا گیا تو فرمانے لگے جب میں چراغ درست کرنے کے لئے اُٹھا تھا تو بھی عمر ہی تھا، اب بیٹھا ہوں تو بھی عمر ہی ہوں۔

میمون بن مہران رحمۃ اللہ تعالےٰ کو جب کسی دعوتِ ولیمہ میں بلایا جاتا تو آپ مساکین کے درمیان بیٹھتے اور اُن کے ساتھ برتن چاٹتے۔

مروی ہے کہ ایک دفعہ سُرخ آندھی چلی۔ لوگوں نے عبداللہ بن مقاتل رحمۃ اللہ تعالےٰ سے دعا کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کاش میں لوگوں کی ہلاکت کا باعث نہ بنوں۔ کہتے ہیں کہ اُس رات ان میں سے کسی کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپؐ نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے عبداللہ بن مقاتل کی دعا سے جب کہ انہوں نے اپنے نفس کو ذلیل کیا تھا تم سے آندھی کی بلا کو ٹال دیا۔

بشر بن منصور رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک دفعہ نماز پڑھی اور اس کو بہت طول دیا۔ آپ نہایت خشوع میں تھے اور اُس وقت آپ کے پیچھے ایک آدمی تھا جس کی آپ کو اطلاع نہ تھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اس کو کہنے لگے اے دوست میرا یہ فعل تجھ کو تعجب میں نہ ڈالے کیونکہ ابلیس نے بھی ملائکہ کے ساتھ ہزارہا سال اللہ تعالےٰ کی عبادت کی تھی لیکن اُس کا حال وہی ہوا جو تجھے معلوم ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو دولت مند اور اللہ سے غافل لوگوں کی صحبت سے گریز کرتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو لوگ دنیا جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے اُن کے پاس مت جاؤ کیونکہ اس سے اللہ عزّوجلّ ناراض ہوتا ہے اور شاید تم ان کے مال و اسباب کو دیکھ کر اپنے انعامات کو حقیر جاننے لگو۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے بہت سے ایسے علماء ہیں جو بادشاہ کے پاس اپنے دین کو لے کر جاتے ہیں اور جب باہر نکلتے ہیں تو دین کو وہیں چھوڑ آتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ اغنیاء کے سامنے اپنے آپ کو باعزّت دکھانا تواضع ہے۔

بادشاہوں کے دروازے فتنوں کے مقام ہیں

حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے بادشاہوں کے دروازوں پر کھڑے ہونے سے بچو کیونکہ وہ فتنوں کی جگہیں ہیں۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہمارے غنی بھائیوں نے ہم سے انصاف نہیں کیا، کیونکہ وہ مجھے کہتے ہیں اے ابا درداء ہم تمہیں اللہ کے لئے دوست رکھتے ہیں

لیکن جب میں اُن سے دنیا کی کوئی چیز مانگتا ہوں تو مجھے چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ پس ہمیں دنیا داروں کا اتنا ہی شرف کافی ہے کہ وہ مصیبتوں میں ہمارے پاس دوڑے آتے ہیں اور ہم ان کے پاس نہیں دوڑے جاتے۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ تعالےٰ تیل کی تجارت کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ اس میں اُمرا کے دروازوں پر کھڑے ہونے کا بچاؤ ہے۔

بادشاہ کی مصاحبت خطرناک ہے میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے کہ بادشاہ کی مصاحبت بڑی خطرناک ہے کیونکہ اگر تو نے اُس کی اطاعت کی تو دین کو خطرے میں ڈالا اور اگر تُو نے اس کی نافرمانی کی تو اپنی جان کو خطرے میں ڈالا پس سلامتی اسی میں ہے کہ تو اُس سے واقف نہ ہو اور وہ تجھ سے واقف نہ ہو۔

زہری نے جب بادشاہ سے مخالطت پیدا کی تو مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ نے ان کی طرف لکھا "اے دوست اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیں اس بلا سے بچائے جس میں تو گرفتار ہوا ہے، اس میں بڑے بڑے فتنے ہیں، عالم اور بزرگ ہونے کے بعد تو نے اپنی عمر کا خاتمہ ظالموں کی صحبت سے کیا اور جب کوئی ان کو برا کہتا ہے تو تُو ان کی طرف سے بحث کرتا ہے اگر ان کی مصاحبت میں اور کچھ نہ ہوتا مگر یہی کہ تو اُن سے مانوس ہوتا ہے اور ان کی وحشت کو دور کرتا ہے تو تجھے یہی گناہ کافی تھا" پھر مالک بن دینارؒ نے مرتے دم تک اُن سے ملاقات چھوڑ دی۔

پس اے دوست اس کو یاد رکھ اور دولتمندوں اور دنیا داروں کی صحبت سے پرہیز کر مگر کسی ضرورتِ شرعی سے جو اس طرح آسانی سے حل ہو جائے۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۸۴ - زبور کے مواعظ

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے مریدوں کو اُن اوصاف کی تربیت دینے کے لئے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے مقرب بندوں مثلاً انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء و صلحاء رضی اللہ عنہم کو پہلی کتابوں کے ذریعے سکھائے ہیں بکثرت تمثیلیں پیش کرتے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ تقوےٰ ہر شریعت میں ماموربہ رہا ہے ہمارے شیخ سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ اکثر اپنی شہادت میں زاہد کے وعید و زواجر پیش کرتے۔ اس میں بسا اوقات اللہ سبحانہ و تعالےٰ اپنے نبی داؤد علیہ السلام کو خطاب کرتا ہے اور اس سے مراد اُن کا غیر ہوتا ہے۔ اس کی نظیر اللہ تعالےٰ کا یہ قول ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہُوا لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ (اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل ضائع ہو جائیں گے) اور یٰاَیُّہَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وغیرہ۔

<u>چغلخوروں کی صحبت وغیرہ سے احتراز</u> ہمارے شیخ سیدی علی خواص ہم سے فرمایا کرتے کہ غیبت کرنے والوں اور چغلخوروں کی صحبت سے بچتے رہو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی تھی کہ اے داؤد! مبارک ہو اُس شخص کو جو نافرمانوں کی جگہ پر کھڑا نہیں ہوتا اور نہ فاسقوں کے پاس بیٹھتا ہے اور نہ چغلخوروں اور غیبت کرنے والوں کو مصاحب بناتا ہے۔

اے داؤد! جو شخص لوگوں کے عیوب ظاہر کرتا ہے یا ظاہر کرنے کا ارادہ کرتا ہے میں اُس کو قیامت کے روز تمام لوگوں کے روبرو خوار کروں گا۔

اے داؤد! جس شخص نے اپنی آنکھ نیچے کی اور فرج کو محفوظ رکھا اور زبان کی حفاظت کی وہ میرے نزدیک مقرب ہے۔

علم کی زکوٰۃ | میں نے سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالےٰ کو کسی عالم کو نصیحت کرتے سنا کہ اے دوست، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو لازم جان کیونکہ یہ علم کی زکوٰۃ ہے۔

اللہ تعالےٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد! جب علماء امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیں گے تو اُن کی ہیبت جاتی رہے گی اور ان کے بجائے کمینے اور بُرے لوگ باہیبت ہو جائیں گے، مبارک ہو لوگوں سے علیحدہ رہنے والوں اور لوگوں کے عیوب میں خاموش رہنے والوں کو، اور مبارک ہو اُس شخص کو جو رات کو اپنا بستر چھوڑ کر سخت سردی میں میرے ساتھ مناجات کرتا ہے حالانکہ تمام لوگ اپنے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں، اور مبارک ہو اُن لوگوں کو جو میری تعظیم کرتے ہیں اور میرے خوف کی وجہ سے غیر محرم فروج کی طرف نظر نہیں کرتے۔

اے داؤد! کم سے کم سزا جو میں زانیوں کو دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ اُن کے چہروں سے رونق اور تازگی لے جاتا ہوں اور اُن کی عمر کی برکت مٹا دیتا ہوں۔

اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ تم میرے ذکر سے غافل ہو جاتے ہو مگر قلمیں جاری ہیں وہ کبھی غافل نہیں ہوتیں، اور جو لوگ گناہ کرنے کے وقت دروازے بند کرتے ہیں اور پردے لٹکا دیتے ہیں اُن سے کہہ دو کہ اگر میں چاہوں تو تمہیں ہلاک کر دوں اور زمین میں دھسا دوں۔

اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ مجھ سے ڈرتے رہیں، میں اُن کے چہروں کو ہیبت اور قبولیت عطا کروں گا اور ان کے دشمنوں کو اس طرح اُن کے قدموں تلے گراؤں گا جیسے کہ چھری کے نیچے دُنبہ پڑا ہوتا ہے۔

محبوب خدا کی علامت | اے داؤد! اُس شخص کی علامت جو مجھے محبوب ہے یہ ہے کہ

وہ کم گو ہو اور بکثرت استغفار کرے۔

اے داؤد! اپنی آنکھ کو مومنوں کے حرم سے محفوظ رکھ تو دُنیا تیرے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔ اے داؤد! میرے غضب نے اُن زناکاروں کو گھیر لیا جو مومنین کے حرم میں فساد کرتے ہیں۔

اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ پوشیدہ میری نافرمانی نہ کریں اور مجھ کو اپنی نظروں میں بندوں سے بھی ذلیل نہ بنائیں ورنہ میں ان کو آگ سے عذاب دوں گا۔

نعمتیں استدراج ہیں | میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ کو اکثر یہ کہتے سُنا ہے کہ بسا اوقات انسان کو استدراج کے لئے نعمتیں دی جاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اے داؤد! عقلمندوں سے کہہ دو کہ جب ان پر بکثرت احسانات ہوں تو مجھ سے خائف رہیں اور جُوں جُوں انعامات بڑھتے جائیں گریہ وزاری میں بھی بڑھتے جائیں کیونکہ یہ نعمتیں اُن کے واسطے استدراج ہیں اور اگر میں اُن کے ساتھ محبت رکھتا تو اُن کو دُنیا سے بالکل علیحدہ کر دیتا۔

اے داؤد! یتیم کے حق میں شفیق باپ بن جا، میں تیرا رزق بڑھاؤں گا اور تیرے گناہ معاف کر دوں گا۔

اے داؤد! جس نے میری نافرمانی کی اُس نے میری تعظیم نہیں کی۔

اے داؤد! جب تیرے پاس سے کوئی خوبصورت عورت گزرے تو تو دُنیا میں میری حضوری یاد کر۔

اے داؤد! جو شخص مجھ سے ملے اور کسی غیر کی رعایت رکھے وہ میری رعایت سے نکل گیا۔

اے داؤد! اپنی آنکھ کو بچا اور زبان کی حفاظت کر کیونکہ میں فاسقوں کو پسند

ہتک کرنا۔

اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ لوگوں کی عزتیں خراب نہ کریں کیونکہ اس سے دل اندھا اور مُردہ ہو جاتا ہے۔ مبارک ہو اُس شخص کو جو اپنے عیوب میں غور کرے اور ان کی اصلاح کے درپے ہو۔

اے داؤد! میری طرف جُھک جا میں تیرے سامنے بادشاہوں کے سر جُھکا دوں گا اور تیرے چہرے پر ہیبت ڈال دوں گا۔

باطن کی صفائی | اے داؤد! اپنے باطن کو پاک کر کیونکہ ظاہری پاکیزگی میرے نزدیک تجھے کچھ فائدہ نہ دے گی۔

میں نے سیّدی علی خواص رحمہ اللہ تعالے کو ایک تاجر سے کہتے سُنا جس کی حالت زبوں ہو گئی تھی کہ تجھے خوشخبری ہو کیونکہ اللہ تعالے کو تجھ سے محبّت ہے!

اللہ تعالےٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اے داؤد! قیامت اُس وقت تک نہ ہو گی جب تک کہ شریف ذلیل نہ ہوں اور ذلیل شریف، اور میری کتاب بیکار چھوڑ دی جائے اور اس کی تلاوت نہ ہو۔ اور دنیا میں فاجر دگنا سگا یہ مالدار ہو جائے اور مومن و عالم باعمل تنگ دست، جب یہ حالت ہو گی تو میں اہلِ زمانہ کے نزدیک دُنیا پسندیدہ کر دوں گا اور ان کو آخرت کی محبّت سے روک دوں گا۔ جب وہ ایسا کریں گے تو ان پر عذاب کی تلوار مسلّط کر دوں گا اور ان پر اشیاء کے نرخ گراں کر دوں گا اور چھوٹا بڑے کی عزت نہیں کرے گا اور لوگ فسق و فجور میں پڑ جائیں گے اور میرے نزدیک ان کی یہی سزا ہو گی۔

اے داؤد! کتنی فصیح زبانیں ہیں کہ میں اُن کو موت کے وقت کلمۂ شہادت سے روک دیتا ہوں کیونکہ وہ لوگوں کی عزت خراب کرتی تھیں۔

اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ اگر وہ میری خاطر اپنے بھائی باپ اور

اولاد کو نہ چھوڑیں گے تو میں ان کی نماز قبول نہیں کروں گا۔

ادائے حقوق | اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ مرنے سے پہلے حقوق ادا کر دیں ورنہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جس کے ذمے لوگوں کے حقوق ہیں اس کو اس حالت میں اٹھاؤنگا کہ اس کے گلے میں آگ کا ہار ہوگا جو اُسے ہر برائی کے بدلے داغ دے گا۔

اے داؤد! ہر نمازی کی نماز قبول نہیں ہوتی اور ہر عابد کی عبادت آسمان تک نہیں پہنچتی۔

میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالے کو ایک دوست سے کہتے سنا کہ اے بیٹے تو تقویٰ کو لازم رکھ اور یہ کہہ کر اللہ عزّ وجلّ کی نافرمانی کرنے سے بچ کہ ہمارا پروردگار غفور رحیم ہے کیونکہ یہ نفس کی جھوٹی باتیں اور شیطان کی چالیں ہیں۔

اللہ تعالے نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ تم رات کے وقت گناہ میں پڑ کر میرا مقابلہ کرتے ہو اور دن کو استغفار کر کے مجھے دھوکا دیتے ہو اور گناہ سے بالکل نہیں رُکتے، گویا تمہارا معاملہ ایسے شخص سے ہے جو تمہارے مکر اور چالاکی سے واقف نہیں۔

اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ اپنی آنکھیں بچا کر رکھیں، بہت سے لوگ دوستوں کو برائی میں دیکھتے ہیں اور پھر انہیں بدنام کرتے ہیں حالانکہ وہ خود اُن سے بڑھ کر بُرے ہوتے ہیں لیکن میں انہیں خوار نہیں کرتا اور اگر چاہوں تو خوار کر دوں۔

اے داؤد! جو شخص میری خوشنودی کے علاوہ کسی اور غرض کے لئے علم حاصل کرے میں اُسے دوزخ میں داخل کر دوں گا۔

اے داؤد! جو شخص گناہ کرتا ہے اور اسے لوگوں کی نظر سے چھپاتا ہے تو کیا وہ مجھ سے بھی چھپا سکتا ہے؟

اے داؤد! خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو تنہائیوں میں بھی گناہ کرنے میں مجھ سے شرماتے ہیں۔

بیہودہ لوگوں سے اجتناب | اے داؤد! گریہ وزاری کرنے والوں سے صحبت کرا ور بیہودہ لوگوں کو چھوڑ دے، اور بنی اسرائیل کے گنہگاروں سے کہہ دو کہ وہ میرے سوا میرے بندوں سے کیوں کہ شرم کھاتے ہیں جب کہ میرا جلال اُن کے جلال سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ میں اُن سب کا سردار ہوں۔

میں نے ایک دفعہ سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ کو ایک ایسے شخص سے کہتے سنا جس کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی کہ کہہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے اہل و اولاد میں گرفتار نہیں کیا۔

اللہ تعالےٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد! تو اولاد کی خواہش نہ کر کیونکہ ہر بچہ نفع مند نہیں ہوتا۔ اکثر اولاد اپنے مالک اللہ سے غافل کر دیتی ہے اور اس کی قبر کو آگ کے شعلوں سے جلاتی ہے۔

اے داؤد! تنہائیوں میں مجھے نگاہ رکھ اور میں تجھے لوگوں میں مامون رکھوں گا اور مجھے بکثرت یاد کر میں تیرا رزق بڑھاؤں گا۔

اے داؤد! جو تجھ سے سرکشی کرے تو اس سے سرکشی نہ کر ورنہ میری مدد تجھ سے دور ہو جائے گی۔

اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ تم کتنی بار دنیا کا فانی ہونا معلوم کر چکے ہو۔ پھر بھی تمہارے اعضاء اس کے جمع کرنے میں مصیبتیں اٹھاتے ہیں۔

اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ نافرمانی کے وقت تمہیں یہ ڈر نہیں ہوتا کہ اگر قبل از توبہ اسی حالت میں مر جاؤ اور مجھے میرے غضب کی حالت میں ملو تو میں تمہیں جہنم میں گراؤں گا جو نہایت بری جگہ ہے۔

اے داؤد! اگر میں چاہوں تو گناہ گار پر آسمان کو گرنے کا حکم دوں یا زمین کو اس کے نگل جانے کا حکم دوں۔

اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو جب تم گناہ کرنے لگو تو عذاب کے فرشتوں کی ہیبت اور دوزخ کے طبقوں میں بیڑیوں کی تنگی کو یاد کر لیا کرو۔

اے داؤد! اگر بندوں کو گناہ کرنے پر میرے غضب کی اطلاع ہو جائے تو وہ مر جائیں لیکن میں نے ان پر رحم کر کے اسے پوشیدہ رکھا ہے۔

اے داؤد! اپنا چہرہ زمین پر رکھ کر میرے ساتھ مناجات کر۔

اللہ سے حیا! اے داؤد! تیرا باپ آدمؑ میرے نزدیک تمام لوگوں سے مکرم تھا، اس نے کبھی غیر محرم فرج کو نہیں چھوا تھا اور نہ کسی آدمی کو قتل کیا تھا۔ میں نے اسی کو ایک درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا لیکن اس نے غلطی سے کھا لیا، پس اس کے جسم کی پوشاک اتر گئی اور سر کا تاج گر پڑا۔ اور میں نے اس کو ندامت کی جگہ پر کھڑا کر دیا۔ تو پھر اس شخص کے ساتھ کیا ہوگا جس کے فرج نے غیر محرم کو چھوا ہو یا جس نے ناحق قتل کیا ہو میں پاک ہوں، اور اے لوگو تم پر کیا پھر یا نا ہوں اور تم کیسے بے شرم ہو کہ میری آنکھوں کے سامنے میری نافرمانی کرتے ہو اور اگر میرے بندوں میں سے کوئی تمہیں دیکھ پائے تو مارے شرم کے پگھل جاتے ہو حالانکہ مجھ سے شرمندہ ہونا انسب ہے۔

اے داؤد! کیا بات ہے کہ تو مطمئن ہے اور رونے والوں کے ساتھ نہیں روتا اور نوحہ کرنے والوں کے ساتھ نوحہ نہیں کرتا۔ اگر تو عذاب کے فرشتوں اور آگ کو دیکھ پائے اور اس میں نافرمانوں کے لئے میں نے جو عذاب مقرر کیا ہے اس کو دیکھے تو اس طرح پگھل جائے جیسے آگ میں قلعی۔

اے داؤد! تیرے لئے برف میں منہ کے بل کام کرنا حساب میں تجھ پر میرے جرح قدح کرنے سے بہت آسان ہے۔ مجھے میری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ میں مجرموں

کو ضرور اپنے روبرو پیش کروں گا اور اُن سے رائی کے برابر باتوں کا بھی سوال کروں گا۔

اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ تم دیکھتے ہو اپنی آنکھوں سے زنا کرتے ہو گویا تم سمجھتے ہو کہ میں تم کو دیکھتا نہیں۔

اے داؤد! جو شخص خلوتوں میں گناہ کرتا ہے میں اس کے جرموں سے لوگوں کو مطلع کروں گا اور اس کو رسوا کر کے جہنم میں گراؤں گا۔

زبور کی نصائح جو میں نے سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالےٰ سے سنی ہیں ختم ہوئیں میں نے یہ تمام نصائح ایک رسالہ میں جمع کی ہیں پس اُس کو پڑھ، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

خاتمہ

کتاب تنبیہ المغترین یہاں ختم ہوتی ہے جو دسویں صدی ہجری کے آخر میں فریب خوردہ لوگوں کو اپنے سلف صالح کی مخالفت سے متنبہ کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔ سو اللہ تعالےٰ کا شکر ہے جس نے ہم کو یہ ہدایت کی ورنہ ہم اس راہ پر چلنے والے نہ تھے اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا۔ جب میں نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا تو میں بہت حیران تھا کیونکہ میرے پاس ایسا مواد نہ تھا جس سے اس کتاب میں امداد لے سکتا، اچانک ایک شخص میرے پاس ایک قدیم کتاب لایا جو شروع سے پھٹی ہوئی تھی۔ یہ کتاب کوفی خط میں لکھی ہوئی تھی اور اس کی کتابت کی تاریخ پانچ سو ہجری سے کچھ اوپر تھی۔ میں نے اس کو سلف صالح صحابہؓ اور تابعین کے حالات سے لبریز پایا اور دیکھا کہ اس کا مصنف وکیع بن جراحؒ کی روایت لاتا ہے جو امام مالک علیہ الرحمہ کے ہمعصر تھے۔ میں اس کے مطالعہ سے بہت خوش ہوا چنانچہ میں نے اس کتاب کے اخلاق کو اس کے ذریعے مستحکم کیا۔ گویا جو شخص اس کتاب

کا مطالعہ کرے گا وہ صحابہ، تابعین اور تابع تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کی صحبت میں ہوگا اور اُن کے اقوال و افعال، زہد و تقوے اور خوف و خشیت کو ملاحظہ کریگا، چنانچہ میں نے خطبہ میں لکھا ہے کہ جو کوئی انصاف کی نظر سے دیکھے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ وہ سلف کے اوصاف سے اِس طرح عاری ہے جیسے کہ سانپ اپنی کینچلی سے۔ ہم اللہ تعالےٰ سے التجا کرتے ہیں کہ وہ اِس کے ذریعے دوستوں کو اور ان کے بعد آنے والوں کو نفع دے اور ہمارا اور اُن کا خاتمہ بالخیر کرے، اور اِس دُنیا سے ہمارا آخری کلام یہ ہو اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد ارسول اللہ وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحابہ اجمعین۔

ہم اُس کتاب کے خاتمہ میں سے مؤلف کے بیان کردہ اخلاق سے کچھ بیان کرتے ہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے قیامت کے روز اللہ عز و جل آدم علیہ السلام کو حکم دے گا کہ تو میرے اور اپنی اولاد کے درمیان حاکم ہو پس جس کی نیکیاں اُس کی بُرائیوں سے ایک ذرّہ کے برابر بھی زیادہ ہوں وہ جنت میں داخل ہوگا تاکہ تجھے معلوم ہو کہ میں ظالم ہی کو عذاب دیتا ہوں۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالےٰ آیت تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ دل کا تقلب اپنی جگہوں سے نکلنا ہے اور آنکھوں کا تقلب سیاہی سے نیلا اور بینائی سے اندھا ہونا ہے، اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

گہر ۱

۸۴ - حسنِ تالیف

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے کو اپنی تالیفات میں خوش آئند الفاظ استعمال کرنے اور زیادہ لکھنے کی تکلیف نیک نیت ہی سے دیتے نہ اس لئے کہ لوگ اس پر ان کی مدح کریں اور کہیں کہ فلاں شخص اس تالیف میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

اے دوست یاد رکھو کہ اگر انسان کتاب لکھنے میں بہت کوشش سے کام لے اور نہایت عمدگی سے تحریر کرے تو بھی بعض اوقات مسئلہ کی کوئی نہ کوئی شرط ضرور بیان کرنے سے رہ جائے گا یا تفصیل کے متعلق رہ جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (اور اگر قرآن مجید اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے)۔

شیخ ابن عربیؒ کا قول | شیخ محی الدین بن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں نے کبھی کوئی کتاب تدبیر اور اختیار سے نہیں لکھی، بلکہ جو کچھ مجھے اللہ تعالیٰ اس وقت بتا دیتا ہے وہی اپنی تالیف میں لکھتا جاتا ہوں۔

حضرت سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے انسان کے کلام کا خطا، تحریف اور تناقض سے محفوظ نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ وہ دائم بیدار نہیں رہتا لہٰذا غفلت و سہو میں پڑ جاتا ہے۔

حقیقی ادب کیا ہے؟ | سیدی احمد زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے حقیقی ادب یہ ہے کہ انسان اس بات کی خواہش کرے کہ اس پر مطلق کوئی اعتراض نہ ہو بلکہ

فی الامکان وہ کلام اللہ عزوجل کی مشابہت سے بچا رہے ، اور سب تعریفیں
اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ۔

وباللہ التوفیق

وھو حسبی ونعم الوکیل

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحابہ اجمعین

اخلاقِ صالحین

یعنی

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاقِ حسنہ پر ۱۳۸ روح پرور
ر اثر مقالات جو عارفِ ربانی امام عبدالوہاب الشعرانی علیہ الرحمۃ کی
القدر تصنیف تنبیہ المغترین سے منتخب کر کے نہایت
ش پیرائے میں ترجمہ کیے گئے ہیں۔

ترجمہ و ترتیب
محمد لطیف ملک ایم اے

شعاعِ ادب ◉ لاہور